U 5634 P Patel-14-K09

Title - HAQEEQATUL MAZHAB.

Creator - Abdul Salaam Khan.

Publisher - N.A

Date - 1910

Pages - 415

Subjects - Museehiat ; Mazahib.

فہرست مضامین

حصہ اوّل تاریخ مذہب

حقیقت المذہب
مولانا عبدالسلام

۲۰۱
۱۲۶۴م

تمہید

مذہب پر مضمون نگاری کی نہ مجھے قابلیت تہی نہ میری معلومات اِستقدر تہی کہ مین قلم اُٹھاتا۔ مگر یورپ نے جب صدی گذشتہ مین مذاہبِ دُنیا کی کتابین فراہم کرکے ترجمے کرنے شروع کئے۔ اور مذہب کو علم کے سانچے مین ٹہونسنا شروع کیا تو پہلے بسم اللہ بت پرستی سے کی۔ اور اُسکو ابجدِ مذہب قرار دیا۔ اُسوقت سے میرا خیال اِدہر رجوع ہوا۔ اور اس ابجد پر مدتون غور کرتا رہا اور اِسکی معلومات حاصل کرتا رہا اور یہ دیکہکر تعجب ہوتا تہا کہ ہر بڑی قوم کے پُرانے اور موجودہ مذہبون مین خداپرستی اور بت پرستی بالاستقلال دونون ایک ہی وقت مین جاری اور ساری ہین۔ پہر بت پرستی کیسے ابجد ہوسکتی ہے۔ اور حقیقت کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اعتقادِ بت پرستی جُہلا کے توہمات سے پیدا ہوا ہے۔ پہر خداپرستی کی تلاش اور تحقیقات کی تو اُسکا شیوع محض رہنما کی ہدایت پر پایا۔ اور قوم نے اُسکو سچا باور کرکے اُسکی ہدایتون کو قبول کیا۔ اور یہ بہی ظاہر ہوا کہ اِسی خداپرست قوم مین ایک مدت کے بعد بتون کا بہی اعتقاد پیدا ہوگیا۔ خدا۔ اور بت۔ دونون ایک وقت مین پوجے جانے لگے مینے دیکہا کہ سرسیّد کا خیال اِدہر رجوع ہوا ہے کہ اِس زمانہ مین علوم کی بے انتہا ترقی ہوگئی ہے۔ اور مذہبی اعتقادات متزلزل ہوتے جاتے ہین جسطرح عباسیہ کے زمانہ مین علم کلام ایجاد کرکے مذہبِ اسلام کو مضبوط کیا تہا اِسی طرح اسوقت بہی

نئے فلسفہ کی ضرورت ہے۔ پرانا اب بیکار ہوگیا ہے۔ مینے سرسید سے
امداد چاہی۔ چونکہ وہ خود اِس فکر مین تھے اِس لئے پوری رہبری نکر سکے
حقیقت مین سرسید کے جواب نے مجھے اِس ارادہ مین مستقل رکھا اور
میری ہمت باندہی۔ اِس لئے وہ تحریر اِس موقع پر بجنسہ درج کیجاتی ہے

نقل خط

جناب نواب صاحب مخدوم مکرم من نواب عبد السلام خانصاحب

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۸ دسمبر پہنچا۔ ممنون عنایت ہوا۔
آپ نے ایسا مشکل کام اختیار کیا ہے۔ جسکی مشکلات کا
بیان نہین ہوسکتا۔ ایک طرف تو آپ کے ہان یعنی مسلمانون
کی کتابون تفسیر و حدیث وغیرہ کتب مذہبی مین جو آجا بجا اعتراضات
مخالفین ہوگئی ہین جسکی جوابدہی اور حمایت نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے
دوسری طرف عیسائیون کے اعتراضات ہین جو مشکلات سے خالی
نہین ہین اور بحمایت کتب سابق جو اسلام پر لکھے گئے ہین اُنکی جوابدہی
غیر ممکن ہے۔ کوئی کتاب عربی یا فارسی مین آپکو ایسی نہین ملنے کی جسمین
تقلید کو چھوڑکر خالص اسلام کے اُدہر بحث کی ہو۔ علاوہ اُنکے ایک تیسرے
شخص ہین یعنی ملحد جو تمام مذہبون کی جڑ کاٹتے ہین۔ آپ نے جو فہرست
لکھی ہے اُسمین بہت سی دفعات ایسی ہین کہ جب تک تمام و کمال بحثین
نہ کیجاوین اُن پر کوئی مضمون نہین لکھا جاتا۔ مثلاً آپ نے ایک دفعہ

قایم کی ہے کہ مذہب شخصی ایجاد ہے یا جماعتی - اگر آپ اُسکو شخصی ایجاد
قرار دین تو بھی غلط ہے - اور جماعتی ایجاد قرار دین تو بھی غلط ہے - کیونکہ
سچا مذہب خدا کی طرف سے دیا گیا ہے - اور جب اِسکو ثابت کرنے بیٹھینگے
تو اُن تمام اُمور سے بحث کرنی پڑے گی جنکا مینے اُوپر ذکر کیا ہے - ستی
ایک دفعہ آپ نے قائم کی ہے - کہ بت پرستی کیا شئے ہے - اور خدا پرستی
کیا ہے - مگر جب آپ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور حضرت ابراہیم کی اولاد کا
ایک پتھر کو کھڑا کرکے اُس طرف عبادت کرنا اور اُسپر نظر چڑھانا بت پرستی سے
خارج کرنا چاہینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا مشکلات پیش آتی ہین - اور اور بہت
سی باتین ہین مین کہانتک لکھون - آپ لکھتے ہین کہ مین کوئی نظام منصوبہ
قایم کرکے لکھنا نہین چاہتا ہون بلکہ زیادہ تر اصل واقعات ظاہر کرکے اُنسے
استنباط کرنا چاہتا ہون - جناب من یہی کام سب سے زیادہ مشکل ہے -
جسوقت آپ اصل واقعات ثابت کرینگے تو آپکو اُن تمام باتون سے جو اصل
واقعات مین شامل ہوگئی ہین بہت لمبی بحث کرنی پڑے گی -
غرض کہ جو کام آپ چاہتے ہین وہ ایسا مشکل ہے کہ اُس سے زیادہ مشکل اور
کام نہین - خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کی ہمت قایم رکھے -
بہرحال عربی یا فارسی مین کوئی کتاب آپکو نہین ملنے کی جو اس باب مین
مدد دے - مگر انگریزی مین بہت سی کتابین ہین جو اس باب مین آپ کو مدد
دے سکتی ہین - مجکو تو انگریزی کتابون کے نام معلوم نہین ہین - لیکن شاید بمبئی
مین جو کانفرنس ہوگی اُس مین سید محمود اور مولوی مہدی علی صاحب دونون

تشریف لائین گے اور بہت سی کتابون کے نام آپ کو بتائین گے جو
اس قسم کے مضامین سے متعلق ہین - اور اُن کتابون کا منگانا اور پڑھنا
آپکو نہایت ضرور ہے - والسلام - ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ء

سید احمد

تاہم اسی محقق کے دیگر متفرق مضامین سے مجھے بہت کچھ مدد ملی جنکا
تذکرہ اپنے اپنے موقع پر اِس کتاب مین آئیگا -

مینے اِس کتاب مین چند نئے اُمور پر بحث کی ہے - یہ بحث مکمل نہین ہے
تاہم لایق توجہ محققین و علما کے ہے -

مینے صرف یہ خاکہ بتایا ہے اِس سے آیندہ بحث مباحثہ ہوکر بہت سے
امور منکشف ہونگے جنسے مذہب کی صداقت کی معیار ظاہر ہوگی - مینے
مختلف مذاہب کی تاریخین و واقعات کا انتخاب نمبر (۳) مین درج کیا ہے
مگر اُس موقع پر نہ اُنپر بحث کی نہ نتیجہ نکالا ہے - اول تو مجھے فرصت نہین
ملی علاوہ اِسکے یہ ذخیرہ دوسرون کے آیندہ غور کرنے کے لئے یکجا
کر دیا ہے -

میری صحت نہایت خراب ہی - مین اپنے خیال کے موافق اِس ہیولہ
کی تکمیل نکر سکا جو کچھ کہنا تھا اُسکی بہزار مشکل ایک صورت قایم کی ہے -
کیا بعید ہے کہ اِس طریقے سے آیندہ کامیابی ہو -

میرا خیال یہ ہے کہ جس روش پر کہ اہل مذہب چل رہے ہین کہ مذہب
اور علوم کی تطبیق دیکر اُسکو مضبوط کیا جائے - یہ تباہی مذہب کا باعث ہوگا

یہ مینے مذہب اور تہذیب کی بحث مین دکھایا ہے - میری یہ راے ہے
کہ عام طور سے مذہب کی حقیقت اور اصلیت پہلے ثابت کیجاے - پھر معیار
صداقت مذہب قایم کیا جاے - اور بعد ازان مذہب اور تہذیب کا فرق
ثابت کیا جاے - اِن اُمور کی تحقیقات مین بہت سے مسئلے زیر بحث ہونگے
اور مذہب کی حقیقت کھلجائیگی - یہی میرا اصل مدعا اس کتاب کی ترتیب سے ہے
اِس کتاب مین تکرار مضمون اکثر پائی جائیگی - اسکا اصلی سبب یہ ہی کہ جسقدر
ایک مضمون کے حصے زیادہ کیے جاتے ہین اُن مین جب جدا گانہ بحث
کسی حصہ پر ہوگی تو اصل مضمون کا کسی نہ کسی طرح اعادہ ہوگا - اور دوسرے
حصے کے مضمون بھی کچھ نہ کچھ پھر آجائینگے - اگر میری صحت اچھی ہوتی تو مین
اس تکرار مضمون مین کچھ کمی کرسکتا مجھے یہ بھی اُمید نہ تھی کہ یہ مضمون ایسی صورت
مین آجائیگا - کہ مین ملک کے سامنے پیش کرسکون - خدا کا شکر ہی کہ اِسکی
ترتیب مین میری ہمت بندہی -

مینے اِس کتاب کو چار حصون پر تقسیم کیا ہے -

اوّل - تاریخ مذہب -

دوم - نوعیت و مدارج مذہب -

سوم - طریقہ نشو و نما مذہب -

چہارم - اسباب فضیلت و صداقت مذہب -

اور نام اسکا **حقیقۃ المذہب** رکھا -

محمد عبد السلام خان - ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء

۶۸۶

حصّہ اول

نمبر ۱

مذہب اور تہذیب کا وجود کب سے ہو

انسانی معاشرت دو شئے سے بنی ہے مذہب اور تہذیب۔ دونوں کے باہم تقدیم اور تاخیر قرار دینا ناممکن ہے

مسٹر لینگ تہذیب کی بابت یہ لکھتا ہے۔

بابل کا تاریخی زمانہ بعض مستند مورخ چھ ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیتے ہیں صحیح تاریخی نوشتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس اور غالباً سات ہزار برس حال کے زمانہ سے تہذیب کا پتہ چلتا ہے اور وہ تہذیب آگے سے اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔

علم نجوم کی بابت یہ مورخ لکھتا ہے۔

بابل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے علم نجوم میں بہت ترقی کی تہی ایک کتاب علم نجوم اور ہیئت کی عہد سارگت اول کی ملی ہے۔ یہ کتاب شاہی کتب خانہ کے لئے تصنیف کی گئی تہی۔ زمانہ تصنیف تین ہزار آٹھ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ سات ہزار برس سے فنون تعمیر و انجنیری و آبپاشی

اور زراعت مصر مین جاری تھے۔

نجوم بھی پرانی تہذیب کا ایک جزو ہے۔ اوسکا وجود زمانہ حال سے قریب سات ہزار برس پہلے سے ثابت ہے۔ اور اس مورخ کے قول کی بموجب تین ہزار آٹھ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے بمقام سرگلہ ایک ہیکل نیر اعظم کی ملی ہے اس سے کواکب پرستی کا زمانہ قریب چھ ہزار برس کے پایا جاتا ہے۔ یہ مورخ بالآخر سات ہزار برس کا زمانہ تہذیب قرار دیتا ہے۔

مذہب کی قدامت کے متعلق اس مورخ کی یہ رائے ہے۔

قدیم نوشتون سے مصری مذہب بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اور بہت بڑا وسیع علم ادب مذہبی طریقہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ ایک کتاب موتی کی ملی ہے جسمین نماز میت اور قیامت کا ذکر ہے۔ ایک حصہ اس کتاب کا عہد مینس بادشاہ سے قبل کا ہے۔ (مینس ۵۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی سے تھا۔ صفحہ ۱۰ –

بہت سے مشہور شہر اور معبد گاہ مصر کے عہد بادشاہ مینس سے قبل کے دریافت ہوئے ہین

ایک دوسرا محقق میکس میولر اپنے لکچر مین مذہب کی بابت یہ تحریر کرتا ہے۔

مذہب ایک نئی ایجاد نہین ہے۔ اگرچہ وہ اسقدر قدیم نہین ہے جسقدر دنیا ہے مگر وہ اسقدر ضرور ہے کہ جسقدر ہم دنیا کا حال تاریخی جانتے ہین۔ نتیجہ اس رائے کا یہ ہے کہ جہانتک تاریخی حالات دنیا کے دریافت ہوئے ہین اوسی وقت سے مذہب کا وجود ہے۔

اور مذہب مجوس یعنی مذہب اہل ایران کا وجود یونانی مورخون کے اقوال سے

آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہو۔ (صفحہ ۱۸۱ تاریخ اسمتہ)
یہود اور نصاریٰ خلقت آدم کو سات ہزار برس کا زمانہ قرار دیتے ہین اور اول انسان سے مذہب کا وجود ثابت کرتے ہین۔ اگرچہ بابتہ تاریخ خلقت آدم اول مابین اہلِ مذہب اور اہلِ علم کے اختلاف ہے مگر مذہب کا وجود دونوں کی رائے سے سات ہزار برس سے بالاتفاق ثابت ہے اور مجوس کے مذہب کا لحاظ کیا جائے تو اوسکا وجود آٹھہ ہزار برس سے ثابت ہوتا ہے۔
تہذیب اور مذہب۔ دونوں کا تاریخی زمانہ آٹھہ سات ہزار برس کا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی تمدنی حالت سے مذہب کا وجود ہے جب سے انسان نے اپنی حالت کی درستی کی اوسی وقت سے مذہب بھی قایم ہوا۔ تمدنی حالت کا بقا اور قیام حکومت سے ہوا یعنی جب تمدنی حالت قایم ہوئی اوسکے بعد ضرورتاً حکومت قایم کی گئی مگر تہذیب اور تمدن مین ایسا بدیہی امتیاز نہین ہے کہ کسی کو لازمی طریقہ سے مقدم کیا جائے البتہ ایک چیز ایسی ہے جو ابتدأ قیام تمدن کا باعث ہوئی اور وہ حکومت سے پہلے ہے یعنی اخلاق۔ اور وہی پہلا حاکم تمدن کا متصور ہوتا ہے۔ اوسکے بعد یا اوسکی مددگار حکومت ہوئی۔
اخلاق جماعت کے یکجا کرنے کا پہلا آلہ ہے۔ اور یہی مذہب کا بڑا جزو ہے۔ جب عمدہ اخلاق کے انسان پیدا ہوے اوسکے بعد تمدنی سامان پیدا ہونے شروع ہوئے اخلاق کے نیک وبد کی امتیاز مذہب سے ہوئی اور مذہب نے اوسپر اپنی صداقت کی مہر لگائی اوسوقت حکومت کو استحکام ہوا ہے۔ اسلئے مذہب کو تمدن پر ترجیح ہی۔

نمبر ۲
آیا مذہب دنیا کی تمام اقوام وحشی اور مہذب مین پایا جاتا ہی

دنیا کے چار براعظم ہین۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اور باقی جزائر ہین۔ انہین جسقدر اقوام آباد ہین بلحاظ تہذیب کے اونکے تین درجہ ہین۔

(۱) مہذب۔

(۲) نیم مہذب۔

(۳) وحشی۔

ان تینون درجات مین مذہب ہے۔ مہذب اور نیم مہذب کا تو بدیہی ثبوت اون کے مذہبی عقائد اور کتابون سے ملتا ہے جیسا کہ مضمون آیندہ سے ظاہر ہوگا۔ اور وحشی اقوام کے مذاہب کی بابت یورپین محققین کی راے یہہ ہے۔

میکس میولر اپنے لکچر مذہب مین لکھتے ہین۔

"عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات" سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور انہین مذہب ہے۔ اور ہم دعوی سے یہہ کہتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جس مین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا جزو لاینفک ہے

اسپنسر ایک بڑا نامی فلسفی ہے اوسکی راے یہہ ہے۔

مذہبی خیالات کسی نہ کسی طرح کی دنیا مین بالعموم پائے جاتے ہین - بالعموم مذہبی خیالات کا پایا جانا اور اون خیالات کی ترقی اور نشو نما ہونا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی جڑ گہری ہے سطحی نہین ہے - جبکہ مذہبی خیالات بالمرہ عادتاً تمام مخلوق مین پائے جاتے ہین اور کبہی کبہی اون اقوام مین پیدا ہو جاتے ہین جن مین یہہ خیالات نہین ہین تو اسکو انسان کی خواہش نفسانی قرار دینا واجب ہے اور ہمکو عقلاً اس سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے -

ان رایون سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مذہب انسان مین عام طور سے پایا جاتا ہے اور کوئی متنفس ان خیالات سے خالی نہین - اور مذہبی خیالات داخل طبیعت انسان ہین - یہ گمان نہین ہوسکتا کہ یہ خیالات مصنوعی پیرون کی ایجاد ہین + چونکہ تمام دنیا کی اقوام مین مختلف ڈہنگ سے پائے جاتے ہین تو پیرون کی مصنوعی ایجاد یہ کبہی خیال نہین ہوسکتے - یہ بہی قیاس نہین ہوسکتا کہ یہہ خیالات تقلیدی ایک قوم سے دوسری قوم مین منتقل ہوتے رہے ہین تقلید خیالی امور مین جب تک نتیجہ اوسکا مترتب نہو قیاس نہین ہوسکتی - اگر کسی نتیجہ سے یہ تقلید ہوئی ہے تو مذہب کے وجود یا اصلیت مین فرق نہین آسکتا -

بحث ماسبق اور حال سے دو امر ثابت ہوے - ایک یہہ مذہب کا وجود اوسوقت سے ثابت ہے جب سے انسان کا تاریخی حال معلوم ہوتا ہے - دوسرے یہہ کہ تمام دنیا کی اقوام مین اوسوقت سے ابتک برابر جاری ہے - اور محققین علم الانسان کی یہہ رائے ہے کہ مذہب جزو انسان اور اوسکی فطرت سے ہے -

نمبر ۳

قدیم بڑے بڑے مذاہب دنیا کے

اور

اونکا مرکز۔ اور نشو نما

دنیا کے چار براعظم ہین اور اونکے ساتھہ جزائر بہی لگے ہوئے ہین مگر انسانی نظام کا مرکز ابتدائی یہی براعظم ہین اسلئے اونہین سے مذہب کے فروع کا بیان کیا جائیگا۔

قدرت کی حکمت ہر نظام کائنات سے ظاہر ہوتی ہو مذہبی فروع اور دنیاوی تہذیب کی مرکز نشو نما ایک ہی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون کا چولی دامن کا ساتھہ ہے۔

تمدن کی نشو نما کے لئے جو جگہہ موزون تہی وہی جگہہ مذہب کے لئے بہی مناسب تہی۔ تاریخ کچھہ نہین بتاتی کون مقدم کون موخر ہے۔ شاید توام ہون۔ یا یہ کہ تخم ایک ہو پرورش مختلف طریقہ سے ہوئی ہو دونون مین فرق اور امتیاز تہذیب یورپ کی پیدایش سے ہوگیا ہے۔ محافظ مذہب۔ اور محافظ تہذیب جدا ہونے سے نشو نما علیحدہ ہونے لگا۔ یہ بہی قابل لحاظ ہے کہ چار مرکز مذہب کی فروع کے ہین انہین سے یہ بہی نہین کہلتا کہ ہر جگہہ بلا معاونت دوسرے کے مذہبی خیال کو ترقی ہوئی۔ یا باہم مبادلہ خیالات کا ہوا۔ نہ انہین قدامت کی

ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ دنیا مین سب سے قدیم براعظم ایشیا ہے۔ اس لئے
مذہب اور تمدن کا سہرا اوسی کے لئے شایان ہے افریقہ اوس سے دوسرے
درجہ پر ہے اور یورپ تیسرے درجہ پر۔ اور امریکہ چوتھے درجہ پر ہے۔

ایشیا اس سبب سے بہی مقدم ہے کہ اسمین پرانی تہذیب۔ اور پرانے مذہب
ہنوز باقی ہین۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ مین پرانے مذاہب اور پرانی تہذیب
دونون معدوم ہوگئے اور ان تینون براعظم مین نئی تہذیب کی سلطنت ہی۔ مذہب
ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔

ایشیا کے پورے دو حصہ مذہب نے کردیے ہین۔ نصف شرقی ایشیا مین فلسفی
مذہب بودہ نشو نما ہوتا رہا۔ رشابا سے لیکر مہا ویرا تک ۲۴ بودہ ہوے
ہین اور پچیسوان اور آخر گوتم ہے۔

ان سب کی مدت مین بہت مبالغہ ہے۔ بودہ مذہب کے قول کی بموجب حضرت
آدمؑ سے بہی پہلے یہ اوتار ہوے ہین مگر چہ سات ہزار برس مین تو کوئی کلام نہین
اسکے چہ سات ہزار برس سے شرقی حصہ ایشیا مین بودہ مذہب ہے اور ہزار برس
سے سکرا چارج نے ہند سے بودہ مذہب کو مٹا دیا۔ اور تثلیث کی بت پرستی کو
فروغ دیا۔ بودہ مذہب مین خالق کا نام نہین عقل کل کے ہاتہہ مین نظام عالم ہی اور
ہر بودہ ترقی کرکے اوس درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور تمام عالم کا محافظ بن جاتا ہی۔ جزا
سزا۔ بذریعہ تناسخ ہے اور آخر اور انتہائی درجہ مکتی یعنی عقل کل ہو جانیکا ہی۔ اس
مذہب کا اصول تارک الدنیا ہے۔ سب بودہ اسی طریقہ پر رہے۔

اس مذہب مین ⅓ دنیا اب بھی ہی تصوف ہمہ اوست اور مادہ پرستی کے اصول

بالکل ملتے ہین۔

اس مذہب مین ہمیشہ آخر درجہ مین کھلم کھلا خدائی کے مدعی ہوے ہین۔ اور انا الحق پکارا ہے۔ اور اس مذہب اور برہمنی مذہب کے اصول مین مراسم ظاہری کا فرق ابتدا مین رہا۔ بعد کو دونون مذہب مین مراسم ظاہری شدومد کو ساتھہ ایک سے ہو گئے۔

اور نصف مغربی حصۂ ایشیا مین حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت رسالتمآب تک پانچ چھہ ہزار برس تک مذہب اہل کتاب جاری رہا۔ اور ایک دوسرا مذہب اہل کتاب زردشت کا (جس مین اسی نام کے رہنما ہوتے رہے ہے) یہ بھی چھہ سات ہزار برس سے چلا آتا ہے۔ اس مذہب اہل کتاب مین الہام انبیا د مذہب ہے اور خالق و مخلوق۔ جزا۔ سزا (قیامت) ہے۔

افریقہ کے شمال مین مذہب نے فروغ پایا۔ پرانے مذہب کھنڈرون سے کھود کر نکالے ہین۔ ادنمین بت پرستی اور خدا پرستی کا پتہ لگتا ہے اور جزا۔ سزا اور قیامت اور تناسخ سب مشترک نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی شرقی اور کبھی غربی مذہب ایشیا نے اپنا اثر پھیلایا۔ اب یہان مذہب اسلام ہے۔

یورپ مین جنوب سے مذہب نے نشو نما پایا۔ غالب مذہب بت پرستی تھا اور حکما بھی پیدا ہوئے جنھون نے توحید محض اختیار کی۔ اور تصوف کی بھی صورت جاری کی۔ گوتم کے مذہب کا بھی اثر پڑا۔ پتھی گورس یونان کا گوتم بدھ ہی اور گوتم گا معصر ہے۔ اوسنے بھی خالق و مخلوق کا امتیاز نہین کیا۔

امریکہ مین پیرو ۔ میکسو ۔ وسط امریکہ مرکز مذہب کا ہے ۔ وہان بھی خدا پرستی بُت پرستی دونون کا پتہ لگتا ہے ۔ ایشیا مین چارون سمت سے مذہب اور تہذیب کا فروغ ہوا یعنی چین ۔ ہند ۔ ایران ۔ کلدانیہ ۔ بابل ۔ شام مرکز تہذیب اور مذہب کے ہین انہین مذاہب کے مختصر حالات اس مضمون کے ذیل مین اس ترتیب سے لگائے جاتے ہین (۱) مجوس (۲) مصر (۳) بابل قدیم (۴) آریہ ہند (۵) پیرو میکسو ۔ مذاہب اہل کتاب یعنی یہودی ۔ عیسائی ۔ مسلمانونکی حالات سب کو پیش نظر ہین ۔ اس لیئے اونکا انتخاب بیان درج نہین کیا

مذہب مجوس

یہ اُس قوم کا مذہب ہے ۔ جسے انگریزی مورخ آریہ اور ایشیا سے ایرانی کہتے ہین ۔

ان مؤرخون کے اقوال کے بموجب اصل قوم ایرانی ہے ۔

ایک گروہ اُس قوم کا ایران مین رہا ۔

ایک گروہ ہند مین آیا ۔

اور ایک یورپ مین جا کر آباد ہوا ۔

زمانہ متفرق ہونیکا ٹھیک معلوم نہین ہوتا ہے ۔ مگر قرینہ اسکا مقتضی ہے کہ یہ تفرقہ عہد ضحاک مین قبل طوفان نوح ہوا ہے ۔ ضحاک سے قبل سلطنت ایرانی قوم مین رہی اسوقت متفرق ہونے کے اسباب ظاہر نہین ہوتے ۔ بقول مصنف نامۂ دانشوران کل سلاطین ایران نے ۶۰۲۴ برس تک سلطنت کی بعد ازان عربون کی حکومت ہوئی ۔ یعنی اہل اسلام کا تسلط ایران مین ہوا اس تسلط کو تیرہ سو برس ہوئے ۔ پس زمانہ آغاز سلطنت اول بادشاہ ایران یعنی کیومرث کو ۷۳۲۴ برس ہوئے اور جب ضحاک کی سلطنت شروع ہوئی تو قریب نوسو یا ہزار برس کے ایرانی بادشاہون کی حکومت

کو ہو چکا تھا۔ اس حساب سے قریب سات آٹھ ہزار برس کے شروع عہد ضحاک کو ہوئے۔
ضحاک کو بعض ایشیائی مؤرخ تازی الاصل کہتے ہین اور وہ ضحاک تازی لکھتے ہین۔
بعض بابل کے خاندان سے قرار دیتے ہین اور اوسے ضحاک علوی کہتے ہین۔ بہرحال
یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور ایشیائی مورخ اسکو نہایت سفاک اور بیرحم کہتے ہین۔ اور آخر
عہد مین اوس نے ہزارون قتل اپنے زخم پر خون لگانے کو کیئے۔ اس بادشاہ کا زمانۂ
سلطنت ہزار برس ایشیائی مؤرخ لکھتے ہین۔ چونکہ یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور سفاک تھا
اسلیئے اوسکے خاندان کے فرمانروایون کا نام بھلا دیا۔ اور اسی ظالم کا نام یاد رہا۔
یہ قیاس ہوتا ہے کہ اسکے خاندان کی حکومت ہزار برس رہی اور اسی ظالم خاندان کے
عہد مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے۔
اور ایک قرینہ اسی خاندان کے عہد مین ایرانیون کی قوم کے تفرقہ کا یہ ہے کہ جب کاوہ آہنگر
نے ضحاک کو قتل کیا تو ایرانی خاندان سے جانشین کرنیکا ارادہ ہوا۔ اور اُسی خاندان کی
تلاش ہوئی تو فریدون کو افغانستان کی طرف سے تلاش کرکے لائے۔ اور بعض
ایشیائی مورخ لکھتے ہین کہ فریدون ہند مین ملا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ضحاک کے عہد
مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے اور اس تفرقہ کو کم سے کم پانچ چھہ ہزار برس کا زمانہ ہوا۔
رامیش چندر مصنف تاریخ قدیم ہند لکھتا ہی کہ آریہ قوم پنجاب مین دو ہزار برس حضرت
عیسی سے پہلے آکر آباد ہوئی۔ اس قول کے بموجب تاحال قریب چار ہزار برس کے ہوئے
اس تذکرۂ تاریخی سے میری غرض یہ ہی کہ مذہب۔ آریا۔ بودھ۔ یونانی۔ رومی۔
اصل مذہب نہین ہین۔ جن اقوام کا یہ مذہب ہی وہ شاخ ایرانی یا مجوس مذہب کی ہین
اور متفرق ہونے سے پہلے ایرانی قوم مین اسقدر تہذیب آگئی تھی کہ سلطنت قایم ہوگئی

تھی۔ اور جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا ایرانی قوم مین تفرقہ سے پہلے ایک مستقل مذہب تھا۔

تذکرۂ قدامت مذہب مجوس

بالعموم ایرانی مذہب آتش پرست یا مذہب زردشت کے نام سے مشہور ہی۔ وفی
زردشت کا مذہب جدید نہ تھا۔ زردشت عہد گستاسپ شاہ ایران مین پیدا ہوا۔
اس امر مین عام ایشیائی مورخ متفق ہین کہ گستاسپ اور زردشت ہمعصر تھے اور اس عہد کو
تین ہزار برس سے زائد نہین ہوئے اور بموجب قول جیکسن مصنف حیات زردشت
ستائیس سو برس ہوئے۔ زردشت کا مذہب کوئی نیا مذہب تھا۔ وہ قدیم ایرانی
مذہب کے سلسلہ مین جاری ہوا تھا۔ خود زردشت کی کتاب ژند مین یہ لکھا ہی کہ
"آئین بزرگ آباد را استوار کن" مذہب زردشت مین یزدان پرستی مثل سابق کے
تھی اور باقی تغیر بہت کم ہوا تھا اس مذہب مین آتش کو قبلہ اپنے نماز کا سمجھتے تھے
اور اسکو انوار الٰہی کا ایک ذرہ سمجھکر اوسکی تعظیم اور پرستش کرتے تھے۔

اسمتھ مصنف تاریخ قدیم بعد بحث کرنے زمانہ زردشت کے یہ لکھتا ہی کہ بغیر زردشت
کے زمانہ کے بحث کرنے کے اور اسکی ذاتی حالت تحقیق کرنے کے ہم اس امر کے یقین
کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی اُسکے نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ
کے ہین۔ اور وہ اُسوقت کے ہین جب آریا قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجا تھی۔
اسی تاریخ مین پہلے یونانی مورخون کے حوالہ سے زردشتی مذہب کی مختلف تاریخین
بیان کی ہین اونکا ذکر بھی خالی دلچسپی سے نہین ہے۔

قدیم مورخ زردشتی مذہب کو بہت پرانا خیال کرتے ہین بلکہ اوسکی قدامت مین اسقدر

مبالغہ ہی کہ وہ محض افسانہ خیال کیا جاتا ہے۔
ہرمیس یونانی مترجم زردشتی مذہب کا عہد پانچ ہزار برس قبل فتح ٹرائی کے بیان کرتا ہے
یوڈوسس چھ ہزار برس قبل وفات فلاطون کے کہتا ہے۔
حال کے مورخ چھٹی صدی قبل دارا کے بیان کرتے ہین۔ یعنی گیارہ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے۔

میری یہ راے ہی کہ قدیم مورخ مذہب زردشت کی یہ تاریخین نہین بتلاتے ہین بلکہ جس سلسلہ مین یہ مذہب جاری ہوا ہے اسکی قدامت ظاہر کرتے ہین۔
حال کے مورخ صحیح عہد زردشت کا بیان کرتے ہین جسے ستائیس سو برس ہوئے اور وہ ایشیائی مورخون کے اقوال کے مطابق ہے۔
ٹرائی کی فتح ۱۱۸۴ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہوئی اور اسمین ۵۰۰۰ اور نیز ۱۹۰۰ برس اضافہ کئے جائین تو ۸۰۸۴ برس ایک قول کے بموجب تاریخ زردشت کے قرار پاتے ہین۔
دوسرے قول کے بموجب ۶۰۰۰ قبل وفات فلاطون کے ہے اور فلاطون کا زمانہ ۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے۔ اس سے ۶۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے زمانہ مذہب قدیم کا ہے۔ اسمین ۱۹۰۰ اضافہ کرکے ۸۲۶۰ ہوتے ہین۔ دونون اقوال مین بہت تھوڑا فرق ہی اور ان اقوال کے بموجب تا حال قریب ۸۰۰۰ برس کا زمانہ انگریزی مورخون کے تذکرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔
ایشیائی مورخ مذہب اہل ایران کا آغاز مہ آباد سے بتلاتے ہین۔ اوسکے خاندان کا نام آبادمان تھا۔ اس خاندان کے علاوہ تین اور خاندان جیان، ساسیان

ماسایان کہے ہین۔ ان چارون خاندانون کے تاریخی حالات کچھ معلوم نہین ہین فردوسی نے انکا تذکرہ متروک کیا۔ تاریخ مالکم مین بحوالہ دبستان مذاہب کے ان خاندانون کا نام ظاہر کیا ہے مگر بجز نام خاندان کے اور کچھ نہین لکھا۔ زردشت کی کتاب ژندمین مہ آباد کے مذہب کا ذکر ہے کہ آئین بزرگ آباد را استوار کن۔ اور کتاب دساتیر جو مجوس مذہب کی ہی اُسمین اِن چارون خاندانون کے نام کے صحیفہ آسمانی درج ہین۔ ان صحیفون مین یزدان پرستی کی ہدایت ہی اور کواکب کی عظمت اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہی اور جانوران بے آزار کا مارنا منع ہے۔ اور دیگر اخلاقی اُصول تحریر ہین۔ اس جگہ کتاب مہ آباد کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ کتاب مہ آباد ماخوذ از کتاب دساتیر)

نخستین شمناد

(۱) پناہیم بہ یزدان از منش و خوی بد و زشت گمراہ کنندہ براہ ناخوب برندہ رنج دہندہ آزار رسانندہ۔

(۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایش گر مہربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) بن بود ایزد نتوان دانست چنانکہ ہست جز او کہ یارد۔

(۵) ہستی و یکتائی سراسر فروز ہا ارونڈگوہر اوست و از او بیرون نیست۔

(۶) جز آغاز و انجام و انباز و دشمن و مانند و یار و پدر و مادر و زن و فرزند

و جای و سوی و تن و تن آسا و تنالی و رنگ و بوی است ـ

(۷) زنده و دانا و توانا و بی نیاز و دادگر و برشنودن و دیدن و بودن آگاه است ـ

(۸) و هستی نزد دانش او یکبار بی دمان و هنگام پیداست و براو هیچ چیز پوشیده نیست رسا دانای که دانش او هنگامی نیست و درفرباره او گذشته و اکنون و آینده نگارش نتوان کرد گشش دمان و درازی هنگام با نوشدها که پیوسته لختان و لختهای اوست یکبار نزد یزدان پدیدار است نه چون دانش که بلختی نوشدگان گذشته و باندی بیدا و باچندی آینده است ـ

(۹) بدی نکند و بدخواهان نباشد و زشت نخواهد و خواستار ناخوشی نبود انچه کرده خوب است ـ

دومین سمیناد

(۱) بنام یزدان ـ

(۲) یکتای الکمان تا کیخ فروسی بخشش خداوند از بخشندگی و نیکوئی کردن بی مزد بخت آرا و رسته گوهری بی پیوند و بند و مایه و پیکر و دمان و هنگام و تن و تنالی و نیاز و آرزو و تن و گوهر و فروزه بهنام نام و سرو شید و فرشته بسالار مهر خوان آفرید ـ چهی ایزد بخشاینده بخشایشگر و مهربان دادار و هش دوست که بخواست خواهشگر و نیاز نیازمند و آرزوی آرزومند هستی بخشید آفرینش او را کرانه پدید نیست سپاس سزا شناس او را ـ

(۳) او که بهنام باشد و او را خرد نخستین و هوش خوانند سراسر خوبی و کران تا کران

عقل اول است که عقل کل گویند

بهی است از و گوہر آمشام که خرد و فرشته دومین است تا نیستار که نام روان برترین سپهر است
و رو امید مهرخوان اوست چه روانید ور روان سالار است و تن فرازین سپهر که اورا
تانیستار نام است و سامید مهرخوان آورید۔

(۴) وازسروش آمشام که دوم خرد است خرد چرخ فرود برترین سپهر فامشام نام و روان
آن سپهر فرازجام و تن اوسیام از نام۔

(۵) بدین گونه از هر خردی هوشی و روانی و تنی پیدا گردانید تا سپهرستان انجامانید و
بپایان رسانید۔

(۶) مانند هوش کیوان سپهر فرنسا نام و روانش لاتینسا و تن اوارنسا دارد۔

(۷) و خرد هرمزد سپهر انجمار و روان او نجم آزاد و شیدآر او تنش۔

(۸) و خرد و روان و تن و بهرام سپهر که نامیده به بهمن نژاد و فرشاد و زرباد داد۔

(۹) خرد و روان و تن خورشید چرخ شاد آرام و شاد ایام و شادار سام نام۔

(۱۰) و خرد و روان و تن ناهید آسمان نروان و فروان و زروان نام۔

(۱۱) خرد و روان و تن تیر چرخ ارلاس و فرلاس و دورلاس نامند۔

(۱۲) خرد و روان و تن ماه آسمان فرنوش و درنوش و واردوش آفرید۔

(۱۳) برسائے وهکی اندک گفته شد ورنه سروشان بے شمار ند۔

(۱۴) گران روستاره بسیار است و هر کدام را خردی و روانیست با تن۔

(۱۵) وچنین با هر کدام لختی آسمانها و گردان ستارگان هوشها و روانها است۔

(۱۶) شمارهٔ خردها و روانها و ستارگان و آسمانها یزدان داند۔

سیومین سمناد

(۱) بنام یزدان -
(۲) سراسر سپهران گوئے و ویژه و پاکند و مرده نمیشوند -
(۳) و سبک و گران و سرد و گرم و تر و خشک نیستند -
(۴) بالیدن و پژمردن و کام و خشم ندارند -
(۵) پذیرنده گرفتن پیکر و گذاشتن نگار و پاره شدن و فراهم آمدن نیند دریده و دوخته و گسسته و پیوسته و جدا و پیوندیده و شگافته و بهم آئی نمیکردند -
(۶) همیشه گردنده اند بچرخ و گردش ایشان خود خواسته و آهنگیده خود است چه زنده و دریابنده و خردیها اند -
(۷) و دوران سرا مردن و زائیدن و گرفتن پیکر و گذاشتن نگار نیست -
(۸) فرودین جهان را دگفت و فرازمان فرازین جهان کرد -

چهارمین سمناد

(۱) بنام یزدان -
(۲) خرد را با تن نیاز نیست و روان رسائی از تن گیرد -
(۳) سروشستان و روان گرد و سپهرآباد هشت است -
(۴) هرکس که نزدیک فرشتگان که خردان و روانان سپهر اند رسید گوهر خدائی جهان را دید
(۵) بدان خرمی هیچ خرمی و شادی فرودین جهانے نرسد زبان آن شادی و خرمی خوشی و مزه را نتواند بیرون داد و گوش نیارد شنید و چشم نتواند دید -

ایزدان بزبان ... ... (handwritten marginal notes)

(۶) درآسمان چندان خوشی است که جز رسیدگان ندانند۔

(۷) کمینه پایه بهشت آنست که فرومایه را برابر فرودین جهان دهند۔

(۸) چه این جائے در دانش روان ماه چرخ است۔

(۹) جز این انجه از پیکرهاے زنان و کنیزان و بندگان و خورد و آشام و پوش و گسترد و نشیم در او دست بفرودین جهانے شمار در نیاید۔

(۱۰) بهشتیان را تنے از بخشش یزدان برتر باشد که نه ریزد و نه کهنه شود و نه درو گیرد و نه آلایش درو فراز آید۔

پنجمین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) خرد چرخ ماه کرد نتهاے و فراز آمدگاه تواناے و نیروے بالا است بیان چه فرنوش که خرد ماه سپهر است و پیکرها و ناگوهرها و فرزدگان بر آخشیجان رسته فروبیارد برلے اینکه فراز آمده او را از توانشهای گزیده بمیانجی گردشهاے سپهرها و پیوند ستارگان و نهاد اختران۔

(۳) روان ماه چرخ پیکر بند مایه و نگار آراے۔

(۴) در فرود چرخ ماه آخشیجستان کرده شد۔

(۵) بر آتش و باد و آب و خاک چهار فرشته گماشته گشت بدین نام۔

(۶) ایراب و هیراب و سمیراب و زهیراب۔

(۷) انچه از آخشیجان آمیخته شد ناگرانی شست و گرانی اگر پیوندش کمینه پاید گرانے است ورنه ناگرانے۔

بمعنی مرکبات غیر تامه است

(۸) ناگران چین باد و ها وگران دود و برف و باران و آسمان غریو و ابر و درخش مانند آن -
آواز ابر برق

(۹) بهر کدام سروشی فرشته دارنده است -

(۱۰) چنانکه پروردگاران باد و ها وگران دود و برف و باران و آسمان و ابر و درخش میلرام وسیلرام و دینکرام و مهتاس و بهتام و نیتام نامند و چنین دیگران را -

(۱۱) و زگران آمیخته نخست کانی ست -

(۱۲) در او بخش و گونه بسیار است چون شوخ ارج و بهران و زینان -

(۱۳) و دارندگان دارند چنانکه بهرزانام دارنده و پرورنده سرخ ارج ست و نهرزام پروردگار بهران -

(۱۴) پس رستنی در او هم بخشها و گونها است چون راست بالا و خبار و پروردگاران ایشان ازروان و نوزروان نام دارند -

(۱۵) پس جانور در او هم بخشها بسیار است چون اسپ و مردم -

(۱۶) و هر کدام را پروردگار است چون پرورنده و دارنده اسپ که فرارش نام دارد و پروردگار و پاس دار مردم فرزین رام -

(۱۷) در هر سه پور گرگانی رستنی و جانور باشد روان یا بنده آزاد و رسته بی پیوند است -

شتشین سیناد

(۱) بنام یزدان والا مردم را که از جانوران بفروالست که گوهر آزاد و رسته از مایه و پیکر و ناتن و نهالنی و تحتانی و سوپاسنی و باد و فر فرشتگان فراز آید -

(۲) روان را همبانجی فرهنگی و زیرکی و دانش بتن آخشیجی پیوست -

(۳) اگر در آخشیجی تن نیکوئی کن. و خوب دانش و کنش دارد. هرتاشپ است و هرتاب

یزدان پرستی را گوینی که از خورد و خواب بیش بهره دار مگذرد و جانور بی آزار نیازارد

(۴) چون فرودین تن گذارد در شهر فرشتانش رسانیم تا مرا بازبیند فرشتگان پیش گرد

(۵) داگر هراس نیست و با این دانشور و از بهشتی دوست هم بسر فرشی پایه او را برآرم

(۶) و هر کس در خور دانش و کنش خویش در پایه خرد و روان و آسمان و اختران جای گیرند

و در آن خرم آباد جاوید پایند.

(۷) و آنکس که فرودین جهان خواهد و نیکوکار باشد او را در خور دانش و کنش از خسروی و دستوری

و سپهبدی و دهی و توامندی پایه بخشم.

(۸) تا چون کنی چنان انجام یابد. شرح خود ایشان میگوید تا چون کند در این پایه آمیختگی

چنان انجام یابد وخشور آباد روان شاد که یزدانی آباد برآود برپردان پاک نهاد

باو درخواست که ای مهربان دادار و ای دادگر پروردگار پاک خسروان و جهانداران

دانشمندان را بیماریها در تن و اندوه ها از خویش و پیوند و مانند آن پیش می آید آن

چیست و چراست جهان خدای هستی خدیو پاسخ داد.

(۹) اینکه در هنگام خرمی آزار و رنج می یابند در گفتار و کردار گذشته و رفته تن ست که دادگر

ایشان را اکنون میگیرد. شرح خود ایشان است باید دانست چنانکه کسی پیش بدکار بود

پس بس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کام بخش در این بار او را با آزرده رسانید

و با این از دادگری پاداش بدکاری باو رسانید. و از کیفر کاست چه اگر در پاداش

افراه فرو گذاشته شود نه دادگر باشد.

هفتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هر کس زشت کار و بدکار است او را لخت در پیکر مردم رنجه دارد چون

بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بردن آن و خود را خود کشتن و از شدیار و جانور آزارمند آزرده و رنجور شدن و مردن و بینوائی پیش آمدن از هنگام زادن تا مرگ همه پاداش کردار رفته باشد و چنین نیکی باید دریافت شرح خود ایشان است میفرماید که از هنگام زادن تا مردن هرچه از خرمی و خوشی پیش می آید همه کیفر کردار گذشته است که این بار می یابد۔

(۲) شیر و پلنگ و ببر و یوز و گرگ و همه تند بار که جانوران آزارده رنجکار زند از فرزانه و رونده و خزنده بزرگی و پرمان (؟) داشتند و هرکسی را که می کشتند پیشکاران و پرستاران را و یاوران ایشان بوده اند که بگفت و یاوری و پشت گرمی این گروه آمیزه بدی و زشتی میکردند و زندبار که جانوران بی آزار و جانداران ناکشنده می آزردند اکنون از خداوندان خود سزا می یابند۔

(۳) انجام این بزرگان تند بار بیکبار رنجی و بیماری یا زخمی در خورد کار گذرند و اگر گناه باز ماند بار دیگر آمده با یاوران خود سزا خواهند یافت و بکیفر خود رسند تا هرگاه بکران کشد یک بار یا ده بار یا صد بار و مانند آن۔

هشتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان جهانار را چنین خشور آبادی میفرماید.

(۲) زندبار که جانور بی آزار و ناکشنده جاندار است چون اسپ و گاو و اشتر و استر و خر و مانند آن نکشید و بیجان نکنید که سزای کردار و پاداش کار اینها را دگرگونه است از هوشیار خردمند چنانکه اسپ را سواری کند و گاو و کشته

واستر و خر را یارچه اینها مردم را بزور بار کردندے۔

(۳) اگر هوشیار دانسته زندبار کشد و دراین بار پاداش و سزاے کار راز نهان شود یا مرزبان نیابد در بار آینده کیفر و باداَفراهش رسد۔

(۴) کشتن زندبار برابر کشتن نادان مرد بے آزار است۔

(۵) واینده زندبار کش بخشم یزدان والا گرفتار آید۔

(۶) بترسید از خشم خداے والا۔

نهمین سیناد

(۱) بنام یزدان اگر تندبار که جانور جاندار آزار و جانور کشنده است زندبار را کشد سزاے کشته شده و کیفر کردار خون ریخته و پاداش بے جان گشته باشد چه تندباران براے سزا و کیفر دادن اند۔

(۲) کشتن تندباران راستوده و شایسته در خور است چه آنها بار رفته و گذشته خونریز و کشنده بوده اند و بیگناهان رامے کشتند سزا دهنده اینها را بهره باشد نهان چه سزا دادن با آنها نیکی کردن به پیمان والا یزدان ره سپردن است ازین دانسته شد که پیمان داد تا تندباران را بکشند چه سزاے تندباران است که او را بکشند۔

دهمین سیناد

(۱) بنام یزدان کسانے که از مردان بے آگاهی و ناخوش کنش و بدکردار ند تن ستهی پیوسته و بکالبد روینده پیوند گرفته سزاے بیخودی و ناهوشیاری بدکرداری یابند و بباداَفراه ناآگاهی و زشت کاری رسند۔

(۲) وآنانے کہ ناخوب دانش وکنش اند بکالبد کانے بپیوندند ۔

(۳) تا آنکہ گناہان ہرکدام گرانے شود ونماند پس ازین ازاو رہند وبتن مردم پیوندند ودرآن تا چہ کنند آن چنان پاداش یابند ۔

یازدہمین سمیناد

(۱) بنام یزدان اگر مردم نیکو دانش وبدکنش ہست چون فرودین تن بباشد دیگر آخشیجی تن نیابد وروانش را بفرازآباد راہ ندہند وبدخوئیہائے او در پیکر آتش سوزندہ وبرف فسرندہ وسردکنندہ ومار وکژدم وجز ان آزار دہندگان ورنج اوران شدہ آزارش دہند ۔

(۲) وازدوری آغازندہ وآغازگاہ ویزدان وسروش وفرشتہ وفرودین تن بباشد دیگروآخشیجی پیکر در آتش ناکامی سوزد وان زشت ترین پایہ دوزخ ہست اکنون با یاد روان شادمے پرمایہ ۔

دوازدہمین سمیناد

(۱) اول بنام یزدان چون گرسنہ وبے خواب دل را بیزدان بندید از تن آخشیجی جدا شدہ آسمان وستارہ وفرشتہ وخدارا بینید ونگرید ۔

(۲) پس برگردید بتن آخشیج وچون فرودین تن باشد واز ہم گسلد باز برآن پایہ کہ دیدہ آید رسید وجاوید دران باشید وپایید ۔

(۳) بگوی یزدان تراوہ دستانت را ازہمہ رنج نگہدارد ۔

سیزدہمین سیمناد

(۱) بنام یزدان نماز برون[۱] سو همه سوی است و بهتر ستاره و فروغ[۲] دانید بیان می پرماید که آن گوهر بے سوی را در همه سو نماز توان برد و بهر سو که او را پرستی رواست و با این بهتر نماز برون سوے اختر و فروغها است و نماز برون خوشتر سوے ستارگان و روشنیها است

(۲) زن خواهید و جفت گیرید و هم جفت شما نخواهد دیگرے را نه بینید و با او میامیزید۔

(۳) بدکرداران را سزا دهید۔

(۴) پیمان مشکنید و سوگند دروغ یاد نکنید۔

(۵) گناه گار هرانچه کرد با او چنان کنید بیان مے پرماید سزاے باید برابر کار بد باشد نه آنکه گناه افزون را پاداش آزار کم بجا آرند و چنین کم را افزون ناگزیر است اگر کسے را بسنگ کشد کشنده را نیز بدان بگذارند و ر بتیغ بشمشیرش بیجان سازند

(۶) هوش[۳] زداے آنما یه که بے هوش شو یا مخورید۔

(۷) چیز نارسیده[۴] و نادان بدانا سے داد گرد است پیمان سپارید تا دانا و رسیده شدن او بیان ازین آن خواهد که چون خورد بمردی رسد سپردا را بدو سپارند۔

(۸) چیز بازمانده[۵] پدر و مادر به پسر و دختر برابر دهید و بزن اندک۔

(۹) زیر دست را نیکو دارید تا از یزدان والا فرو یابید۔

(۱۰) خداوند والا بنده را توان کن کرد انچه خواهد از نیک و بد آرد کرد۔ اگر نیکوی کند بهشت یابد و ر بدی دوزخ نشیم[۶] شود بیان چون دادگر آفریده خویش را توانا شناسے نیک از بد بخشیده و نیرومند گردانیده که بهر کدام تواند گرائید پس اگر بفرمان دادار که جز نکوئی و بهی در او نیست کار کند بهشت برین و مینوے گزین جاے اوست

[۱] نماز بردا... جهت نماز بست... قبله باشد ۱۲
[۲] فروغ بر... و فروغ یعنی فر... که شعاع و روشنی... تابش آفتاب آتش وغیره با...
[۳] هوش زد... شراب است که... خمر گویند ۱۲
[۴] چیز نارسیـ... ناداران یعنی... و مال نابالغ...
[۵] مقصود... و میراث... است ۱۲
[۶] نشیم ... ۱۲ برون... نشیمن باشد... و مقام نشست... است ۱۲ بر...

ورتباه خود بیشود و دوزخ نشیمن یابد آشکار است که کردار ستوده و نکوهیده و خوب
زشت کردار بهشت و دوزخ است و پیمان داد ار بیهمال چون سخن پزشک
هرکس پند مهربان دانا شنود از رنجوری رست و با اندک پرهیز تندرستی جاوید
یافت و آنکه نشنود بیماری خویش افزود پزشک از رنج و تنبه و رستی از او است ـ

(۱۱) بدی از خداوند هستی نیاید و بناخوب خواهش ندارد ـ

چهاردهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هست شده گان فرازین و بود یافتگان فرودین بخشش بخشنده اند
و از او جدا نشود لپوده اند و هستند و باشند زیرا که بخشنده هر آئینه انچه بخشد باز نگیرد
که آن خوی زشت مرد است ـ

(۲) جهان پرتو اسا از خورشید گوهر ایزد والا جدائی نگرفته و نگیرد ـ

(۳) فرودین جهان درگفت فرازین جهان است ـ

(۴) نخست و آغاز چرخ خسروی فرودین جهان بگرد آن رفتار ستاره باشد ـ

(۵) تا هزار سال تنها و بے انباز از او ست ـ

(۶) و در دیگر هزارها با او هرکدام از گران رو ستارگان و تندرو ستارگان هزار هزار سال
ستاره هفت سیاره شبان رست
انباز شوند ـ

(۷) انجام ماه انبازش باشد هزار سال چه هر ستاره یکهزار سال انباز است ـ

(۸) پس نخستین بار و انباز آغازین خسروی و شاهی یابد چه ستاره که نخستین بار خسروی یافت
او را نخستین شاه بنامیم و آن ستاره که در هزار دویم با او انباز شد دویم شاه چه
پس از گذشتن بار خسروی نخستین شاه دویم شاه پادشاه گشت چنانکه فرمود که پس از

رفتن بار پادشاهی نخستین شاه نخستین انباز که در آغاز انباز نخست شاه بود خسرو شود -

(۹) و دومین شاه را نیز چنین کنون و دور است نخستین شاهسان با او انباز نود و یار گردد

(۱۰) انجام نخستین شاه که اکنون هنگام شاهی او گذشته و رفته هزار سال با دومین خسرو انباز باشد -

(۱۱) پس بار خسروی دومین شاه هم گذرد -

(۱۲) و چنین همه را دان چه هر کدامی از ستارگان گران رو و سکرو - و پادشاه شوند و هزار سال تنها کامران باشند و در هزار هاے دیگر انباز منند -

(۱۳) چون ماه پادشاه شود و بدو همه انباز ند و خسروی او هم انجام گیرد یک مهین[۵] چرخ رود

(۱۴) و زین پس بار شاهی خسروی نخستین پادشاه رسد و همیشه چنین گذران باشد چه آغاز چرخ از نخستین شاه و انجام بماه شید[۲] است -

(۱۵) و در آغاز مهین چرخ کار پیوند فرودین[۳] جهانیان از سر گرفته شود -

(۱۶) و پیکر و دانش و کار هاے مهین چرخ گذشته مانا[۵] داستانه همه آن و همگی همان پیدا کرده اید و پدیدار کرده شود شرح خود ایشان است میگوید که در آغاز مهین چرخ پیوستن اخشیج سر کند و پیکرها پدید آرد که در نگار و کرد و کار و کردار و گفتار مانند پیکر و دانش و کنش رفته مهین چرخ باشد نه آنکه همان پیکرها پدید آید چه باز آوردن رفته از فرازانه[۹] نه سزا است زیرا که اگر خواستی باز آرد چرا بر کند و از هم ریختی زیرکا معنی کارے نکند که از آن پشیمان شود -

(۱۷) و هر مهین چرخ آمده از آغاز تا انجام مانند مهین چرخ رفته باشد -

(۱۸) اے برگزیده آباد و نخست این مهین چرخ تو با جفت و همخوابه بازمانده دیگری

نیانید اکنون مردمان از شما آیند شرح خود ایشان است - باید دانست که در انجام مهین چرخ جزو وتن که مرد و زن باشند باز نمانند و همه مردمان فرو روند پس آغاز مردم از زن و مرد باز مانده شود و در مهین چرخ نو از نژاد ایشان پرستو ولاد بر این به آباد پرمود که آغاز از تو شود و همه از نژاد تو آیند و تو پدر همه باشی -

پانزدهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان به آباد روان شاد میگوید -

(۲) بهترین و خوشترین مردمان پرمان برو پیروان تواند -

(۳) گرامی تر نزد یزدان والا کسی است که بگفت تو کار کند -

(۴) آنکس را که تو رانی یزدان او را راند -

(۵) تو بخشش مردمانی -

(۶) پیروان تو بسیار سال در جهان پادشاه باشند و خسروی کنند -

(۷) بدان خوشی و خرمی و آرام و داد جهان هرگز نباشد که در هنگام خسروان کیش تو

(۸) تا مردم بسیار بد نکنند و گناهگار و بزه گر نشوند آئین تو که مهر یزد است از پرمان دهان وسترگان نرود -

(۹) یکے از آزارهاے دوزخ بانیان را برخواستن آئین توست از پرمان دهان -

شانزدهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان اکنون از کیشهاے که پدید آید آگهی مے بخشد -

(۲) گروهے آشکارا شوند نیکو دانا و کارکن و پرستشند و در بندگی سالار -

بیان تپاس در راه خدا و پرستش او کم خوردن و آشامیدن و خواب است
چنین کس را تپاسبد و هرتاسپ گویند۔

(۳) و این گروه خجسته راه اند۔

(۴) و هم گروهے بے تپاسبدے و هرتاسپی نیکو دانش و کنش باشند در بر رهبر خردی
او به بود چیزها جویند و خداجوی بے آزار نده تن خود در پرستاری گردند۔
بیان سرو هسپ خداجوئے است که بے کمخواری و کمخوابی و جز تنها گزینی بر رهبری
خردپسند خدا جوید و نهان چیزها آشکارا سازد و آزار جانوری روا شمرد و زین دو
گروه نشان پرتویان و رهبریان داده۔

(۵) پس گروهے آیند نیکو دانش و بدکردار و زندبار آزار و این نشان گروهی است
که فرزانگی و زیرکی دوست دارند و با آن زندبار آزارند و دهن بخون جانوران
بے آزار آلایند و شکم بدان پرسازند۔

(۶) گروهے سروزرام و نیرورام و جرازرام را بهم آمیزند بیان درهنگام پرستش
یزدان در نخست انچه بر دل تابد آنرا سروزرام نامند و رهبر خردی و سخن هوش
پسند را نیرورام خوانند و بازگفت دوراز خرد که بیگانه هوش باشد آنرا
جرازرام گویند و زین نشان و ثره درونان داده۔

(۷) گروهے گویند که جز گوهر خدائے والا آزاد و رسته نباشد۔ بیان و زین گروهی
را نشان داده که گمان برده اند همه فرشتگان تن و تنانے اند آزاد و رسته
گوهر خداست۔

(۸) گروهے سرایند که یزدان تن است بیان و زین تنانے کیشان را خواهند که

میگویند که یزدان به پیکر مردم است و مانند آن ـ

(۹) و اندی برآن روند که یزدان خوی و منش است بیان و آن نیروی است دو یژه تن ـ

(۱۰) ابنوی خود را پیغمبر و پیام رسان خدا گیرند با آزردن زندبار ـ

(۱۱) بے مهر زندبار که جانوری بے آزار است و هرتا سپے که پرستاری بسیار و رنج بردن بهرداد راست بفرشتگان رسیدن نتوان ـ

(۱۲) اینها در زیر چرخ ماه مانند ناپیوند بدیگر چیز مانند کنند و بدین اینها نادرست کار شوند بیان مے پر اید که گروهے خود را پیغمبر گیرند و پیام رسانان یزدان شمارند چون بے گداختن تن و انداختن خوی بد و اندوختن نیکو کاری سپهر بخشش آن مهرزندبار است بر سپهر برآمدن و بستاره و فرشته رسیدن نارواست و این گروه بدین گونه ره نسپرده اند باندک پرستاری و کم رنج بردن فروغی در زیر سپهر ماه بنگرند و چون هنوز روان بر پیدا ازویژه چیره نشده مانند پیوند دیده ایشان با چیزے دیگر مانند کنند چنانکه دانش را بسمرادین راه آنچه دیده اند بن بودان نیابند و هر یکی پندار بدیشان نموده بگرد ند و از راست بیکاست افتند و پیروان را در تباهی افگنند ـ

(۱۳) گروهے سنگیر ند که مردمان در رنجند همین بکشتن ایشان پسند کنند ـ

(۱۴) چه گروهے مردم کشتن را به و خوب دانند بیان زین نشان گروهے میدند که براے رام شدن بزرگان خود و فرشتگان مردم را بتیغ کشند و خود را بیجان کنند گمان آنکه خدا خشنود شود ـ

(۱۵) چند کیش آور گویند که آئین ما رانده نشود و بر نخیزد بیان ازین نشان گروہے مید ہد که با پیروان خود گویند که آئین ما رفتنی نیست و ازین کیش برنگردید۔

(۱۶) دو ر ایشان نبردہا و جنگها پدید آید بیان آگاہ میسازد که در راہ این کیش آوران و آئین انگیزان نبردہا پدید شود و باہم درافتند و در یک آئین راہها بسے شود و از یک بیخ شاخ بسیار گردد و ہر شاخے شاخ دیگرا تبه کار شمرد۔

(۱۷) گروہے که اندک نیکو دانند خوب کردار نباشند و آنانکه اندک خوش دارند نیک دانش نباشند بیان ازین نشان گروہے دہد که راہ فرزانگان پذیرند و بگفته ایشان کار نکنند و ہمچنین گروہ دیگر که خود را پاک گهر گیرند و اندک کردار خوب دارند با این دانا نباشند۔

(۱۸) چندان آئین و خسروی آید که نامها پر شود۔

(۱۹) اے برگزیدۂ یزدان والا آباد و خبر کیش آباد یانے راہ خدایابی نباشد بدین راہ ہر کس که شد از گروہ ہورستارام و روزستارام ہنیو رسد و در خور کردار پایه یابد بیان فرستادہ ح نام کیش مه آباد است و ہورستارام را به پهلوی اتهوزمان گویند ایشان موبدان و ہیربدان اند از براے نگاہداشت آئین و پایداری راہ و شناخت کیش و آرمش داد و نورستارام را به پهلوی رتهشتاران نامند و ایشان خسروان و پهلوانانند از براے بزرگی و برتری و مهتری و کامروائی پیکری و سورستارام را به پهلوی واستر

یوشان خوانند وایشان بهر هرگونه بنیکاری و پرستاری اند و رورشارام را
به پهلوی هوتخشان سرایند، وایشان پیشه ور و کشاورز ند و گروه مردم
زین بیرون نیابی۔

هفدهمین سیناد

(۱) بنام یزدان هرکس در آشکارا کردن فرستادج کوشد در مینو بلند پایه باشد
(۲) بیگمان دانید که فرستادج راه رست بآن بمردم میگوید سراسر بیگمان
دانید و بدین گروید که آیین آباد روان شاد که بہمِ آباد خردمندان بروان
او و پیروانش باو راه راست بی کاست است و هرکس اندک خرد
داشته باشد و بنیدیشد براو پیدا آید که این خجسته آیین چه مایه از دیگر
کیشها فرهمند است و هیچ راهے باین پاکیزگی و گوارایی نیست اگر خواهد
بے گمان آنچه گفته آمد بنگرد و داند بر دو گونه سزد یا هرتاسپ شود که رنج
کشیدن و آمیغ چیزها بدیدهٔ دل دیدن است یا سرداسپ گردد که بهیر آمیغ
کارها دریابد۔

هیجدهمین سیناد

(۱) بنام یزدان با مردم مے سراید۔
(۲) بترسید از گناه و بهراسید از کار تباه و کهتران را مهتر و خوردان را بزرگ دانید
که آسان بیماری دشوار رنجوری مے شود بیان چه در آغاز بیماری اندک است چون
بگفته تزخشک بیر بیز کوشد روے به بهبودی آرد و این بیماری را آسان شمرد
و بپرشکشت نگراید زود فزایش گیرد تا بجائے رسد که از چاره درگذرد و گفته

پیغمبران و دستوران و موبدان چون سخن پزشکان است اگر کسے از گناهان پشیمان شود
وبپاکی گراید و پتت پذیرد ازین درد باز رهد و ازین نه راسد بجاے کشد که بیمار
جاودانی گردد - نا امید از مهربانی و بخشندگی او مشوید شرح خود ایشان است میگوید
که در آغاز از کار بد برگردید و انچه ناداسته از شما سرزده بگذرید و پشیمان گردید و
از مهر یزدان نا امید مباشید که مهربان و بخشنده است بنده را از خشم رنجور دارد.
و او آموزگار را ماند که چون شاگرد فرهنگ نپذیرد او را چوب زند و از آن بهبود
او خواهد -

(۴) چون هر کدام از هفت ستاره گردنده که ایشان را شارستان نامند چرخ آنجا ما نند
وبانجام رسانند و بگران آرند یا در خانه خود باشند جشن دانید -

(۵) پرستار ایزد و پرستشبد و دانا و موبد را دوست دارید و فرگفت برید -

(۶) هنگام زادن فرزند نامه خدا که دساتیر نام اوست خوانید و در راه چیز دهید -

(۷) مرده را در خم تیزاب و تند آب یا در آتش یا در خاک سپرید - شرح خود ایشان است
فرستنداجان درباره مرده کرده اند اینست که پس از جدای روان تن را آب
پاک شویند و جامهاے نیکو و بویا در او پوشانند پس بدینگونه تن او را در خم شده ا
اندازند چون گداخته شود آنرا بجاے دور از شهر برده ریزند ورنه بدین آرایش
بآتش سوزانند یا گنبدے سازند و درون آن جاے پهن کنند و آنرا بسنگ
خشت درشت استوار و سفید سازند درکنار آن جایها باشد و تختها گذاشته
مرده را بر او از تخت خوابانند یا خم ذیاک فرو برند و در آن مرده را جا دهند
یا تابوت بر زمین نهان سازند و انچه بیشتر فرستنداجان کار کردند خم تند آب

(۸) پس مژده نامه یزدان خوانید و چیز با یزد پرستان دهید تا روان او را نیکوی رسد
(۹) نزد پاک یزدان والا هیچ چیز بهتر و خوشتر از داد و دهش و بخشش نیست -
(۱۰) از گناه گروه تیبت[۵۱] کنید و پشیمان شوید -
(۱۱) و هم آئین و هم کیش در نیکوکاری یاوری دهید -
(۱۲) از دزد آنچه برده دو برابر آن ستانید و بچوب زده چند گاه در زندان دارید -
(۱۳) اگر بیند نگیرد شهرگردان گروه و گرد کوی[۵۲] و بازار بخواری گردانیده در بار رکشانش دارند - بیان آئین خسروان فرشتداج کیش چنان است که دزد دو بار گرفتار شود او را بخواری گرد شهر گردانند که آنرا دکاز گویند پس بزدن چوب رنجور داشته بند بر پا بازکشند و خشت و خاک بهر سرا پیراسه بردنش گویند و پیوسته درین آرزو بود -
(۱۴) مرد بزن شوهردار آمیزنده را که طومار[۵۳] کاج است از چوب زدن و شهرگردان بخواری کردن اگر باز نگردد نامرد کنید و زن شوهردار را بند شرح خوانشیان است سپه ما یاد اگر زن شوهردار با مردے آمیزد او را پس از چوب زدن و شهرگردانی اگر باز دران کار گیرند در بند جاوید[۵۴] کنید -
(۱۵) ستاره گان رونده را که هفت ستاره روان باشد پس یزدان ستای تایش کنید و افروختنی افروزید -
(۱۶) و پیکر هفت ستاره روان سازید و پرستش[۵۵] سوی دانید -
(۱۷) گروهے از شروفیان خود را بدروغ از فرزیان و آسمانیان خوشتر و بهتر گیرند بدان مگروید -

(۱۸) فرودین زمینی به برین آسمانی برابر نتواند شد۔

(۱۹) روان مردم هرچند فرازی است با این چون بامُوبدی[۱] در پرستشبدی از تن فرودین جدا شود مانند ایشان گردد بیان می پرماید روان با آنکه آسمانی است اگر دانا و نیکوکار باشد چون از تن رهد مانند آسمانیان شود نه آنکه بهتر و خوشتر گردد پس ازین دانسته شد که تا در فرودین جاست او را همسری لِقرازستانیان نرسد وگروهے که فروکش[۲] بهتری کنند دروغ گوی کاست آیین باشند۔

(۲۰) اے آباد گفت دگفتار یزدان آنست که فرشته بر دل تو آرد۔

(۲۱) یا چون از تن برآئی با بسروشه که بهمن[۳] است از یزدان بشنوی۔

بیان نمیدن[۴] برآمدن از فرودین تن است و باز به وپیوستن و بجسم آمدن هم آمده میگوید گفتار یزدان باوے نیست دباد آهنگ[۵] درا و نبود آن چنی است که مینچی فرشته بر دل فرود آید یا چون برون آئی از تن از یزدان دریابے و چون بتن پیوندی آن جم را بزبان آری وبباد نوا برون دهی۔

(۲۲) تو مرا دیدی دگفتارم شنیدی این گفتار مرا بهمه بندگان فرودین زمینی رسان چه آسمانیان و فرازیان همه پیمان برند و نزدیکان یزدان به وخشور[۶] فرودین نیاز نمازند۔

(۲۳) پس از نو آیین ترا چے افرام زنده کند و او پیغمبری باشد سترگ[۷] ازین آگهی بخشد با بادروان شاد که چون این خجسته آیین از ناخوبی مردم بزبونی گراید و برافتد چے افرام که یکے از نژاد تو باشد آیین ترا زنده گرداند و از نو میان مردم بگستراند و او پیغمبرے باشد سترگ +

[۱] موبد بمعنی حکیم دانا ۱۲
[۲] فروکش بکاف دعوی کردن بالجاج وسماجت
[۳] بهمن آفریده نخست را گویند اول باشد ۱۲
[۴] نمیدن بمعنی میل و توجه کردن باشد
[۵] باد آهنگ ... ثالث صوت ... خوانندگی و گویند ... را گویند ۱۲
[۶] وخشور بمعنی پیغمبر و نبی است
[۷] سترگ بمعنی قوی ۱۲

تمام شد کتاب مه آباد از اول تا آخر و چون بنای دین مجوس بر کتاب مه آبادست وکتب سائر پیغمبرانے که قائل اند از جی افرام گرفته تا ساسان پنجم که آخری پیغمبران ایشان است تاکید و شرح و بیان دین مه آبادست کر باید تخلف از دین او نکنند لهذا تمام کتاب اورا از اول تا آخر ذکر کردم واکتفا بهمان کرده چراکه ذکر سائر کتب سائر پیغمبر ایشان موجب تطویل بود وخلاصه تمام آنها همان دین مه آباد بود که درهمین کتاب مذکور ثبت است و ازبراے شاهد بر مدعا مناسب است که تمام کتاب ساسان پنجم را هم ذکر کنم تا از روے بصیرت بدانی که بناے دین ایشان بر کتاب مه آبادست

وبس پس ملتفت باش که ساسان پنجم و آخر پیغمبر ایشان میگوید در نخستین سمینا دخود

(۱) پناهیم به یزدان از منش و خوے بد و زشت و گمراه کننده براه ناخوب برنده رنج دهنده آزار رساننده۔

(۲) بنام ایزد بخشاینده بخشایشگر مهربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) اے ساسان پنجم پور ساسان چهارم

(۵) اکنون ترا به پیغمبری گزیدم۔

(۶) و تو دوست منی در راه رست پیونشان۔

(۷) و راه راست راه بزرگ آبادست۔

(۸) آیین او را فیروز۔

(۹) وهیچکس نباشد که مرا جوید و نیابد۔

(۱۰) وهیچکس نیست که مرا هست نداند و نیست شمارد۔

(۱۱) همه دانند مر امبایه[۱] دریافت خود۔

(۱۲) چیزے میگویند و چیزے پیش گرفته اند۔

(۱۳) درست و درست انزادانند۔

(۱۴) واین ناراستی از دو چیز است۔

(۱۵) یکے نادانے و دیگرے دوستی آب[۲] ست۔

(۱۶) اکنون راه رست تو مردمان را نمامی۔ سپاس پرمایاے ساسان پنجیم هیچکس نیست که مرا جوید و نخواهد و با خواهش خویش نیاید سراسر جویند و بمایه دریافت خود مے یابند و هیچ گروهے نیستند که گویند مر نیست پن[۳] هرچه میگویند آنرا درست و راست دانند جز آنکه ایشان درست نه پندارند و شوه[۴] این دو چیز است یکے نخست نادانے که از بیخردی انچه نشاید درست شمارند دوم از آنکه خواهند مردم را بخود گردانند و بزرگی و پیشوائی دوست و سزاواری آن فره[۵] در گهر ایشان نیست ناچار بکاستکاری و زند بار آزاری و ... بیخردانه گروهے را تباه ساخته خود سرور شوند۔

دومین سیمناد

(۱) بنام یزدان۔

(۲) دیدی بدکاری ایرانیان را که پرویز[۶] را کشتند۔

(۳) آنکس را که من برکشیدم اینها براند اختند۔

(۴) براے انچه این بدکار کردند نیابند۔

(۵) و رسانم بجاے گرامی بود و برتری خواری ایشان را۔

ك۱ مایه بمعنی مقدار
ك۲ آب یکے از چهار عنصر باشد و بمعنی رواج و رونق و عزت و آبرو و صفا و لطافت و قدرت و قیمت و فیض عطا و حشمت و دولت و ترقی و جاه و منزلت هم آمده ۱۲
ك۳ پن بفتح اول و سکون ثانی بمعنی اما و لیکن باشد ۱۲
ك۴ شوه بفتح اول و ثانی و ظهور ها بر وزن ... و بمعنی شبه است و با اختفاء ها بمعنی سبب و باعث باشد ۱۲
ك۵ فره بفتح اول و ... ثانی بمعنی شان و شکوه ...

(٦) ایشان را بهر دوستے کیان گرامی و خجسته داشتم۔

(٧) پس از کیان ده اک شود پادشاه اینها۔

(٨) اینک از تازیان پاداش یابند۔

(٩) بردارند از سبز پوشان و سیه پوشان کشته خود را۔

(١٠) و پاداش کران گروهے باشند آزنی۔

(١١) و در هم افتاده و بدکار و آنچه بزرگ ایشان گفته هم نکنند۔

(١٢) و بهر نوا بزرگان خود را کشند۔

(١٣) و نیکی و ارزائش ایشان زند بازگشتن و نماز پایه تنویش کردن۔

(١٤) و نمودان نیز چیره شوند۔

(١٥) چون هزار سال تازی آئین را گذرد چنان شود آن آئین از جدائیها که اگر بآئینش گر نمایند نشناسندش۔

(١٦) و چنان ایرانیان را بینی که خردی گفته کس از ایشان نشنود۔

(١٧) اگر راست گویند آزار یابند۔

(١٨) بجاے سخن خرد ابع یا ساز جنگ با ایشان پاسخ دهند۔

(١٩) از بدکاری مردمان است که چون کے شاه فرشته منشی از ایرانیان بیرون رود

(٢٠) اے ساسان ترا رنجها پیش آید۔

(٢١) تو وخشور من هستی۔

(٢٢) اگر مردمان نگردند ایشان را بدهست نه ترا چه پایه پیام گذاردن نه همین است که مردم همه آنرا در پذیرند و او را بخبری بردارند و نه کام آنست که سزاوار برتری

وسخن راست گوی توئی۔

(۲۳) نیکان براہ تو آیند۔

(۲۴) و در تخمۂ تو پیغمبری ہمیشہ ماند۔

(۲۵) اندوہ مدار کہ انجام یزدان بخشد۔

(۲۶) وانجام از بیم وہ شما درونداں گریزند چون موش از سوراخی بسوراخے نیزدان
این بندہ سپاس دار خود را در ہنگام پرویز شہنشاہ کہ بمردم فرستاد و پدر بزرگوار
این چم را ازجہان برین دریافت وستر گان وشاہنشاہ نیز درخواب دیدند و بانبوہ آمدہ
بمن گرویدند و داورمرا چندان بارہ برافراز افراخت کہ نیارم شمردہ وہنوز ہمہ افرازش
درکار است ومن تنستان را برابر توجہ دیدم در دریاے روان سار و روان سار را توجہ
دیدم در دریاے خردستان وخردسار را توجہ دیدم در دریاے گوہر یزدانے۔

تمام شد کتاب ساسان پنجم از اول تا آخر دیدی کہ در آیہ ہفتم از سیمناد اول تصریح
کردہ کہ راہ راست راہ بزرگ آباد است و چون ساسان پنجم آخر پیغمبر ایشان است ہمین
کہ تصریح بچیزے کرد چنان است کہ ہمہ پیغمبران قبل از او تصریح کردہ باشند پس
محتاج نخواہیم بود بذکر تصریح ہر یک جدا جدا اگرچہ ہر یک تصریح نکردہ باشد چہ جائے
آنکہ ہر یک تصریح کردہ اند چنانکہ در آیہ سیوم تا بعد از سیمناد سیم از کتاب جی افرام میگوید
ترا بہ پیغمبری گزیدیم و فرشتاج را بتو سپردیم و زیور بندم اینک آسمانے سخن را برایت
فرستادم نخست دساتیر ش کن کہ نام مہ آباد روان شاد است و راہ مہ آباد نیکو داد
کہ آن آئین خدا است و این کیش از میان یزدانیان برنیفتد ہر کس دوست خدا است
او بدین راہ آید پس نظر کن بتصریح جی افرام کہ اول پیغمبر صاحب کتاب ایشان است بعد از

مہ آباد و تبصریح ساسان پنجم کہ آخر پیغمبر ایشان ست و بدان کہ دین و آئین جمیع ایشان ہمہ دین و آئین مہ آباد ست و کتاب مہ آباد از اول تا آخر ہمین کتاب بے بود کہ تمام آنرا ذکر کردم کہ دین و آئین او در آن کتاب ثبت ست۔

اب اس جگہ سے انتخاب کتاب دساتیر کا درج کیا جاتا ہی دساتیر کو مجوس صحیفہ آسمانی کہتے ہین

انتخاب از کتاب دساتیر

بسوئیش نماز ادا کنید از بہر خدا۔ یعنی تماثیل و اشکال سبعہ سیارہ را ہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رُو دارید۔ و بدان سو نماز گذارید۔

اور چہارم خاندان کے نام جو صحیفہ ہی اوسمین آتش پرستی کی بابت یہ لکھا ہی کہ اگر وقت نماز کے آگ سامنے ہو تو یہ کہے کہ "اے پروردگار ما زمرا بہ یزدان رسان"۔ یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی و پرورندۂ آن و اے پروردگار آب و رب النوع آن پس این خواستن از موکل آتش و آب ست۔

بعد ان چار خاندانون کے تاریخی زمانہ کا آغاز ہی اور بادشاہت شروع ہوئی ہی اور پہلا بادشاہ کیومرث ہی جسکی بابت فردوسی لکھتا ہے ؎ بسخنے خدیوے کہ کشور کشود؛ سر نامۂ ایران کیومرث بود؛ اسکو مجوس ابوالبشر اور سر پیغمبر کہتے ہین اوسکے نام پر بھی صحیفہ ہے اوسمین حکم ہی کہ شریعت مہ آباد کو تازہ کر اور یزدان پرستی کر اور خدا کی تعریف اوسمین تحریر ہے۔ اور اسی قسم کا صحیفہ سیامک۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔ فریدون منوچہر۔ کیخسرو کے نام ہین۔ اور آخر نامہ زردشت کے نام ہے اوسمین تحریر ہے کہ :-

اے پیغمبر تو گشتاسپ سے کہہ کہ اے شہنشاہ تجکو اسفندیار سا بیٹا اور جاماسپ سا وزیر دیا

اور ایران سا ملک عطا کیا۔ اور بادشاہون کو تیرا مطیع کیا۔ تجکو سب سے برگزیدہ کیا تو زردشت کو پہچان۔ وہ تیرا پیغمبر ہی۔ اس ذکر کے علاوہ اور بھی حالات ہین اور جو دلچسپ ہین اور قابل اندراج ہین۔

زردشت نے خالق سے پوچھا کہ جہان کیسے پیدا کیا۔ جواب ملا کہ وجود موجودات مبدا فیاض است و نور را ہویدا شدن ناگزیر۔ عظمت و کبریائی خداوندی بر کمال خویش نظری انداخت۔ خرد روان و تن پدید آمد۔ برزمین ہرچہ ہست پیکر و سایہ جزی است کہ او ہست۔

توشاوس حکیم یونان سے ایران مین زردشت کے دیکھنے کو آیا اور جو سوالات یہ حکیم زردشت سے کرنے والا تھا اونکے جواب زردشت پر ظاہر ہو گئے تھے۔

اول باعث رسالت و نبوت پژوہش کند۔ جواب این ست کہ پیغمبر ازین باید کہ مردان در کار زندگانی و زیست ہمدیگر نیاز مندند۔ وہمین سبب قانون بستن و آئین نہادن در کار است کہ کسے در شرکت و معاملہ ستم نکند بر دیگرے۔ پس بدین فرمان پذیری انتظام جہان پایدار ماند و مردم بہ نیستی نگرایند۔ از حکمت انتظام جہان بعثت انبیاء بظہور آید۔

حکیم پرسید علامت صدق نبوت او چہ بود۔ (جواب) چیزے کہ او داند دیگران ندانند۔ انچہ در دل شما باشد بے آنکہ گویند بگوید۔ وانچہ پرسند در پاسخ فرو نماند۔

بعد اسکے اس حکیم سے زردشت نے پیشین گوئی کی کہ جب ایرانیان بدکار ہو جائین گے تو سکندر اونپر مسلط ہو گا۔

اس حکیم کے بعد جبکرن کا ہند سے آنے کا مذکور ہی اور بعد جبکرن کے بیاس حکیم کا ہند سے زردشت کے پاس آنا لکھا ہے۔ اور اسکے سوال و جواب بھی زردشت کو پہلے

سے معلوم ہو گئے تھے۔

سوال بہاس - ایزد تعالے بر ہمہ چیز قادر ہست عقول را چرا وسائط وجود موجودات گردانید۔ خود بلا واسطہ دیگر ازبہر چہ نیافرید۔

جواب زردشت - کہ عمل فاعل بہ مفعول چون خامہ ہست۔ یعنی اول عقل بذات خود بلا واسطہ آفرید۔ و دیگر موجودات را بوسائط بوجود کشید بعض موجودات را بعلم الہی توانائی و قابلیت قبول فیض نورانی بے واسطہ نبود۔ زردشت نے ہندی حکیم سے کچھ ابتدائی اصول بطور رموز جانور اور انسان کے مباحثہ مین ظاہر کئے اور بالآخر کہا۔

کہ غرض این رمز این مطلب ہست کہ اگر انسان بہ اعمال حسنہ و اقوال مستحسنہ و افکار صالحہ موصوف بود فرشتہ ماہست۔ و اگر چنین نبود بلکہ جاندار از ارشود چون سباع زشتی گراست۔ غرضکہ استعداد ہر دو کار در نہاد وش نہادہ اند۔

نامہ زردشت کا خلاصہ ختم ہوا۔ اب نامہ ساسان کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ ساسان نے ایرانیون کو بلاکر یہ اظہار کیا۔ اینک نشان بدرسید۔ راستکاری و جانسپاری در ایرانیان نماند از ملک عرب مردے پیدا شود کہ پیروان او دیہیم و تخت و تاج ایرانیان برہم کنند و عرب غالب آیند و آتش کدہ ہا را خانہ نماز سازند۔ و بیت المعمور (خانہ کعبہ) تہی شود از اصنام۔ و قبلہ نماز آنمردم شود۔

(یہ انتخاب کتاب ساتیر سے مذہب مجوس کا کیا گیا)

اب صاحب دبستان کی کتاب سے اسی مذہب کے عقائد درج کئے جاتے ہین۔ انسان کے خلق کی بابت عقیدہ پارسیون کا یہ ہے۔

مردم بے پدر و مادر از نوع خود بہم نرسد۔ و بدایت وجود انسان معلوم نیست و علم بشری

احاطہ آن نکند"

چاروں خاندان آبادمان ۔ جہان ۔ شاسان ۔ یاسان کے عقائد کی بابت مصنف یہ لکھتا ہے کہ وہ یزدان پرست تھی ۔ اور کواکب کو غایت برتر سمجھتے تھے ۔ اون کا عقیدہ یہ تہا ۔ کہ ستارگان وآسمانہا سے سایہ ہاے انوار الہی بودہ اند ۔

بنابران ہیاکل سیارہ ہفتگانہ بیاراستندے ۔ وہنگام منسوب بہ آن بندگی کردندے وراہ پرستاری سپردندے ۔ چون پرستش آن قدسی پیکرہا بجاے آوردندے ہنگام مخصوص آنچہ بایستے افروختندے ۔

دراخرستان آمدہ کہ پیکر شت کیوان (حضرت کیوان) از سنگ سیاہ تراشیدہ بودندے ۔ سراو چون سر بوزنہ ۔ و بدنے چون تن مردم ۔ و دنبالش چون دنبال خوکے و برسر تاجی نہادہ ۔ بدست راستہ پرویزن ۔ و در دست چپ مارے ۔ گنبد سفیدتر از سنگ کبود و پیکر عطارد نیز از وبود ۔ تن او چون تن ماہی ۔ وریش چون روے خوک ۔

حوادث عالم سفلی مطیع حرکات علوی اجرام اند ۔ و ہر ستارہ را مناسبتے است با بعضے از حوادث و ہر برجے را طبیعتے است ۔ چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد آنوقت را نگاہ داشتند ۔ ملوک فرس کواکب را قبلہ دعاے میدانستند و از پیکرہا کہ در خانہ کعبہ بود پیکر ماہ بغایت نیکو بود ۔ بنابران خانہ را مہ کہ گفتندے ۔ وہیکلہا کہ مہ آباد و خلفاے نامدارش در خانہ کعبہ گذاشتند یکے حجر الاسود است کہ ہیکل کیوان ست ۔

و در بعضے جاتہا ہندگویند پیکر کدہ ہاے کواکب بودہ است ۔ چنانچہ در دوارکا پیکر کدہ

زحل بود۔ وزر کیوان نام کہ ہندیان دوارکاش گویند و درگیا ہم ہیکیدہ کیوان بود گاہ کیوان نام گہ گیا۔ شد۔
بسیارے از جاہائے نصاری وخبر آن قوم را نام برند کہ ہیکیدہ ہائے ایشان بود۔ چون آبادیان بدینجا رسند مراسم زیارت بجاے آرند۔

اور پارسیون کے عقائد مین یہ بھی لکھا ہے۔
کہ نزد ایشان نکوہش ہیچ دین و آئین روانیست۔ بہر کیشے توان بہ ایزد رسید گویند بسیاری از پیغمبران ازان ست کہ راہ بخدا نماید۔ اما ستر راہ رسیدن بخدا کشتن زندبار یعنے جانوران بے آزار چون گاؤ۔ گوسفند۔ شتر ہست کہ از آزار آنہا رستگار نباشند۔

صاحب دبستان مذاہب یہ لکھتا ہی کہ مذہب زردشت مین اکثر رموز پائے جاتے ہین چنانچہ اُن رموز کا انتخاب یہان نقل کیا جاتا ہے۔
آبادیان گویند مدارشت زردشت برمز و اشارات ہست۔ نزد عوام افسانہ دور از عقل باشد شکوہ مند ہست۔ دیگر آنکہ نادانے را از وجود وبے نیازی واجب الوجود خواہیم آگاہی دہیم نہ فہمد۔ واز تجرد عقول وبساطت نفوس وفضل سپہر وکوکب گوئیم متحیر ماند۔ ولذات وعقوبات روحانی درک نکند وحقیقت در نیابد احکام رموز شریعت بافہام عوام نمیرسد۔
واقوال طریقت۔ حکمت۔ حقیقت۔ را خواص فہم میکنند۔ بیشتر عوام انرا منکر میباشند پس سخنان حکمت را بہ لباس شریعت ادا باید کرد۔ نیزدانیان گویند کہ کتاب زند بر دو قسم بود۔ یک قسم صریح وبے رمز کہ آن را مہ زند نیر سے گفتند۔ وقسم دوم رمز و

اشارات که انرا که ژند هم مے خوانند۔ همه ژند از تسلط ترکان و رومیان
از میان رفت و که ژند مانده۔ بسیاری از که ژند هم در تاخت از میان رفت
اکنون هنگام است که سخنے از رمز و اشارات که منسوب است به مجوس آورده شود
مشهور است که ایشان گفته اند که گیتی را دو صانع است یزدان۔ و اهرمن۔
یزدان اندیشه بد کرد که مبادا مرا ضدی پدید شود۔ اهرمن از فکر او پدید آمد۔
چون اهرمن شر و فساد انگیخت یزدان ملائکه را آفرید۔ و بین لشکر با اهرمن جنگ
کرد۔ بایکدیگر صلح کردند بشرط آنکه مدتے متعین اهرمن در جهان باشد۔ چون
اهرمن از جهان بیرون رود عالم خیر محض شود۔

حکیم جاماسپ فرماید۔ باید دانست گیتی گفته و اشارت به بدن کرد و از یزدان
روح را خواسته۔ و اهرمن طبیعت عنصری۔ فکر را به نفس میل بسوے امور مادیه و
انچه گفته آید که اهرمن شر و فساد کرد مراد ازین جنگ۔ تسلط قوی است بر نفس روح
و آنکه کشیده اند بسوے عالم سفلی و آن نیز تسلط قوی است بر روح۔ آفریدن
ملائکه اشارت است بوجود صفات حمیده و تسخیر قوی بریاضت۔ صلح اشارت
است که بسیار صفات ذمیمه که ذات ابلیس اند دور نشود۔ بودن اهرمن
بمدت متعین در عالم۔ اشارت به تسلط و برتری قوای تن است خاصته در صغر سن تا
بلوغ و بیرون رفتن اهرمن از جهان بموت بسیاری که سلوک است۔ و اضطراری
که مرگ طبعی است۔ چون نفس آزاد شود خود را متصف بکمالات یابد۔

اسی کتاب دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ :۔

اہل فارس نزد قدیم الزمان در دین جهائے بودند۔ و کواکب پرست تا زمان گشتاسپ

بن لہراسپ از عہد او زردشت دعوی پیغمبری کرد و گشتاسپ باو ایمان آورد زردشت آتش را قبلہ نماز ساخت۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم لکھتا ہے کہ مجوس بُت پرستی سے تنفر کرتے تھے اور اوسکی تصدیق ہیرو ڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی اصنام تھے نہ دیوتا تھے۔ اور نہ عبادتگاہ (شوالہ) تھی اور نہ قربانی گاہ تھی۔ اور ان افعال کو حمق سے تعبیر کرتے تھے۔ اہل ایران پہاڑون پر چڑھ کر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔

فردوسی دربارۂ عقائد و مذہب شاہان ایران کے کہتا ہے

عقائد ہوشنگ

ہمہ کوہ شان بود آرامگاہ	چنین بود آئین ہوشنگ شاہ
نیا را ہمین بود آئین کیش	پرستیدن ایزدی بود پیش

عقائد کیخسرو جد گشتاسپ

بہ یزدان شوم زین سپنجی سرای	بدین رہ سروش آمدم رہنمای
سوئے داور پاک خواہم شدن	نہ بینیم ہمین رسے باز آمدن

وصیت کیخسرو

ہمہ شاد و خرم بہ یزدان بوید	چو رفتن بود شاد و خندان روید
کنون چون بہ آرد سپہر آفتاب	نہ بینید ازان پس مرا جز بخواب

شما نیز فردا بدین ریگ خشک	مباشید گر بارد از ابر مشک
ز کوه اندر آید یکے باد سخت	گز و بشکند نرد و شاخ درخت
چو من گم شوم از میان سپاه	شما بان برآیند زین جایگاه
دگر نشنوید این دمویش کنید	بمانند در برف جا نزا کنید

گستاسپ نے جب دین زردشت اختیار کیا تو شاہ توران ارجاسپ نے اوسکو نامہ لکھا اور خدا کی طرف توجہ دلائی

که اے نامور شهریار جهان	فروزنده تاج شاهنشهان
شنیدم که راه گرفتی تباه	مرا روز روشن بکردی سیاه
بیامد یکے پیر مهتر فریب	ترا دل پر از بیم کرد و نهیب
سخن گفت از دوزخ و از بهشت	بر آن اندرون هیچ شادی نهشت
تو او را بپذیرفتی و کیش را	چرا ننگریدی پس و پیش را
زگیتی ترا برگزیده خدائے	مهانت همه پیش بوده بپائے
بکردی خدائے جهان را سپاس	نبودی تو بیره بری از سپاس
ازان پس که ایزد ترا شاد کرد	یکے پیر جادوت بیراه کرد
گرایدون که تو پند من بشنوی	ز من خود نیابد بت هرگز بدی

نجوم کے اہل ایران سب پابند تھے چنانچہ گستاسپ نے احکام نجوم دیکھنے کے لیے جاماسپ کو ہدایت کی

بنه زیج رومی به پیش اندرون	ببین راز این کار تا چه و چون

بیندیشی یکہفتہ زین روز و شب | ازین ہفتہ بس تو کشائی لب
چو دل را بدین کار کردی تمام | بیایم ازین رزم ارجاسپ کام

آگاہ کردن ارجاسپ

از اول بہ ایران برآید شکست | شکستی کہ آن را نشاید بہ بست
وزان پس دگربارہ ایرانیان | بہ بندد ز رحمت میان
شکستہ شود لشکر چینیان | سراسر شود سود ایشان زیان

تاریخ طبری میں نسبت کیومرث بادشاہ اول کے عقائد مذہبی کے جو ذکر ہی بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔

کیومرث بہمہ عالم و ہر شہرے خطبہ کرد۔ وگفت مرا خدائے تعالے بر شما باد کردہ است۔ اکنون گناہ بکنید کہ اگر خدائیتعالے گناہ درگذا شتے از آدم علیہ السلام درگذا شتے۔ وخطبہ درمیان فرزندان آدم او کرد۔ ہر کہ گناہ کند ازو سے نہ پسندم۔ و سر خطبہ این بود کہ ما بتازی یافتم۔ نہ دانیم کہ او بتازی گفت یا بہ سریانی۔ الحمد للہ الذی من علینا بکرامتہ وسمعنا بعاقبتہ واصطلانا لہ احمدہ علی آلائہ و اشکرہ علے نعمائہ الذی۔ من انبیاء رغبتہ وقبول معذرتہ۔ فکونوا للہ عابدین۔

اور نسبت بادشاہ دوم شداد یان یعنے ہوشنگ کے یہ لکھا ہی کہ :- او جہان آبادان کرد۔ وخلق را بخدائے تعالے خواند۔

بادشاہ سویم طمورث کی بابت یہ لکھا ہے۔
مغان گویند او بت پرستندے۔ خلاف گویند او خدا تعالی پرستیدے
و بر دین ادریس بود۔
بادشاہ چہارم جمشید کا عقیدہ یہ ہے کہ۔ یہ لکھا ہے کہ اوسنے دعوی خدائی کیا +
وہمہ مردمان را بہ چار گروہ تقسیم کرد۔ گروہے دبیران دانایان اند۔ گروہے
لشکریان۔ گروہے کشاورزان۔ گروہے پیشہ وران۔
پانچوین بادشاہ ضحاک کی بابت یہ لکھا ہے کہ او خلق خدا را بہ بت پرستی خواند۔
چھٹے بادشاہ فریدون کے عقیدہ مذہبی کی بابت یہ لکھا ہے :-
مغان گویند آتش پرست بود۔ ہندوان گویند بت پرست بود مگر این دو قول
درست نیست۔ درست آنست کہ بر دین نوح بود و نخست بادشاہے کہ در نجوم
نگریست او بود۔
ساتوین بادشاہ منوچہر کا عقیدہ مذہبی یہ لکھا ہے
ابتدائے خطبہ۔ خدائے جل جلالہ را سپاسداری کرد۔ پس گفت اے مردمان
این چند گونہ خلق را کہ شما بینید آن ہمہ را صانعے ہست کہ آفریدگار ایشان است
پس او را برآفریدن نباید پرستیدن در نعمت او سپاسداری باید کرد و خویشتن
را بر قضائے او باید سپرد۔ ہرچہ بود و خواہد باشد۔ و در دست خالق ہیچکس
ضعیف تر از مخلوق نیست۔ و ہیچ چیز بیخواست او نباشد۔ خالق قوی و قادر
و توانا باشد۔ مخلوق ہیچ وجہ از خالق نتوان گریخت و اندیشہ کرد در کار خالق
و مخلوق روشنائی افزاید۔ موسی علیہ السلام کہ بہ پیغامبری آمد منوچہر سک جہان بود

واز حمالکت او شصت سال گذشتہ -

نمبر۲ مذہب مصر

قدیم مصری مذہب کے اصول بعض کتب انگریزی سے منتخب کرکے یہان نقل کیے جاتے ہین
مصنف قصہ قوم مصر لکھتا ہے -

اہل مصر مین پرستش جانورون کی انتہا درجہ کو پہونچی تھی - اہل مصر مین علاوہ مذہب عوام کے پوجاریون مین اور تعلیم یافتہ اشخاص مین ایک خاص قسم کے عقائد تھے - کتب مقدس کا صرف پوجاریون کو علم تھا - ان کتابون مین لکھا ہے کہ خدا ہے واحد پیدا کرنے والا سب شی کا ہے جو آسمان مین ہے اور جو زمین مین ہے - اوسکو کسی نے پیدا نہین کیا وہ خود موجود ہے جسنے سب شی بنائی ہین اور خود نہین بنایا گیا -

ہیروڈوٹس کا قول ہے کہ اہل مصر سب سے زیادہ مذہب کے پابند ہین اونکی برابر مذہبی دنیا مین اور قوم نہین ہے -

مصر مین دو قسم کے مذاہب ہین - ایک وہ ہے جسکی نسبت ہیروڈوٹس کہتا ہے کہ انسان کی نگاہ کو مذہبی مراسم اور دہوم دہام فریفتہ کرتے ہین اور ہر ایک رسم کی تعمیل نہایت سختی کے ساتھ ہوتی ہے -

دوسرا مذہب وہ ہے کہ جو پوجاریون کا ہے - اُس مذہب کی جہان کبھی پوجاریون نے نہ لینے دی - اور جو کچھ نظر آیا بھی اوسکی ایسی عظمت اوسکے دل مین پیدا ہوئی کہ وہ اُسکو بیان کرنا خلاف ادب سمجھتا ہے -

علمی تحقیقات سے جو اب ظاہر ہوا ہے وہ نہایت ہی تعجب خیز ہے بلکہ ہیروڈوٹس کو

بھی باوصف رواج تعدد معبود کے یہ معلوم ہوا کہ مصری تھیبس کے ایک خدائے واحد کو مسلم سمجھتے تھے۔ جسکا نہ آغاز ہو نہ انجام ہے۔

جیمبلکس پُرانے گوشہ نشینون کی کتابون سے یہ نقل کرتا ہے۔

سب موجودات سے پہلے اور سب سے پہلے ایک خدا تھا۔ یہ خدا پہلے دیو" اور بادشاہ سے بھی پہلے تھا۔ اور اُسکی توحید مین کبھی فرق نہ آیا۔

اصل پرستش اہل مصر کی یہی تھی اور یہی مذہب تھا کہ جیسا کہ مصری اہرام۔ اور عبادتخانہ شاہ سیفر سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تعدد معبود کیسے پیدا ہوا۔ اس کا جواب مشکل ہے۔

وحدانیت خدا کی تعدد معبودون مین جاتی رہی۔ ہر ایک کا ان رب النوع مین سے وجود قایم ہوگیا اور وہ دیوتا بنگیا۔

اور اُس دیوتاؤن کے کرشمے کرامات ظاہر کرنے کے لیے انسانی اور حیوانی اشکال مشترک بنائی گئین۔ اور اسطرح سے پرستش جانورون کی شروع ہوئی۔

بعدازان اسی مصنف نے مصریون کی کواکب پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ آفتاب یعنی نیر اعظم کو سب سے بڑا سمجھتے تھے اور سب زندہ اور پلاؤ جانورون کو پاک سمجھتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ اُنسے بہت نفع پہنچتا تھا۔ اور اکثر وفادار ہوتے تھے۔ مصریون مین نجوم کا رواج تھا۔ مگر اُنکے علم نجوم کا بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

انتخاب از ہبرٹ لکچر رینافؔ بابتہ مذہب اہل مصر

مصری مذہب کی فضولیات کا غیر شخصون کے دلون سے اُسوقت خیال جاتا رہیگا

جب اُس سے اچھی طرح سے واقف ہونگے ۔ پادری یہ بیان کرتا ہو کہ مصریین مین جانورون کی پرستش مذہب ہمہ اوست کے خیال سے ہوتی تھی اُنکا خیال تھا کہ سب مخلوقات مین اپنی حیثیت کے موافق ایک حصہ معبودیت کا شامل ہو اور اسی خیال سے مصری جانورون کی پرستش کرتے تھے ۔ اور اُنکا یہ خیال تھا کہ دیوتاؤن نے یہ ظاہر کیا ہو کہ خدا کی نشانی سب زندہ مخلوقات مین ہے ۔

مصری مذہب کی تحقیقات مین ہمکو صرف اپنے تخیل پر عمل نہ کرنا چاہیے اس مذہب مین بہت پیچیدہ طریقہ اعتقاد کا ہے ۔

اکثر لوگون نے میک لینس کا مضمون دربارہ پرستش جانور اور درختون کے پڑھا ہوگا ۔ اُنکا خیال ہو کہ ابتدائی حالت قومون کی مذہب کے تاریخی زمانہ سے پہلے کی بھی معلوم ہوتی ہو کر یہ بتلاتے ہین کہ چار ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے زنجیر کامل درآمد تھا ۔

مصری سلطنت کا حضرت عیسےٰؑ کے تین ہزار برس پہلے سے پتہ لگتا ہو ۔ اکثر محققین کی یہ رائے ہو کہ مصری وسط ایشیا سے آئے ہین ۔ مگر میرا یہ خیال ہو کہ جسقدر مصریون کی قدامت پر خیال کیا جائیگا یہ معلوم ہوگا کہ مصری یوروپین کے مشابہ ہین ۔

ہمارا یہ خیال ہو کہ مصریون کا اخلاق نہایت عمدہ اور شستہ تھا ۔

ہم ذیل مین ایک کتبہ کی نقل کرتے ہین جو میّت کے ساتھ قبر مین رکھا گیا تھا ۔

کتبہ حسب ذیل ہے

مین نے کسی بچہ کو رنج نہین دیا اور نہ مین نے کسی بیوہ کو تکلیف پہنچائی نہ مین کسی کلیہ بان کے ساتھ بُری طرح سے پیش آیا میرے زمانہ مین کوئی فقیر نہ تھا اور

نہ کوئی فاقہ کشی کرتا تھا۔ میرے زمانہ مین جب قحط ہوتا تھا تو مین شمالی اور جنوبی حد تک اپنے صوبہ کی زراعت کراتا تھا اور اپنی رعایا کو کھلاتا تھا۔ میری رعایا مین سے کوئی فاقہ کشی نہ کرتا تھا اور مین بیوہ کے ساتھ ایسا پیش آتا تھا کہ وہ سمجھتی تھی کہ میرا شوہر موجود ہے۔

ایک دوسرا کتبہ میّت کا اس مضمون کا ہمکو ملا ہے۔

مین سب کے ساتھ سچائی سے اور منصفانہ طور سے پیش آتا تھا اور کسی سے بغض نہین رکھتا تھا۔ خدا کا خیال میرے ذہن مین رہتا تھا اور مین اُسکی مرضی کو ہروقت پیش نظر رکھتا تھا۔ مین اب شہر خموستان مین آیا ہون مین نے دنیا مین سب کے ساتھ بھلائی کی کسی کے ساتھ بُرائی نہین کی اور نہ جرم کیا۔ مین نے کینہ فعل پسند نہین کیا۔ ہمیشہ مین سچ بولنے مین خوش ہوتا تھا۔ مین نے کسی غریب آدمی کو تکلیف نہین دی۔ مین نے کسی کو رنج نہین دیا۔ جو اپنے دیوتاؤن کی عبادت کرتے تھے۔

مین اپنے مان باپ کے ساتھ نیکی۔ اور صداقت کے ساتھ پیش آیا اور اُن سے محبت رکھی اور اپنے بچپن سے اُنکو کبھی رنج نہین دیا اور جب مین بڑا ہوا تب بھی اسیطرح پیش آیا گویا مین چھوٹا تھا۔ میرا مونھ ہمیشہ سچ باتون کی طرف کھُلا اور مین نے کسی سے جھگڑا پسند نہین کیا۔ جس طرح مین نے کسی سے سُنا اُسیطرح اُسکی نقل کی۔

قدیم زمانہ مین بھی اُسی قسم کے پوجاری معلوم ہوتے ہین جیسا کہ عہد ٹالیمی مین تھے اکسفرڈ کے عجائب خانہ مین ایک شخص کی تصویر جسکو ایک بادشاہ خاندان دوم نے

پوجاری مقرر کیا تھا ۔ موجود ہی ۔ یہ بہت قدیم ہی ۔
مصری مذہب کے ہر عہد مین عوام لوگ شوالہ پرستش کرنے کو نہین جانے پاتے تھے
کل مندرون مین جو لوگون کی طرف سے چڑھاوا چڑھتا تھا وہ شاہی خیال کیا جاتا تھا
اور سوائے متولیون کے جو کہ اُس مندر سے متعلق تھے کسی کو اندر جانے کی اجازت نتھی
دیوتاؤن کی مورتین بہت شان و شوکت سے نکالی جاتی تھین اور اُنکے ساتھ لوگون کا
اژدحام ہوتا تھا ۔
مصریون کے دیوتا بیشمار تھے زمین و آسمان پر اُنکا شمار نہ تھا اور ہر قصبہ و دیہات
مین مقامی دیوتا ہوتے تھے ۔ ہر مہینہ و ہر دن و ہر گھنٹہ و ہر رات ایک خاص دیوتا
ہوتے تھے اور اُن سب دیوتاؤن پر اُنکے خوش کرنے کے لیے نذر و نیاز چڑھائی
جاتی تھی ۔ مین نے چند مرتبہ کوشش کی کہ دیوتاؤن کے نام بطور ایک فہرست کے
درج کرون لیکن غیر ضروری سمجھکر چھوڑ دیا ۔
لفظ خدا سے کوئی لفظ زیادہ صاف نہین ہو سکتا کہ مصر والے نہین سمجھتے ہین جیسا کہ ہم
سمجھتے ہین کہ ایک وجود بغیر جسم اور اعضا اور انسانی خواہشات کے ہے کہا جاتا ہی کہ دیوتاؤن
کے جسم اور روح ہوتی ہی اور وہ اعضا اور خواہشات رکھتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ
اُنکو بھوک و پیاس و ضعیفی و بیماری و خوف و رنج کی تکلیف بھی ہوتی ہی اُنکے پسینہ
نکلتا ہی اُنکے اعضا ہلتے ہین اُنکے سر مین درد ہوتا ہی اُنکے دانت بولتے ہین اُنکی آنکھون
سے آنسو نکلتے ہین اُنکی ناک سے خون نکلتا ہی ۔
زہر اُنکے گوشت مین سرایت کرتا ہی جس طرح سے کہ دریائے نیل زمین پر پھیل جاتا ہی
سانپ اُنکو کاٹ سکتا ہی اور آگ جلا سکتی ہی ۔ وہ رنج اور تکلیف سے چیخنے اور

شور کرتے ہین ۔ کُل بڑے بڑے دیوتا حفاظت کے محتاج ہین ۔ اوسیریز (نام دیوتا) اپنے دشمنون کے مقابلہ مین لاچار ہی ۔ اور اُسکے جسم کی حفاظت اُسکی بی بی اور بہن کرتی ہین ۔ ہادر اپنے بازو حفاظت کے واسطے فتحمند ہورس کے اوپر پھیلا دیتی ہی یا بطور ضرب المثل کے کہ وہ اپنے جسم سے اُسکی حفاظت مثل دیوتا گائے کے کرتی ہی۔ تاہم ہادر کو بھی ضرورت حفاظت کی ہوتی ہی اور یہانتک کہ سورج دیوتا را (سن گاڈرا) جنکو کہ بڑے دیوتا کی طرف سے بڑے اختیارات حاصل ہین اُنکو بھی ازمس دیبی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہی ۔ کُل دیوتا انسان کی دعاؤن کو دھمکی کے ڈر سے قبول کرنے کے لیے مجبور کیے گئے ہین ۔ جو کہ ہمارے خیال مین نہین آتا کہ کوئی دانا آدمی بجز جہلا، کے اسکو یقین کریگا ۔ اس مذہب مین بہت سی صورتین ہین ۔ بعض اُنمین سے بہت مضحک ہین ۔ یہ خیال جس سے کہ ہم اپنے ساتھیون کے مذہب پر ہنستے ہین ہمکو یقین کر لینا چاہیے کہ گویا ہم اُنکے مطالب پر کامل طور سے پہنچ گئے ہین ۔

کوئی جدید طالب علم سوا اسے ام اینویل دی اور زیادہ معتبر نہین ہی جسکی رائے مذہب کے بارے مین قابل تسلیم ہو۔

اُسکی مستقل رائے حسب ذیل ہے ۔

کسی شخص نے اس مذہب کے اصلی مسئلون کے واقعی معنی نہین دریافت کیے ہین جس سے اس امر کی استعداد ہو کہ ہم اپنی مستحکم رائے ظاہر کر سکین کہ اگلے زمانہ مین مصریون نے کیا رائے نسبت خدا و دنیا و انسان کے قائم کی تھی ۔ میری مراد خدا سے ہی نہ کہ دیوتاؤن سے ۔ پہلی علامت مذہب کی خدا کی وحدانیت ہی جو کہ بہت زور و شور سے ظاہر کی گئی ہی ۔ خدا ایک ہی ۔ یکتا ہی اور اُسکے سوا کوئی دوسرا نہین ہی،

حقیقتاً وہ ہی ایک ہی۔ ای خدا تو وحدہ لاشریک لہ ہی۔ اور تجھسے کروڑہا خلقت نکلی ہے
اُس نے ہر چیز کو بنایا ہی اور وہ کسی چیز سے نہین بنا ہی۔

اور یہ خیال نہایت ہی صاف وسادہ ودرست ہی۔ لیکن خدا کی وحدانیت مصریون کے دیوتاؤن کے علم سے جہان تعدد معبود ہین کس طرح مل جل گئی۔ تواریخ وجغرافیہ سے شاید یہ امر منکشف ہو۔

مصریون کے مذہب مین بہت سی مقامی عبادت مروج تھی۔ وہ حصہ مصر کا جو بقبضہ منیز آیا صوبون مین تقسیم تھا اور ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دارالسلطنت تھا اور ان ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دیوتا تھا جو ایک خاص نام سے پکارا جاتا تھا لیکن سبھون کا اصول ایک تھا جو جداگانہ نامون سے ظاہر ہوا۔ وحدانیت خدا کا خیال سب پر غالب تھا جو کہ ہر جگہ ہی اور ہر جگہ وہی ہی جسکا وجود خود ہی ہوگیا اور وہ ایسا خدا ہی کہ اُس تک انسانی عقل کی رسائی نہین ہی۔

اسکے بعد ام ٹمی روکتا ہی کہ شروع زمانہ تاریخ سے کہ کسیقدر اُسکے ماقبل سے اصل مذہب کی پرستش مین سباعی خیال داخل ہو گیا۔

آفتاب بجائے خیال کیے جانے وسیلہ حیات کے بجائے خود خدا کے خیال کیا جاتا تھا دوسرا طریقہ مذہب کا محض ایک راز ہی جو کہ مصریون کو قابل فخر کے ہی۔ یعنی یہ کہ خدا خود موجود ہی اور صرف اُسی کا ایک ایسا وجود ہی کہ وہ کسی شی سے پیدا نہین ہوا۔ اس سے گمان خدا کے خیال کرنے کا دو صورتون کے ساتھ پیدا ہوتا ہی یعنی یہ کہ باپ اور بیٹا۔

بہت سی مناجاتون مین ہم اس خیال کو جو کہ بابتہ دو وجود کے ہی کہ جس نے خود کو اور روح القدس کو مثل دو توام کے پیدا کیا جا بجا پاتے ہین۔ جو کہ دو شخصون کے وجود کو ظاہر

کرتا ہی۔ مگر وہ جدا نہین خیال کیا جاتا ایک مناجات لیڈن موزیم مین یہ فقرہ موجود ہی جسمین کہ خدائے واحد کو یکہ و تنہا لکھا ہی۔ ایا یہ عمدہ اصول صدیون کا نتیجہ ہی حقیقت مین یہ نہین ہی یہ اصول قبل سنہ عیسوی دو ہزار برس پیشتر سے مروج تھا علاوہ اسکے مذہب بت پرستی جسکے آغاز کا ہم نے ذکر کیا ہی خود بخود ثانی مینز کے زمانہ تک بلا مزاحمت ترقی کرتا گیا اور یہ مذہب دریائے نیل کے وادی مین پانچ ہزار برس سے زیادہ مروج ہی۔ مناجات خدا کی وحدانیت کی اور روح کر بقا کی شروع ہوگئی تھی اور اب ہم پچھلے زمانہ مین مصریون کو بے ٹھکانے مذہب بت پرستی مین زیادہ پاتے ہین۔ درمیان اُس زمانہ کے جبکہ بت پرستی کا خیال سیکڑون برس سے پورانے شائستہ لوگون مین پھیلا ہوا تھا خدائے اکبر کی وحدانیت کا یقین اور نیز یہ خیال کہ اُسمین اوصاف پیدا کنندہ اور شارع انسان کے ہین جسکو کہ اُس نے ایک لافانی روح عطا فرمائی ہی ایک عمدہ اور مرصع خیال مثل بے زوال جواہرات کے ہی۔ گو کہ چند مضامین جنکا کہ یہان حوالہ دیا گیا ہی وہ امر ڈی اوگ کے بیان سے مختلف ہین تاہم وہ واقعات جنپر کہ وہ حصر کرتا ہی لاجواب ہین یہ بلا شبہ صحیح ہی کہ اعلیٰ حصہ مصریون کے مذہب کا ایسا نہین ہی جسکی نسبت یہ خیال ہو سکے کہ وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یا ادنے درجہ سے پیدا ہوا ہی۔ یہ امر مسلمہ ہی کہ اعلیٰ حصہ نہایت قدیم تھا اور اُس زمانہ کے مابعد مصریون کا مذہب جسکو کہ گریکا اور لیٹن مورخون نے ظاہر کیا ہی بہت ہی خراب اور ابتر مذہب تھا۔

امر ڈی اوگ کا یہ خیال بیشک صحیح ہی کہ بہت سی مقامی عبادتون مین ایک ہی اور وہی مسئلے ہوتے ہین جو کہ مختلف نامون اور طریقون سے ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن وہ اس بات کے کہنے کی جرأت نہین کرتا ہی کہ کسی وقت مین درمیان تاریخی زمانہ کے متعدد

دیوتاؤن کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت جاری رہی ہو۔ وہ صرف تاریخ سے اسقدر اخذ کرتا ہی کہ جبکہ دیوتاؤن کی پرستش کثرت سے جاری تھی حق پرستی کے اصول بھی اُسمین ماسبق ہونگے۔ ایک اور نتیجہ مصریون کے مذہب کا نکلتا ہی جس کا وہ حوالہ دیتا ہی کہ دیوتاؤن کے علم کا اصول اور مذہب حق پرستی کا اصول ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ پر ہی۔ یہ صرف مقدس کتابون مین بطور زبانی مقولون کے نہین قائم ہوا ہی کہ جسمین ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی ہو بلکہ اکثر تصنیفات خاص قسم مین یہ امور ظاہر ہوتے تھے جسکی نسبت یہ خیال بھی نہین آتا ہی کہ اُنہین کسی طرح کی تحریف ہوئی ہو تمام مصری علم ادب مین بجز ذیل کے واقعات کے کہ جو بخوبی ثابت ہین دوسرا واقعہ نہین پایا جاتا ہی وہ یہین (۱) اصول خدائے واحد کی پرستش کے و نیز تعدد دیوتاؤن کی ایک ہی قسم کے لوگ تعلیم دیتے تھے (۲) ہر دو مسئلون مین کچھ اختلاف نہین سمجھا جاتا تھا۔ اس سے زیادہ مہمل بات اور کوئی نہین ہوسکتی ہی۔ اگر اہالیان مصر لفظ خدا سے وہی مراد لیتے ہین جیسا کہ ہم سمجھتے ہین مگر شاید اُس لفظ سے اُنکا منشا وہی ہو اور اُس لفظ کا استعمال کثرت و قلت کے لیے یکسان ہی۔ ہم اس سے بہتر نہین سمجھ سکتے ہین کہ مصریون کی لفظ نوتار سے کیا مراد ہوتی ہی جسکا کہ ترجمہ ہم دیوتا کرتے ہین۔

اسلیے مین بحث کرتا ہون کہ مصری لفظ نوتار کے معنی طاقت کے کہتے ہین جو کہ عبرانی زبان مین لفظ اِل کے معنی ہین۔

عام اہالیان مصر کی مراد لفظ نوتار نتر اسے وہی ہی جو کہ عبرانی لفظ ال شدای سے سمجھے جاتے ہین۔ یہ وہ خطاب ہی جو کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اُسکو حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اسی نام سے جانتے تھے

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اُنسے یہ فرمایا کہ مین جاہ دی ہون اور مین نے حضرت ابراہیم وحضرت اسحاق وحضرت یعقوب کے پاس ال شدای کے نام سے ظاہر ہوا لیکن اُنکو میرا نام جاہ دی نہین معلوم تھا نوتارنترا ایمثو ہیرٹ خدائے اکبر ہے جو کہ بہشت مین ہے۔

اصول ثا ہوتپ کے حسب ذیل ہے۔

خدا امر و نہی کا حکم دیتا ہے۔

کھیت تجھے خدا نے زراعت کرنے کے لیے عطا فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص تکبر کرتا ہو اُسکا غرور خدا ڈھا دیگا حتی کہ اُسکی طاقت عطا فرمائی ہو۔

اگر تو عقلمند ہو تو تو اپنی لڑکی کو خدا کی محبت کی طرف رجوع کر۔

عالی ہمت لوگ باعث توجہ خدا کے ہوتے ہین لیکن وہ جو کہ تابع نفس ہو وہ اپنے اہلیہ سے تحقیر کیا جاتا ہے۔

خدا کی بخشش سے تیرا خزانہ بڑھ گیا ہے۔

خدا فرمانبردار شخص سے محبت کرتا ہو اور نافرمانبردار سے نفرت کرتا ہو ایک نیک لڑکا رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ۲ نوشتہ لیڈن

وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی ہی روزی کھاتا ہو۔ خوشی دل سے اُسپر قانع رہ جو تیرے پاس ہو۔ اور جو تیرے پاس نہین ہو اُسکو اپنے قوت بازو سے حاصل کر۔ انسان کو اپنی ہی روزی کھانا نہایت ہی بہتر ہو اور یہ اُسی کو عطا فرماتا ہو جو اُسکی تعظیم کرتا ہو۔

نمبر۳ نوشتہ بمقام سینٹ پیٹرس برگ

محض اُسکی عنایتون کے واسطے حمد سزاوار ہی۔ خدا برے شخص کو جانتا ہی اور وہ اُس کو خراب کرڈالتا ہے۔

نمبر۴ مسئلے اینی

جو شخص نیک اعمال کرتا ہی خدا اُسکا نام حریص کے نام سے بڑھاتا ہی ظاہری افعال سے خدا نفرت کرتا ہی نماز کو بہت ہی خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرو۔ وہ تمھارے کامون مین حفاظت کریگا وہ تمھاری باتون کو سُنیگا اور تمھاری نیاز کو قبول کریگا۔
وقت گذراننے نیاز کو اسبات پر خیال رکھو کہ وہ کس چیز پر تفریق کرتا ہی ہمیشہ اُن باتون پر خیال رکھو جسمین وہ نارض ہوتا ہی تمکو اُسکے نام کی تعظیم کرنا چاہیے۔ یہ وہ خدا ہی جس نے آدمیون کو بے انتہا لیاقت عطا فرمائی جنکو وہ بڑا کرتا ہی وہ بڑے ہوتے ہین۔ خداوند عالم روشنی مین آسمان پر ہی۔ اُسکا ظہور تمام دنیا پر ہی اور وہ اُن لوگون پر ہی جو کہ بالمرہ اُسکی عبادت کرتے ہین۔
دوسرا ذکر شفقت مادری کا ہی اُسمین ذکر ہی کہ مہربان مان وقت ولادت سے کس طرح اپنے کو قربان کرتی ہی۔ وہ یہ ہی۔ تو اسکول کو بھیجا گیا اور جب تو حروف تہجی سیکھتا تھا تیری مان بالمرہ تیرے ماسٹر کے پاس آتی تھی اور تیرے واسطے کھانا اور پانی گھر سے لاتی تھی۔ اب تو جوان ہوا اور تیری شادی ہوئی اور تو گھر والا ہو گیا۔ مگر تجھکو ہمیشہ اُن تکلیف کے وقتون کو نہ بھولنا چاہیے جو تیری مان برداشت کرتی تھی اور نیز اُس حفاظت کو جو کہ وہ تیرے واسطے کرتی تھی۔ ان باتون کا لحاظ رکھ تاکہ اُسکو کوئی سبب تیری شکایت کا

نہ پیدا ہوا اور وہ ڈر کر اپنے ہاتھ دعا کے واسطے خدا کے سامنے اُٹھاوے اور وہ اُسکی دعاؤن کو سُن لے۔

تو اپنے تئین خدا کے حوالہ کر اور ہمیشہ اپنے تئین تو اُسکے واسطے رکھ۔ جیسا کہ آج تو نے کیا ہی کل بھی ویسا ہی کر۔ ہمیشہ احکام خدا پر نظر رکھ۔ یہ وہ خدا ہی جو خراب کرتا ہی اُس کو وہ خراب کیا گیا ہی۔

نمبر ۵ - اس مصنف کے مسئلے لاری کی نوشتہ مین شامل ہین

اپنے آقا کے لیے خدا سے بد دعا نہ کرو۔

یہ اس مضمون سے تھا کہ اُنکے سب تواریخی زمانہ مین و نیز ابتدائی و حال کے زمانہ مین اہالیان مصر لفظ نوتار کو صیغہ واحد مین استعمال کرتے تھے۔ یقیناً مین کہہ سکتا ہون کہ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا ہی کہ وہ طاقت کیا ہی جسکا کہ ہم ترجمہ بلا پس و پیش خدا کرتے ہین۔

یہ بلا شک صحیح ہی کہ وہ صرف خدا ہی کی ذات ہی کہ جو ہم مین سے کسی ایک متنفس سے بھی دُور نہین ہی کیونکہ ہمارا وجود، چلنا پھرنا اور رہنا سب اُسی کے ساتھ ہی اور جسکی لاانتہا طاقت اور الوہیت اور دنیا کی حکومت اُس روشنی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہی جو کہ ہر فرد بشر مین جو کہ دنیا مین آتا ہی جلوہ فگن ہوتی ہی۔ اُس انتخاب مین جسکا مین نے ذکر کیا ہی اور اسی قسم کے فقرون مین ہم سچے مذہب کے اصول پاتے ہین جو بت پرستی کے شائبہ سے بھی بری ہی لیکن اگر پور کو واحد مان لین تو اور طاقتین جمع کی (توتری پو) کیا ہین اور اُنکے تعلقات اُسکے ساتھ کیا ہین۔

کثرت رائے محققین اس طرف بھی کہ اگرچہ مصریون کے اکثر دیوتا ہین تاہم اُنمین بت پرستی

نہین ہے۔

بہت سے افسانہ مصریون کے اب ہمکو معلوم ہوئے ہین۔ افسانہ نافرمانی کرنا اول انسان کا بمقابلہ را دیوتا کے اور اُسکا برباد ہوجانا مسٹر نیویلی نے بیان الملوک کے کسی ایک قبر سے دریافت کیا ہی یہ اعتقاد تمام دنیا مین اور ہر زمانہ مین اور ہر قسم کی تربیت کے آدمیون مین پایا جاتا ہی کہ روح بعد موت کے باقی رہتی ہی۔

اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر مذہبی رسومات میت کے واسطے کیے جاتے ہین۔ رومیون مین بھی دستور تھا کہ نذر و نیاز اپنے بزرگون کی کرتے تھے

اور یونانیون اور ایرانیون مین بھی یہی عقیدت تھی اور ہندو بھی اپنے پترون کی نیاز کرتے ہین اور یہ ثبوت اس امر کا ہی کہ آریا قوم کے دونون گروہ مین ایک سی رسم ہے۔

یہ دستور بزرگون کی نیاز کرنے کا قدیم سے چین مین بھی پایا جاتا ہی۔ اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا ہی کہ قبرین بہت رہین اور میت کے رسومات جاری رہین اور آیندہ وہ ندا نپر فاتحہ پڑھتے رہین۔ یہ امر بھی بہت ضروری تھا کہ ہر شخص کے بیٹا ہوتا کہ وہ اُسکی جگہ قایم ہو اور اُسکی میت کے رسومات ادا کرتا رہے۔ دیوتاؤن کی پرستش کے بعد ان رسومات کا ادا کرنا قدیم مصریون مین فرض سمجھا جاتا تھا۔ تمام اقوام اہل یوروپ مین تجرد مذموم سمجھا جاتا تھا مین نے مصری مذہب کے تجرد کا ذکر اسوجہ سے زیادہ کیا ہی تاکہ اس سے معلوم ہو کہ آخر زمانہ مین مذاہب ذیل مین تجرد کی کسقدر وقعت کیجاتی تھی۔

بودھ۔ عیسائی و چینی تجرد کو اچھا سمجھتے تھے۔ عیسائیون کا تجرد اول مصر مین بہت شروع ہوا اور پھر مصر سے وہی عقیدہ یورپ مین داخل ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ قبل عیسائی مذہب کے یہودیون مین بھی یہ دستور تھا۔ اس سے ہم نہین خیال کرتے کہ صرف مصریون سے

یہ دستور نکلا ہو۔

ہمزاد کا اعتقاد رومیون مین تھا اور وہ اسوجہ سے پھول اور ہار چڑھاتے تھے اور ہر شخص کا ایک ہمزاد متصور ہوتا تھا اور اُسکے واسطے قربانیان کی جاتی تھین اور ہر دیوتا اور ہر مقام کا ایک ہمزاد ہوتا تھا۔ اور یہ ہمزاد گویا توام ہر فرد بشر کے ساتھ ہوتا تھا۔ انسان اُسکی قسم کھاتا تھا۔ یونانیون اور مصریون مین بھی یہ اعتقاد تھا اسکا اعتقاد صرف مصر ہی اور یورپین قوم مین نہ تھا بلکہ عام تھا۔

مسٹر ہربرٹ اسپنسر اسکا ذکر کرتے ہین کہ وحشی قومون مین سایہ کو سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا ہمزاد ہے۔

مصریون کا اعتقاد تھا کہ بعد مر جانے کے روح انسان کی اُسی شکل و ہیئت مین رہتی ہی اور وہ خیال کرتے تھے کہ روح کا اپنا جدا جسم ہوتا ہی اور وہ کھاتی اور پیتی ہی۔ ہمکو اس امر کا ذخیرہ کافی نہین ملا کہ ہم تعلق روح اور ہمزاد کا دریافت کرتے۔

سایہ ہو جانا یا بھوت کے چڑھنے کا بھی اعتقاد یونانیون اور مصریون اور ایشیائی قومون مین تھا۔

مصری خواب کا بہت عقیدہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم ایک دوسری دنیا مثل اس دنیا کے ہے۔

اس خواب کی بابتہ بہت سی تختیان ملی ہین اور ان سب مین اسٹی لی ڈیوسا گی سب سے زیادہ مشہور ہی۔ یہ تختی انتھوپیا کے عہد کی بابتہ ہی اور اُسمین سات صدی قبل حضرت عیسیٰ کے جو واقعہ بادشاہون کا پیش آیا تحریر ہی اور وہ اس طریقہ سے معرض تحریر مین آیا کہ ایک بادشاہ کو خواب نظر آیا کہ اُس نے دو سانپ دیکھے کہ ایک اُسکے داھنے بازو اور

دوسرا اُسکے بائیں بازو پر ہے اور جب وہ بیدار ہوا تو اُن سانپوں کو نہ پایا اور یہ کہا کہ اسکی تعبیر فوراً بیان کیجاوے۔ لوگون نے اُسکی تعبیر یہ بیان کی کہ جنوب کا حصہ بھی تمہارا ہوگا اور شمال بھی تمہارے ہاتھ آئیگا اور دو تاج بھاری تمہارے سر پر ہونگے اور دنیا کی وسعت تمہارے ہاتھ مین ہوگی۔ اور اُس تختی مین یہ بھی لکھا ہو کہ یہ تعبیر پوری ہوئی اور بادشاہ نے اُسکے عوض مین بہت سی نذر و نیاز کی۔

دیوتاؤن کی موجودگی ہر جگہ مسلم مانی جاتی تھی اور سعد و نحس کے دنون کا عقیدہ تھا مصریون کو فرشتون کا بھی اعتقاد تھا اس کا کتاب میّت مین اکثر ذکر ہے اور موت کا ایک فرشتہ خیال کیا جاتا تھا۔

مصری لوگ تقدیر کے بھی قائل تھے۔

مصریون کا یہ اعتقاد تھا کہ بادشاہ سورج کا سایہ ہے اور اُسکا نائب ہے اور اُسمین معبودیت کی شان داخل ہے۔ مصری لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مصر مین پہلے دیوتاؤن کی سلطنت تھی اور مینا بادشاہ کے قبل تمام پادشاہ جانشین ہورس دی کے خیال کیے جاتے تھے وہ بادشاہ کہ جنھون نے اہرام مصری بنائے اُنکا خطاب سونیزا ہورس تھا۔

بادشاہ چیرا اور اُسکے بعد جسقدر بادشاہ ہوئے خدا کے بیٹے خیال کیے جاتے تھے۔

یہ عقیدہ تھا کہ سورج کی گردش شمال سے جنوب کو جو ہوتی ہے اُس سے دو حصہ زمین اور آسمان کے ہوجاتے ہین۔

بادشاہ مصر کا اس باعث سے فرزند و وارث و جانشین سورج کا خیال کیا جاتا تھا اور اُسکا خطاب شمال و جنوب کا ہوتا تھا۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ کتبہ اور نقش و نگار جو پتھرون پر ہین اُس سے بیان ہے مگر قدیم زمانہ

سے جہانتک ہمکو پتہ لگتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مصری قلم و کاغذ کے استعمال سے واقف تھی اور اُسکو تحریر کے کام مین لاتے تھے۔ چرمی کاغذ بھی بعض تحریرات کے کامون مین آتا تھا اور بعض بعض چرمی کاغذ بھی ملے ہین مگر یونانی اور رومی کسی قلمی کتاب کو جو چارسو خواہ پانچسو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ہوتی تھی اُسکو بہت ہی قدیم خیال کرتے تھے۔ یہودیون کی قلمی انجیل ایک ہزار برس سے زیادہ معلوم ہوتی ہی اور پُرانی قلمی کتابین سنسکرت کی صرف چند صدی پیشتر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور بعض مصری کاغذ ایسی ملے ہین جو چار ہزار برس سے کم کے نہین ہین۔

مصریون سے فنیشیا والون نے الف۔ بے۔ تے کے نشان ماخوذ کیے فنیشیا والون سے یورپ اور ایشیا والون نے اخذ کیا۔

اکثر مصری قلمی کتابین جو ملی ہین وہ میت کی کتابین ہین۔ جو مقبرون سے ملی ہین۔

میت کی مومیائی کا ذکر ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہی۔

ہمیشہ زندگانی جسکا وعدہ اہل ایمان سے ہوا ہی اُسکی تین صورتین ہین۔

اول از سر نو دنیا مین زندگی کا ہونا۔ دوسرے نیک بخت آدمی کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ اُسطرح زندگی کا حظ اُٹھاتا ہی جسطرح سے کہ دنیا مین حظ اُٹھاتا تھا۔

دوسرے منقلب ہونا۔ متوفی کے لیے یہ منحصر نہین کہ وہ اُسی مقام مین یا انسان کی شکل مین یا کسی اور طریقہ زندگی مین پیدا ہو اُسکے سامنے تمام کائنات ہر قسم کی و ہر شکل کی موجود ہی جسمین وہ چاہے داخل ہو۔ کتاب میت مین اسکا تذکرہ اکثر ہی اور بارہ بابون مین چند قسم کے تناسخ کا ذکر ہے۔

تیسری مثل اوسرِس یا دیوتاؤن کے ہو جانا۔ موتہ کا اوسرِس کے موافق ہونا [illegible]

طرح سے اُس کفن کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہی جوکہ اب برٹش میوزیم مین بادشاہ بنکورہ بانی تیسرے اہرام کی ہی۔ وہ تحریر اسطرح سے ہی اوسرس بنکورہ بادشاہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور آسمان مین نٹ وہی سے پیدا ہوگا اور شب کا وارث ہوگا۔

تعویذ کا استعمال خاص طورسے انتہا درجہ سے تھا اور کتاب میّت کے شروع مین اسکا تذکرہ ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکی کیسی قدر کیجاتی ہی۔ تیسوین[۳۲] باب مین یہ ذکر ہے کہ متوفی نے بذریعہ تعویذ کے ظالم ناکہ کو بھگایا تھا یہ کہتا تھا کہ دیکھو میرے بازو پر تعویذ ہی۔

یہ اعتقاد کہ لفظون مین بھی سحر کا اثر ہی خواہ وہ مذہبی مقولون مین ہو خواہ دیوتاؤن کے نام ہون اور اسی اعتقاد کی گرویدگی انتہا درجہ کی تھی۔

نمبر ۳۔ مذہب اہل بابل واسریا

انتخاب از تاریخ قدیم ہمسٹر

بوجہ اسکے کہ نجوم کو زیادہ دخل اس مذہب مین تھا اسلیے اس مذہب کو صائبہ کہتے ہین مگر یہ حقیقتاً صحیح نہین ہی۔

اصل مذہب صابیہ مین سب سے بڑے معبود درحقیقت چاند سورج ستارے نہین ہین اگرچہ نظام ملکی مذہب کا پرتو خیال کرتے ہین اور انہین عقل کا وجود سمجھتے ہین مگر تعین شخصی معبود کا اور بت پرستی قطعاً متروک ہی۔

مگر بابل اور اسریا کے دیوتاؤن مین تعین شخصی بالخصوص ہی۔ وہ انسانی اور حیوانی شکل مین ظاہر کیے جاتے ہین۔ اور اور بھی علامتین ظاہر کرتے ہین جو نظام فلکی مین نہین ہین بروسس کے انتخاب مین یہ مذکور ہی کہ یہ لوگ ملبوس کو اور ستارون کو اور چاند و سورج کو۔ اور پانچ ستارون کو پرستش کرتے تھے اور بیل کو تمام نظام فلکی پر ترجیح دیتے تھے

یہی مصنف وحدانیت کا بہی پتہ بابل کے افسانہ اور قصہ مین پاتا ہے۔

اختلاف سے قطع نظر کر کے ہم اس جگہہ صرف رائے لکہنا کافی سمجھتے ہین کہ ابتدای خیال ایک معبود کا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہین ایک معبود سب سے بڑا تہا جسکو سب پر فوقیت دیجاتی تہی۔ نام اس معبود کا اِل تہا جس کا تعلق عبرانی الله سے معلوم ہوتا ہے۔

اور اس معبود کا دوسرا نام ریا تہا اور یہہ واقعہ مصری مذہب سے بالکل منطبق ہوتا ہے۔ بابل مین جہان جگہہ بہ جگہہ دیوتا تہے اور جہان بباعث طرفداری بادشاہون بل براڈک یا نبو فوقیت دیجاتی تہی مگر ہم کسی جگہہ خاص پرستش گاہ ال کی نہین پاتے اور اوسکے لئے کوئی عبادتخانہ مخصوص نہ تہا۔ اور بموجب ایشیائی اقوال کہ بابل کے خود معنی دروازہ معبود کے ہین۔

اسریا والے اس بڑے معبود کی زیادہ تخصیص کرتے تہے اور اوسکا نام ایشر رکہا تہا چونکہ اسرنی کے نام کے معنی کسی نے نہین ظاہر کئے ہین اسلئے اوس قوم پر یہہ اطلاق نہین کرسکتے کہ اسری سے مراد یہہ ہے کہ یہہ لوگ بندہ ایسر کے ہین۔

اس بڑے معبود کو اہل اسریا مالک بادشاہون اور ملک کا خیال کرتے تہے اور جب اوسکا ذکر کرتے تہے تو اوسکو ایشریا اپنا مالک کہتے تہے۔

اس معبود کو سب پر فضیلت دیتے تہے۔ اوسکو بادشاہ دیوتاؤنکا کہتے تہے اور یہہ کہتے تہے کہ وہ سب پر غالب ہے۔ اس معبود کی پرستش ابتدا سے آخر تک ہوتی رہی ہے۔

نجوم کی بابتہ یہی مورخ لکہتا ہے کہ بابل مین اکثر تختیان ملین اور اونمین سلطنت کے حالات کی پیشین گوئی تہی اور یہانتک کہ ہاتہہ موتہہ دہونا اور ناخون تراشنے مین بہی اسکا اثر تہا۔

انتخاب صفحه ۱۵۵ - عجائب المخلوقات

قومی که در قدیم الزمان ایشان را کلدانیان گفتندے اعتقاد داشتندے که جوہرے را که آن را با جسم تعلقے نیست دو قسم است

قسم اول خیر - و انرا ملائکه خواندندے - قسم دوم - شرو آنرا شیاطین گفتندے - و اعتقاد انسان چنان بود که این ارواح در اجسام متصرف اند - از تحریر روحانی دعای بخوری بناتی - و قربانی - بنهادندے - بنابران که تقرب باشد - بدان ارواح - و معبود ایشان چنان بودندے - که صاحب این صفت چون صفت تمام کند روحانیان را تواند دیدن و مخاطب کردن - و قادر بر امور عجیب - از تحصیل مال و جاه و دافع امراض صحت و اعدائے قومی - امام فخر رازی در بعضے تصنیفات آورده است که شخصے را عبدالله یحیی گفتندے هر شئے که از وے طلب میکردندے - در حال حاضر میکردندے -

نمبر ۴ - آریای ہند
انتخاب از کتاب قلمی کشکول

گویند که اہل ہند طاعت و عبادت خالق بیچون میکردند - تا آنکه شخصے در عہد مہاراج از ایران آمده انہون پرستش آفتاب گشت و آن رواج تمام گرفته - بعضے سیاره پرست نیز شدند - امان چون آن برہمن به سورج گفت که ہر کس شبیہه بزرگ خود را از طلا و نقره و سنگ ساخته پرستش نماید ثواب بسیار عاید روزگار وی گردد - ازین سبب رواج بت پرستی از ہمه زیاده گشت و سورج بکده قنوج آباد کرد - و بعد از دو صد پنجاه سال از سلطنت در گذشت معاصر کیقباد بود ہر ساله تاج و خراج می فرستاد -

اسی تاریخ مین سورج کی نسبت لکھا ہے که وه سرداران ہند سے تھا اور رستم نے بعد قلع قمع

کرنے فروز رائے کے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا۔

ایک روایت بت پرستی کے اظہار ہونے کی یہہ لکھی ہے۔

سورج استقلال تمام بہم رسانیدہ بادشاہ عظیم الشان گشت۔ درعہدش برہمنے از طرف کوہستان چنار کند بملازمت اور رسیدہ شیوۂ بت پرستی رواج داد۔

تاریخ سرالیستان مین بہی سورج کے عہد مین بت پرستی کا رواج ہونا لکہا ہے۔

کیقباد و گشتاسپ سے چار پشت پہلے تہا۔ پس زردشت سے پہلے بت پرستی کا رواج ہونا پایا جاتا ہے۔ اور زمانہ زردشت مین بیاس حکیم ہندسے زردشت کے پاس گیا اور اوسنے وحدانیت کے اصول زردشت سے تحقیق کئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدانیت کا قائل تہا اور زردشت کا اندازہ کرنے کو یہہ سوالات کئے تہے جیساکہ نامۂ زردشت مین مذکور ہے۔

پرستش کواکب اہل ہند کی بابتہ تاریخ فارس جلد ۴ سے انتخاب درج کیا جاتا ہے ایران سے بت پرستی کا رواج برہمنون مین پہیلنا قیاس ہوتا ہے۔ سریا دیوتا کی پرستش سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو درحقیقت سورج کی پرستش کرتے تہے۔ قدیم زمانہ مین ہندو بالعموم سورج کی پرستش کرتے تہے۔

فلابطرس ایک یونانی مورخ سترہ سو برس پہلے ہند مین آیا تہا وہ لکہتا ہے کہ مین نے ہند مین ایک عظیم الشان شوالہ سورج دیوتا کا دیکہا جس کی دیوارین سرخ و سبز تہین اور اُن مین طلا کاری تہی۔ اور شوالہ مین سرخ مورت تہی جس مین ہیرا۔ اور یاقوت موتی لگے ہوئے تہے۔

آئین اکبری مین بہی سورج کے مندر کا ذکر ہے۔ اوسمین لکہا ہے کہ قریب جگنا تہہ کے

ایک شوالہ سورج کا ہے۔ اوسکی تعمیر مین بارہ سال کا خراج اڑیسہ کا صرف ہوا ہی۔
اور اس تعمیر کو انسان دیکھکر حیرت زدہ ہوتا ہے۔ دیوارین سو فٹ بلند ہین اور
۱۹ فٹ اتار ہے۔ شوالہ مین سورج اور سیارون کی شکلین بنی ہوئی ہین اور چارون
طرف انسان کی شکلین ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہین ہندو
فلسفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ ستارے ذی روح ہین اور ایک بڑی روح کے زیر
حکم ہین۔

انگریزی اور ایشیائی مصنفون کے متفق اقوال کے بموجب آریا ہند مین کواکب پرستی
بیرونی اثر سے پیدا ہونا ثابت ہوتی ہے۔ بموجب قول ایشیائی مصنف کے کیقباد
شاہ ایران کے زمانہ سے کواکب پرستی ہند مین شایع ہوئی ہے۔

یہہ بادشاہ ایران گشتاسپ سے چار پشت پہلے تھا تخمیناً گشتاسپ کے زمانہ کو تین ہزار
برس ہوے۔ کیقباد زیادہ سے زیادہ دو سو اڑہائی سو برس اس سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس
کواکب پرستی کو ہند مین جاری ہوئی بتیس سو یا اٹھتیس سو برس ہوے اور اوسوقت سے
جاری ہوی جب سلطنت اس قوم کی قایم ہو چکی تھی بموجب قول رامیس چندر کے
آریا قوم کو ہند مین آئے ہوے چار ہزار برس ہوے اس حساب سے ساتھہ سو آٹھہ سو
برس ہند مین آنے سے بعد رواج کواکب پرستی کا ہوا ہے۔

مسٹر میکس میولر نے آریا ہند کے مذہبی زمانہ کے چار حصے کئے ہین۔

سب سے پہلے کہاندا کا دور ہے۔ اس دور کو ہزار برس پہلے حضرت عیسیٰ سے قرار
دیا ہے۔ اس زمانہ کی حالت صاحب موصوف کے الفاظ مین لکھی جاتی ہے۔ بید کی
شاعری جیسا کہ ہم رگ بید مین پاتے ہین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ سے شروع ہوئی ہی۔

اس سے رفتہ رفتہ ترقی پانا بید کے مذہب اور قربانیون کا معلوم ہوتا ہے یہہ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ دور کس وقت سے شروع ہوا تھا بعض اسکو دو تین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ سے کہتے ہین۔ دوسرا دور منترا کا ہے۔ یہہ دور ۱۰۰۰ سے ۸۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا۔ اس دور مین چارون بید جمع کی گئی۔ یہہ چارون بید بالخصوص مذہبی اغراض اور قربانیون یا نیاز کی غرض سے جمع کئے گئے۔ ہر بید مین مذکور ہے کہ کس قوم کے پوجاریون کو کس قسم کی پرستش قربانیون یا نیاز کے وقت کرنا چاہئے تیسرا دور برہمن کا ہے۔ یہہ دور ۸۰۰ سے ۶۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا ان تصنیفات مین بحث قربانیون کی ہے۔ اونکی خاص غرض قربانیون یا نیاز کی اصلاح ہے۔

چوتھا دور ستر اکا ہے۔ یہہ دور ۵۰۰ برس حضرت عیسیٰؑ سے قبل ہوا اس دور کی تصنیفات کی یہہ غرض تھی کہ برہمنون کے دور کا علم جمع کیا جائے اور تمام قسم کی علمی ترقی اس دور مین ہوئی۔ (فلسفہ اوپنشا داس دور مین ہوا ہے) اس دور کے بعد بودھ یعنے ساکیا منی پیدا ہوا۔ اور اوسنے اپنی عقائد پہیلائے۔ صاحب موصوف نے آریا مذہب کی یہہ ترتیب کر کے ثابت کیا ہے کہ کسی طرح سے اس قوم نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے بالآخر خدا کو پہچانا۔ اونکی یہہ رائے ہے کہ اول محض شاعری کے خیال سے بید کی نظم ہوئی اوسوقت دیوتاؤن کا وجود نہتہا صرف اوصاف قدرتی اشیا کے جو محسوس ہوتے تہے مذکور ہوئی۔ پہر اونکی عظمت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی اور پرستش ہونے لگی۔ اور نیاز و نذر گذرنے لگی اور نیز پرستش کے قاعدون کی ترتیب ہونے لگی اور بالآخر اوس سے ترقی کر کے زمانہ تصوف ہنود کا آیا۔ اور بودہ مذہب پیدا ہوا۔

مگر تاریخی تذکرون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ان چارون دور سے کچھ پہلے کواکب پرستی

یا بت پرستی ہند مین داخل ہوئی ہے۔
ایک دوسرا امر اور قابل لحاظ ہے کہ جہان سے یہہ قوم آئی وہان یزدان پرستی جاری تھی اور یہہ بھی ثابت ہے کہ اس قوم مین بھی یزدان پرستی تھی۔
جیسا کہ مصنف کشکول لکھتا ہے کہ اہل ہند طاعت وعبادت خالق بیچون میکردند پس اس قوم مین اول یزدان پرستی اور بعد ازان کواکب پرستی ہوئی۔ اور پھر مذہب مین اصلاح ہوئی اور عمدہ قسم کا تصوف جاری ہوا۔ اور بالآخر موجودہ بت پرستی مین آلودہ ہو گئے بت پرستی جو بالفعل جاری ہے اور پہلے تھی اوسکی بابتہ تاریخ جلد ۲ فارس سے کچھہ انتخاب درج کیا جاتا ہے۔
نرومید ہا جگ یعنی انسانی قربانی اسومید ہا جگ یعنی گھوڑے کی قربانی۔
گومید ہا جگ۔ یعنی گاو کی قربانی ہندون مین جاری تھی۔ انسانی قربانی کالی دیبی کی جاتی تھی۔
ہندو قوم بے انتہا شعبون مین تقسیم ہے۔ مگر اصول دو ہین یعنی پرستش کرنیوالے وشنو اور پرستش کرنے والے مہادیو کے یعنی شیو کے لیگم کی پوجا شیو کے پوجاریون مین ہوتی ہے۔
انسان کی زندگی ایک حالت امتحانی خیال کی جاتی تھی۔ اور اسلیئے بہت سخت عمل کیئے جاتے تھے تاکہ آیندہ اصلاح ہو۔
ابتدائی حالت مذہب ہند کی نہایت عمدہ اور پاک تھی۔ اور ویاس کے بعد سے ابتک ادس حالت مین تنزل ہے۔ اور ہندو نہایت خراب قسم کی بت پرستی مین آلودہ ہو گئے۔

مسٹر میکس میولر نے اپنی تصنیف علم مذہب مین ادہ سماج کے لکچر کا حوالہ دیا ہے
جس سے اصول ہندو مذہب کا یہہ ظاہر ہوتا ہے۔
ہندو مذہب تمام مذہبون سے افضل ہے۔ کیونکہ انسان کے ایجاد کا نام اوسپر نہین
لگ سکتا۔ اوسمین کوئی متوسط درمیان خدا اور انسان کے نہین ہے۔ ہندو ہر جگہہ
خدا کی پرستش کرسکتا ہے۔

انتخاب از کتاب رہنمایان ہند

از صفحہ ۲۲۔ ہم ہندو مذہب کی بنا ابتدائی قیام مذہب سے شروع کرتے ہین اوس
زمانہ کی تاریخ رِگ وید سے معلوم ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے
دو ہزار سال پیشتر سے کسی مقام وسط ایشیا سے ایک قوم ہند مین آئی وہ لوگ
ایرین کے نام سے مشہور تہی اور فی زمانہ وہ اہل ہند اور اہل یورپ کے مورث اعلیٰ
فرض کئے گئے ہین۔ اصل مین وہ گلہ بان اور خانہ بدوش تہے مگر پنجاب کی سرزادی
مین داخل ہوکر کاشتکارون کی طرح آباد ہوے اور خوش گذران زندگی بسر کرنے لگے
جب وہ ہندوستان مین وارد ہوے تو شاید اُنہین مذہب اور خدا کی طرف
بہت ہی کم توجہ تہی مگر یقیناً ایک مدت کے بعد یہان کے دلکش منظر نیلگون آسمان
روشن چاند۔ تازگی بخش دیار۔ صاف شفاف نہرون۔ سرسبز مرغزارون۔ رنگ برنگ
کے پہولون اور عظمت وشان نے اونکے دلون مین اعلیٰ خیالات پیدا کرکے اونہین
صانع مطلق کے نامتناہی اور کامل قدرتون کی طرف رجوع کردیا۔ وہ بڑے ہی خوش
نصیب تہے اونہین دنیا کی کل عیش وآرام حاصل تہی۔ اونمین ایسے ہی پیدا ہوئے

جنہین بہشتی نور بخشا گیا وہ قدرت کاملہ کی حسن و خوبی کی تعریفین کرتے اور قادر مطلق جو قدرت کاملہ کا فرمان روا اور ہادی ہے حمد و ثنا کے گیت گاتے انسانی خلقت مین یہی پہلے لوگ تہے جنہون نے مالک کل کا تصور کیا اور اوس روح کو محسوس کیا جو عالم ایجاد کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اونہون نے علم روحانی اور اخلاق دونون مین برابر ترقی کی۔ ہندؤن کی اس ترقی مین پانسو برس سے زیادہ گذر ہے اور اول اول مذہب کا تخم رگ وید کے لاتعداد گیتون نے بویا جنکو مختلف شخصون نے مختلف مقامات مین تصنیف کرکے گایا۔ ان تمام گیتون مین کم و بیش خالق اکبر کے عشق و عظمت کی بوی خوش آتی ہے جو تمام دنیا کا حکمران ہے۔

ہندو مذہب کا پہلا دور اسطرح ختم ہوا مگر خدا کی حمد و ثنا کے گیت گاتے اور عشق الٰہی کو نظم دلکش مین ظاہر کرنے سے اونکی تسکین نہ ہوئی۔ اس خیال نے رفتہ رفتہ آرزؤن کا حوصلہ بڑہایا اور اونکے دل مین اس رفیع الشان وسیع خوبصورت عالم کے مالک سے قربت حاصل کرنے کی تمنا پیدا کی۔

اکثر غور و فکر کرنے والون نے خدا کی نزدیکی اور عیش ابدی حاصل کرنیکو وسائل دریافت کرنے مین بڑی دماغ سوزیان کین۔ اوسوقت منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے دو فریقون نے دو مختلف طریقون سے کوششین کین ایک فریق نے بیشمار رسوم مذہبی اختراع کرکے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ اور کہا کہ اونکی پابندی سے صفائی قلب حاصل ہوکر نیکی پیدا ہوگی اور بہشت نصیب ہوگی۔ دوسرے فریق نے رسوم مذہبی کی پروا نہ کی اور ایک دوسرے قسم کی کتابین کہین جنکو مذہبی دنیا مین علم فلسفہ کی ابتدا کہنی چاہئے لیکن گو ایک گروہ نے درس کتب اور دوسرے نے دماغی اصلاح سے

خدا شناسی کی سعی کی - اور ان دونون کی کوشش مذہب کے نشو نما اور ترقی
مین دوسرے درجہ سے زیادہ نہین - ان فریقون نے دو قسم کی انشا پردازی
چھوڑی ہے جنمین سے ایک کو برہمنہ - اور دوسرے کو اپنشد کہتے ہین یون
ہندو مذہب کا دوسرا دور ختم اور تیسرا شروع ہوا - یہ زمانہ اہل ہند کی
مذہبی ترقی ہی کے لئے مشہور نہین ہے بلکہ اسمین اونکا تمدن دنیاوی جاہ و ترقی
کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا - اونکی حکومت ہمالیہ سے لیکر بحر ہند کے کنارہ تک ہو گئی
اونمین بڑے بڑے طاقتور حکمران ہوے اور اونکی سلطنتون مین اعلیٰ اعلیٰ ترقیان
ہوئین یہی وہ زمانہ تہا جس مین سری کرشن مہاراج نے ظہور فرمایا - اور کلچھتر کے
میدان مین جنگ عظیم ہوئی اسی زمانہ مین لیک نے ترکت تصنیف کی پننی نے
صرف و نحو کے رسالہ لکھے پاتنجل نے جوگ کی کتابین تصنیف کین کپل نے سانکھیہ
والون کا فلسفہ لکھا - اسی زمانہ مین برگزیدہ بیاس جی نے ویدون کی تالیف کی
اور والمیکی رامائن لکھی گئی - جسوقت تمام دنیا مین جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی
ہندوؤن کی قوم مین اعلیٰ تہذیب اور شایستگی اور ترقی کی روشنی پھیلی ہوئی تھی -
مذکورہ بالا اول دورون کے خلاف ہم اس دور کا زمانہ ایک ہزار سال سے
کم شمار نہین کر سکتے - اسکی ابتدا اکپل اور دیگر چند فلسفیون کی پیدایش سے ہوئی
اس کا درمیان کلچھتر کی جنگ اور اوسکی انتہا بودہ مذہب کی ترقی کا زمانہ تھا -
چوتھا دور بودہ مذہب کے دوران زمانہ مین گذرا - بالعموم لوگون کا
خیال ہے کہ بودہ بالکل ایک جدا مذہب ہے مگر افسوس - اس سے زیادہ
اور کوئی رائے غلط نہین ہو سکتی - ہم آگے اسبات کے ثابت کرنے کی کوشش

کرینگے کہ گوتم بودہ نے اوسی مذہب کے واعظ دئے۔ جو سری کرشن نے تعلیم کیا تہا۔

بودہ مذہب کے اقبال کا ستارہ ہند مین ایک ہزار سال سے زیادہ چمکتا رہا اور یہہ ہندون کی اعلیٰ تہذیب اور تمدن کا زمانہ تہا مگر بودہ مذہب کے آخری زمانہ مین بہت بڑا تغیر اور انقلاب ہوا۔ یعنی ادہر ہندو مذہب نے آہستہ آہستہ وسعت حاصل کرکے طاقت پکڑی اور عظمت پائی ادہر ہندؤنکی تہذیب اور شایستگی کو پیرانہ سالی نے گہیر لیا اور اوسمین ضعف آگیا۔

پانچوان دور بڑی روشنی کے زمانہ مین شروع ہوا۔ اور تاریکی مین ختم ہوا اوسکی ابتدا اوکرامادت کے عہد سلطنت اور شنکر چارج کی پیدایش کے زمانہ مین ہوئی اور اختتام مسلمان غنیمون کی فتحیابی پر ہوا۔ یہ دور سات سو برس تک قایم رہا جسکے اول دو سو برس تک روشنی کا زمانہ تہا اور آخری پانسو برس مین سخت تاریکی رہی۔ اس دور کو پورانیک زمانہ کہتے ہین اس زمانہ مین بیشمار پران اس غرض سے لکہے گئے کہ ہندو مذہب کا اثر بنی آدم کے دلون پر خوبی پڑے مگر کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ہندؤنکی تہذیب روحانی عظمت وشان سے گر گئی۔ اور اوسکی روشنی کے مطلع پر تاریکی کی گہنگہور گہٹائین چہاگئین۔ چہٹا دور ہندوستان مین اسلامیہ سلطنت کا زمانہ تہا۔

اس زمانہ مین بہی علمائے دین کا ظہور ہوا۔ رشی اور سنت پیدا ہوے اور ہندو مذہب کی روشنی پہیلانے کے لئے جو جہل کی تاریکی سے ماند ہوئی جاتی تہی کچہہ کوششین کی گئین۔ گو اس مذہب کا خاتمہ ہوچکا تہا اور ہندؤن کی فضیلت وقوت

اور عظمت جاتی رہی تہی تاہم غاصب نے مانہ کی وست برد اور جبر وتعدی سے اوسکا سر نہ جہکا۔

از صفحہ ۱۱۵

سری کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بہروسہ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتہہ ہی وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیے۔ لہذا قدرت کاملہ یعنے عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیے۔ خدا نہ سہی تو خدا کی شکل کا ظہور ہی سہی۔

اب دیکہنا چاہیے کہ بودہ نے اس شمع کو روشن کرنے کے لئے کیا کیا۔ سری کرشن نے فرمایا تھا "خدا پر بہروسہ کرو" صرف یہی ایسا ذریعہ ہے جس سے تمہارا دل فنا ہوسکتا ہے۔ مگر انسان اسکی تعمیل مین مجبور ہے بلکہ اونکے لئے یہ ایک ناممکن امر تہا۔ اسلئے بودہ کو خیال ہوا کہ خدا کی جگہہ اگر کوئی اور شئے قایم کی جائے تو بہتر ہوگا۔ لہذا اونہون نے فرمایا۔ اپنے آپ پر بہروسہ کرو۔ کیا یہی اتحاد ہے بودہ کو دہریہ کہنے کا سبب ہمکو اچہی طرح معلوم ہوسکتا ہے وجہہ یہہ ہے کہ بودہ کا درجہ حاصل ہونے کے بعد گوتم نے پہر کبہی خدا کا نام نہ لیا اور بودہون کو کل دیوتاؤن کے خدا پر فضیلت دی۔ جو خدا وہ خود تہا اوسکا ذکر کیون کرتے۔

مگر اونہون نے بودہ کے وجود سے کبہی انکار نہین کیا نہ کبہی یہہ کہا کہ بودہ مثل دیگر انسانون اور دیوتاؤن کے ہے۔

اونہون نے خدا کا نام بودہ رکہا تہا جو وہ خود تھے۔ کیا یہ امر ممکن ہے کہ خدا کا

اوتار اپنے آپ کو خدا سے جدا سمجھے۔
سری کرشن نے اپنی تعلیمات مین اپنے آپ کو خدا کہا تہا۔
اونہون نے بہی کبہی دوسرے خدا کا نام نہین لیا جب اونہین خدا کا لفظ کسی جگہہ کہنا ہوتا تہا تو وہ اوس جگہہ واحد متکلم کی ضمیر بولتے تھے۔

از صفحہ ۱۹۵

بودہ مذہب نے آریہ مذہب کی عبادات کو ڈہا دیا۔ بودہ کی پیدایش سے بہت پہلے سری کرشن کی تعلیمات فراموش ہو چکی تہین۔ اور سیدہے سادے مذہب کی جگہہ دنیا مین بیہودہ فلسفے اور ادق الٓہیات رائج ہو چکے تھے۔ پس مذہب کی گئی ہوئی سادگی کو ازسرنو پیدا کرنے اور مذہبی شمع کی مدہم روشنی تیز کر کے اصول دینی کی تشریح کرنے کے لئے بودہ کا اوتار ہوا مگر افسوس انکے مذہب کا بہی وہی حشر ہوا۔ زمانہ کی رفتار نے اسے بہی گرداب انحطاط مین ڈال دیا اور مرشدانہ تعصب۔ جاہلانہ بدعت کا طوفان اسے بہا لے گیا۔
بودہ کی وفات کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اندر ہند کے یہ حالت ہو گئی کہ نہ سری کرشن کا مذہب باقی رہا نہ بودہ کا۔
ہندؤون کی تعصبون اور بدعتون نے سر اوٹہایا بودہ مذہب کی عظمت و شان نے اونکو نیچا دکہایا۔ اودہر ہزارون صورتون مین خدا کا ظہور دکہایا گیا۔ ادہر مطلق اوس کا خیال بہلا یا گیا ادہر ہمہ اوست کا مسئلہ ذہن مین آیا۔ ادہر وہم پہر دلون مین سمایا۔ غرض اس حیص بیص مین مذہب کی سادگی ہاتہہ سے جاتی رہی۔

انتخاب از رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء

از صفحہ ۲۲۲ - سناتن ہندو دہرم مین یہہ ایک عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کی اور کسی مذہب مین نہین ہے کہ یہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔ دنیا کے اور جسقدر مذاہب ہین کسی نہ کسی پیغمبر یا اولیا کے نام سے مشہور ہین۔ کوئی کسیکو اپنے مذہب کا بانی یا رہبر خیال کرتا ہے کوئی کسیکو ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن سناتن دہرم ہے کہ کسی کے نام کے ساتھہ اسکو تعلق نہین اور نہ کسی کا چلا یا ہوا یہہ ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے بڑے عالی وقار اوتار اور پیغمبر اس مذہب مین ہوئے ہین جنکی از حد تعظیم اس مذہب مین کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اس مذہب کے بانی نہین قرار دیے جاتے۔ بلکہ یہہ مذہب ابدی اور ازلی ہے اور جسقدر اوتار ہندوؤن مین مانے جاتے ہین انمین سے کسی ایک کا بھی یہ دعوی نہین ہے اور نہ ہندوؤن کا یہ عقیدہ ہے کہ ان مین سے کوئی سناتن دہرم کا بانی مبانی ہوا ہے اور اس سے پہلے سناتن دہرم نہین تھا ہندوؤن مین شری رامچندر جی مہاراج سری کرشن چندر پرماتما وغیرہ کے نام بڑی توقیر اور ادب کے ساتھہ لئے جاتے ہین اور یہ پرماتما کے اوتار تسلیم کئے جاتے ہین۔ لیکن یہ سناتن دہرم ان مین سے بھی کسی ایک کی نام پر مشہور نہین ہے۔ کوئی ہندو یہہ نہین کہے گا کہ یہ اوتار سناتن دہرم کے بانی ہوئے ہین۔ اور ان اوتارون کے ہویدا ہونے سے پہلے سناتن دہرم نہین تھا بلکہ ہندوؤن کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ تمام اوتار وغیرہ دہرم کی رکشا کرنے کے لئے دیگر مذاہب کے لوگ ہندوون پر الزام دیتے ہین کہ وہ ۳۳ کرڑ دیوتاؤن کو

پوجنے والے ہین لیکن انکو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ باوجود تیس کروڑ یا پینتالیس کروڑ دیوتا تو انکو وہ ایسی کسی ایک کے نام پر اپنے دہرم کو چلایا ہوا نہین مانتے بلکہ اس دہرم کی بنیاد اوس پرماتما وحدہ لاشریک پر سمجہتے ہین کہ جس کے آگے۔ یہ ۳۳ کروڑ دیوتا ادنی چاکرون کی حیثیت رکھتے ہین۔

از صفحہ ۲۲۶

دہرم کی دس صفات ہین جہان یہہ دس صفات پائے جاوین وہان سمجہو کہ دہرم موجود ہے۔ اول دہرتی۔ یعنے استقلال۔ دوم کشما یعنے دوسرے کی خطا کو بخش دینا۔ اور خود طاقتور ہوکر بہی اپنی زیر سایون یا ماتحتون پر ظلم نہ کرنا۔ سوم دم یعنے اپنے دل کو بہٹکنے نہ دینا۔ چہارم استی یہ یعنی چوری نہ کرنا۔ پنجم شوچ یعنے پاکیزگی۔ ششم اندریہ نگرہ یعنے تمام اندریون حواس خمسہ کو اپنے قابو مین رکہنا۔ ہفتم دہی یعنے تمیز عقلی ہشتم ودیا یعنے علمیت۔ نہم ستیہ یعنے راستبازی اور دہم اکرودہ یعنے غیض وغضب مین نہ آجانا۔ یہ دس دہرم کے لکشن ہین۔

پس اے حاضرین جلسہ آپ خود انصاف کرسکتے ہین کہ کس طرح صفائی اور انصاف کے ساتہہ دہرم کی تشریح کی گئی ہے کہ جس مین کسی مذہب کو انکار نہین ہوسکتا اسمین نہ کسی مذہب کی رعایت ہے نہ مخالفت بلکہ صاف سیدہا راستہ بتایا گیا ہے کہ جہان ان صفات کے مجموعہ کو دیکہو وہان سمجہہ لو کہ دہرم موجود ہے اس بات کی پروا نکرو کہ یہہ مجموعہ رکہنے والا کس مذہب مین پیدا ہوا اور کسی مذہب پر ایمان لایا یا نہین لایا۔

اور ایک خاص خوبی اس دہرم مین یہہ ہے کہ اعلے سے اعلے ودوان یعنے فاضل اعلے سے اعلے امیر کبیر اور مورکہہ سے مورکہہ ان پڑہ اور غریب سے غریب

گر اسب کے لیئے اُپکار کرکے نجات کا راستہ بتایا ہے اسی خیال سے اسمین تین طرح
کے راستے قایم کیئے گئے ہین - اول بھگتی یعنے محبت صادق جیسے اعتقاد بہی کہسکتے
ہین - دوم - اُپاسنا یعنے پرستش اور عبادت سوم گیان یعنے حقیقت پر پہونچ
جانا اگرچہ تینون کا مدعا ایک ہی ہے اور باریک معنون مین جاکر تینون ایک ہی
ہین لیکن ظاہرا طور پر یہہ راستے الگ الگ مختلف قسم کے لوگون کے لیئے رکھے
گئے ہین کہ کوئی اس انمول رتن یعنے آخرت کے سدہارنے سے محروم نہ رہجاوے
اگر کوئی شخص عالم فاضل نہین ہے اور ان پڑہ ہے اور دولت بہی ندار دہے
لیکن خدا کا متلاشی ہے اُس کے لیئے بھگتی مارگ سب سے آسان طریقہ ہے
اسکے لیئے یہ قید نہین ہے کہ پہلے وہ تمام شاسترون اور مذہبی کتب کو پڑہ لے پھر اسکو
کچھہ حاصل ہوگا اسمین تو اوسکی تمام عمر ہی صرف ہوجایگی اور حصول نجات کا علاج
کب کریگا - ایسے لوگون کے لیئے بھگتی کا راستہ قایم کیا ہے - کیا معنی کہ اس
خداوند تعالیٰ کی یاد مین محو ہوجاوین اور اس محبت مین ایسی لین ہوجاوین کہ اُنکو
ہمیشہ وُہی اپنے پاس معلوم ہو - اگر بغیر کچھہ حاصل کیئے بہی وہ اعلیٰ درجہ کی بھگتی کر
ساتھہ مالا یا تسبیح ہاتھہ مین لیکر رام نام کا یا معبود حقیقی کے کسی نام جَپ کرتے ہین
اور اسطرح خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور اس خیال کی محویت مین کسی گناہ کا
خیال اونکے دل مین پیدا نہین ہوتا تو گویا یہی سہل راستہ انکے لیئے وہ نیک نتیجہ
پیدا کرنے والا ہے جو اعلے سے اعلے لایق اور فاضل اور امیر کو حاصل ہوسکتا ہے -
ایسی حالت مین کچھہ ضرورت انکے لیئے نہین رہی کہ وہ پہلے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم مین
صرف کرین یا دولت کمانے کی فکر مین سرگردان ہون - ایسے دوسرے درجے کے

لوگون کے لئے اُپاسنا یعنے پرستش اور کرم کانڈ کا طریق ہے جس مین ہر ایک قسم کے پوجن ہون۔ دان خیرات وغیرہ وغیرہ سب شامل ہے اور اعلیٰ ترین درجہ کے عالمان کے لئے گیان کانڈ یعنے علم حقیقی موجود ہے جس نے پایان سمندر کی تہا کا نگا تک جس جس قدر وہ زیادہ عالم اور فاضل باتون کے سمجھنے کے لئے قابل ہونگے ویسا ویسا ہی وہ اس گیان مارگ کو حاصل کرینگے۔ گیان کا درجہ اوسوقت حاصل ہونا سمجھا جاتا ہے جب انسان کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ریاضت اور مشاہدہ سے یہہ محسوس ہونے لگے کہ اس مین اور کسی غیر مین کچھہ فرق نہین ہے اگر وہ کسی سے برائی کرتا ہی تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے اور کسی سے نیکی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے۔ اس بھگتی اُپاسنا کرم اور گیان کانڈ کی بہت بڑی بھاری اور نہایت دلچسپ تشریح ہماری شاسترون مین موجود ہے اور بڑے بڑے مفصل گرنتھہ اس دلچسپ تقسیم پر موجود ہین ایسے مفصل اور عظیم مضمون کا مین ایک شمہ بھی بوجہہ طوالت اور اپنی ہیچمدانی کے اسوقت بیان نہین کرسکتا۔ یہہ اس قسم کی تقسیم بھی جہانتک میرا خیال ہے دیگر مذاہب مین نہین پائی جاتی اور ہر ایک کو ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی طریق کے عمل پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چاہے اسکی سمجھہ مین آوے یا نہ آوے۔

ہشتم اس سناتن دہرم مین نشکام اُپاسنا کا وہ مسئلہ ہے کہ جو اور کسی مذہب مین پایا نہین جاتا نشکام اُپاسنا کے معنے ہین وہ پرستش جو کسی فائدہ کی خواہش سے نہ کی جاوے اور اوسکا اجر حاصل کرنے کی آرزو بھی دل مین پیدا نہو۔ دیگر مذاہب کی انتہائی خیال ہے کہ خدا کی بندگی کرو دولت ملیگی حشمت ملیگی۔ بہشت ملیگی حورین ملین گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سناتن دہرم اس قسم کی خواہش کو دل مین رکھکر جو

اُپاسنا یعنی پرستش کیجاوے اسکو ادنے درجہ دیا گیا ہے۔ سناتن دہرم مین
ہدایت ہے کہ جو بندگی یا پرستش کرو اوسکا اجر پانے کے خیال کو دل سے نکال ڈالو
اگر اجر پانے کی خواہش رہے گی تو بیشک بہشت یا سورگ وغیرہ تو ضرور حاصل
ہوگا لیکن نجات کے سامنے یہہ بات نہایت ادنے تعلیم کی ہے جب تک خواہش
اجر پانے کی رہتی ہے تب تک خدا کا اصلی دیدار حاصل نہو گا یہہ بڑا اعلیٰ درجہ کا
اڈیل سناتن دہرم مین ہے جو یہ سکہاتا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرو اوس کے
اجر کے امیدوار نہ رہکر اوس کا پہل بہی اوسی رب العالمین کی بارگاہ مین ارپن کرو
جیساکہ کسی نیک کام کے انجام کے لئے کیا کرتے ہین۔ خدا کے ساتہہ تجارت کے
اصول پر پرستش نہ کرو کہ ہم اوسکے عبادت کرتے ہین اسلئے وہ ہمین فلان راحت
دیوے۔ سناتن دہرم کے اعلیٰ اصول کے مطابق یہہ عبادت نہین ہے بلکہ تجارت
ہے کہ کچہہ چیز دینا اور اوسکا معاوضہ کوئی اوس سے زیادہ قیمت کی چیز کی خواہش
رکہنا سچی عبادت وہی ہے اور سچی خدمت وہی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے
کی جاوے اگر معاوضہ کی خواہش دل مین بنی رہی تو سچی خدمت کیسی ہوسکتی ہی
عام دنیاوی نظر سے بہی دیکہا جاوے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی قابل قدر
خدمت وہی شمار ہوتی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے کی جاوے۔ ایسی صورت
مین مالک کو خود فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیا معاوضہ دیوے اگر کوئی معاوضہ
دیا جاوے اگر اوس کے لینے سے بہی خادم انکار کا اصرار کرے تو لاچار مخدوم
خادم کو خاص اپنا ہی بنا لیتا ہے اور جب خادم مخدوم کے ساتہہ ایک ہو گیا
تو پہر اوسکو کس امر کی پرواہ رہی۔ اس نشکام اُپاسنا یعنے عبادت بلا خیال

معاوضہ کا اپدیش اور کسی مذہب مین اسطرح پر نہین ہے جیسا کہ سناتن دہرم مین ہے اور اس اوپدیش کو ایسی وضاحت کے ساتھہ لکھا ہے کہ جسکی خوبصورتی کے ساتھہ کسی اور مذہب کا بیان برابری نہین کرسکتا۔ اس نشکام اُپاسنا کا حال سننے کا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو وہ سناتن دہرم کے کسی ودوان پنڈت سے جاکر سننے۔ اس مختصر وقت مین کہان تک بیان ہو سکتا ہے۔ مین فقط مختصر روایت سناکر اس مد کو ختم کرتا ہون۔

سری رامائن مین کہتا ہے کہ جب سری رام چندر جی کو بن باس ہوا اور وہ جنگل مین جانے کے لئے ندی کے کنارہ پر آئے تو ملاح نے بڑی بھگتی اور انکساری سے کشتی بڑہا کر انکو پار کیا جب دوسرے کنارہ پر سری رامچندر جی جا اُترے تو ملاح کو سری سیتا ماتا کی انگوٹھی اتار کر دینے لگے اور کہنے لگے کہ اگرچہ یہہ معاوضہ تھوڑا ہے لیکن ہمارے پاس اسوقت کیا ہے جو دیکین۔ ملاح نے ہاتھہ باندہکر کہا کہ رہنے دیجئے بھگوان رہنے مہاراج۔ مین نے تجارت کے خیال سے آپکی سیوا نہین کی تجارت کرنی یعنی معاوضہ چاہنی کی اور بہت سی جگہین ہین مینے تو آپکے ساتھہ کوئی بیاپار نہین کیا کہ آپسے معاوضہ چاہون مین نے تو جو کچھہ کیا ہے نشکام سیوا کی ہے اگرچہ کوئی معاوضہ آپ اسکا دینا چاہتے ہین اور تجارت کرنا چاہتے ہین تو اسطرح کرین جسطرح کہ مین نے آپ کو اس ندی کے پار اُتارا ہے اسیطرح آپ مجھکو اس سنسار روپی سمندر یعنی بھوساگر سے صحیح سالم پار اُتار دیجئے۔

نہم۔ ایک خاص مذہب کا یہہ دعویٰ ہے کہ انکے یہان جو یہہ قول ہے کہ دوسرے کے ساتھہ ایسا سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمہارے ساتھہ کرے۔ یہہ گولڈن رول

یعنی آب زر سے لکھنے کے قابل قاعدہ یا اصول دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے اور یہہ خاص ایک ہی مذہب کی میراث ہے اور انکی رہی خداوند نے اوسکو مذہبی یا آسمانی کتاب مین بیان کیا ہے۔ مین جرأت کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ مذہب ہذا کے پیروان کو سناتن دہرم کا کچھہ بہی حال معلوم نہین ہے نہ اونہون نے اس معاملہ مین کبہی تحقیقات کی تکلیف گوارا کی ہے ورنہ اونکو ثابت ہو جاتا کہ اس قسم کے سنہری اصول بلکہ اس سے بڑہ کر ہیرون اور جواہرات مین جڑے جانے کے قابل اصول سناتن دہرم مین بہت سے ہین اور اتنی تحقیقات مختلف صفات کے متعلق کی گئی ہے کہ ابہی اوس تک پہونچنے کے لئے ایک بڑی محنت اور مطالعہ درکار ہوگا باوجود یورپین۔ امریکن اور کرسچین ہونے کے جن اصحاب انصاف پسند نے اس سناتن دہرم کے مطالعہ مین اپنا وقت صرف کیا ہے وہ تسلیم کرتے ہین کہ سب سے اول یہہ اصول جسپر مذہب عیسوی کو ناز ہے سناتن دہرم ہی کے لٹریچر مین پایا جاتا ہے اور اسکے بعد دیگر مذہب مین منتقل ہوا۔

سنسکرت شاسترون مین لکھا ہے یعنے سب دہرمون کا خلاصہ یہہ ہے اسکو سنکر ہمیشہ دل مین قایم رکھو کہ تم کو اورون کے ساتہہ وہ کام نہین کرنا چاہئے جو تم کو خود اپنی نسبت برا معلوم ہوتا ہے۔

مہابہارت مین لکھا ہے کہ اصل دیکہنے والا یعنے آنکہین رکہنے والا جو اپنے موافق اورون کو دیکہتا ہے جو شخص سکہہ اور دکہہ کے متعلق غیرون کو ویسا سلوک دوسرے کے ساتہہ نہین کرنا چاہئے۔ وہی لوگی ہے پہر لکہا ہے۔

آدمی کو چاہیے کہ اگر دشمن بہی اپنے گہر آجاوے تو اوسکی خاطر تواضع کرے جیسے درخت اوس شخص کو بہی جو اوسے کاٹنا چاہتا ہے اپنے سایہ سے محروم نہین کرتا۔ غرض کہ ایسے سیکڑون اقوال سناتن دہرم کی پستکون مین ملینگے جنسے مندرجہ بالا گولڈن رول۔ (جسپر غیر مذہب کو ناز ہے کہ فقط انکے مذہب مین پایا جاتا ہے) سے بڑہکر تعلیم پائی جاتی ہے۔

پس یہہ کسیطرح سے ممکن نہین ہے کہ اس سناتن دہرم سے فضیلت مین بڑہکر کوئی اور دہرم دنیا کے پردہ پر مل سکے۔

دُہم۔ یہہ خاص فضیلت اسی دہرم مین موجود پائی جاتی ہے کہ جس صورت مین دیگر مذاہب کو سائنس اور علمی ترقی سے خوف ہے سناتن دہرم کو اسکی ترقی مین خوشی ہے۔ خلاف اس کے سناتن دہرم کو اگر خوف ہی تو جہالت اور تاریکی سے ہے۔

انتخاب متعلق مذہب قدیم آریا

از کتاب رومیش چندردت باب چہارم صفحہ ۲۶

ہندو مذہب اگلے زمانے یعنے وید کے زمانہ مین صرف قدرت کے مظاہر کی پرستش تہی جس کی انتہا خالق قدرت تک پہونچتی تہی۔

رگ وید مین بیشتر نظم قدرتی مناظر کی مدح مین ہین۔ اور یہی دیوتا اونکی مرادات کے مرجع تہے۔

ا۔ اندر بارش کا دیوتا۔

۲ - درونا انصاف کا دیوتا۔

۳ - پوشن وشنو سورج کا دیوتا یا آسمان کا دیوتا

۴ - اگنی آتش کا دیوتا۔

۵ - وایو۔ ہوا۔ طوفان کا دیوتا۔

۶ - یاما - یامی - صبح شام کا دیوتا -

۷ - سرسوتی - دریا کا دیوتا -

ان دیوتاؤن کی الگ الگ پرستش ہوتی تھی - اور بعض نازون مین رگ وید کی یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ یہہ سب دیوتا خدائے بزرگ کے قدرت کے آثار ہین -

۱ - خدائے واحد نے جب اپنی خدائی پر نظر ڈالی تو اوسکے عکس سے آسمان و زمین پانی کی شکل مین نمودار ہوے اور جب دور تک یہہ چیزین پہیل گئین تو اونکی حدین قایم ہوئین -

۲ - خالق کائنات سب سے بڑا ہے - اوس نے سب کو پیدا کیا - اور سب کو تہامے ہوے ہے - وہ سب سے برتر ہے اور سب کو دیکہتا ہے وہ ساتون رشی کی جگہہ سے بہی پرے ہے -

۳ - اوسی نے سب کو حیات بخشی - وہی سب کا خالق ہے - وہ کائنات سے واقف ہے - وہ ایک ہے - اگرچہ اوس مین بہت سے دیوتاؤن کے نام داخل ہین - تمام ذی روح اوسکے جاننے کی خواہش رکہتے ہین - (رگ وید - وس - ۸۲)

از صفحہ ۱۵۳ - ہم نے دوسری جگہہ یہہ ظاہر کیا ہے کہ جس زمانہ مین بودہ مذہب

پھیلتا جاتا تھا اوس وقت ہندو مذہب مین بھی ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تھا
آخر زمانہ کے بودہ مذہب کو دیکھکر ہندون نے اوس مذہب کی بت پرستی اپنے
ہان داخل کرلی تھی - یہہ بت پرستی قدیمی زمانہ مین نہ تھی - بودہ مذہب کی دیکھا
دیکھی ہندون نے کثرت سے شوالہ بنائے - قدیم زمانہ مین ان لوگون مین
شوالہ نہ تھے - ہندون کے تیوہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تھے - تیرتھ جاترا
کا دستور جو خاص کر بودہ مذہب مین بادشاہ اسوکہا کے زمانہ سے جاری تھا
ہندون نے اوسکو اختیار کرلیا - اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے اور لاکھون
مرد اور عورتین ہر سال وہان جاتی تھین تثلیث بودہ مذہب کی ہندون نے بھی اپنے یہان
تثلیث داخل کرلی تھی اور برہما بشنو شب کی پوجا کرنے لگے - اور قدیم زمانہ کے ہندو
مذہب مین تغیر عظیم پیدا ہوگیا - اسلیئے ضرور ہوا کہ وید کے زمانہ کے ہندو مذہب اور مابعد کے
زمانہ کے پران کے مذہب مین جو فرق پیدا ہوگیا وہ ظاہر کیا جاوے - ان دونون طریقون کے
اصول مین کم اختلاف ہوا دونون مین خدا کا وجود مسلم تھا اور دونون مین یہ روایت تھی
کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور بالآخر اوسی مین معدوم ہوجائیگی - دونون
جزا اور سزا کو تسلیم کرتے تھے - اس قسم کے اصول کی پابندی صرف پنڈتون مین تھی - اور
عام لوگ پابند ظاہری رسومات کے تھے -

وید کے زمانہ کے ہندو قدرتی ظہور کی پرستش کرتے تھے - اندر - ورنا - اگنی - سوریا وغیرہ معبود تھے
اور پران والے ہندو - برہما بشنو شیو کی پرستش کرتے تھے وید کے زمانہ کے ہندو اپنے گھر مین
قربانیان کرتے تھے اور پرانے عہد کے ہندو بتون کی پرستش شوالون مین کرتے تھے اور جاترا کو
جاتے تھے - اس انقلاب کے پیدا ہوجانے سے بودہ مذہب کو ہندو مذہب نے دبالیا -

اس نئے ہندو مذہب کی بنیاد اٹھارہ پران ہین جو بکرماجیت کی عہد سے اسلام کے عہد تک تصنیف ہوتی رہے

بودہ مذہب کی ابتدائی فروغ کا باعث یہ ہوا کہ آریا قوم کے لوگ سدرون کی میل جول سے بچتی رہتی تھے اور بودہ مین ذات کی پابندی کچھ نہ تھی اور عوام الناس کی طبیعت کے موافق بت پرستی۔ جاترا۔ اور معابد۔ اور میلہ دہوم دہام سے جاری ہوگئی تھی اسلیے بودہ مذہب ہند کا عام مذہب ہوگیا اور جب آریا قوم نے بودہ کی مراسم بت پرستی۔ جاترا۔ شوالہ بنانے اور میلہ قایم کرکی اپنی یہان داخل کر لئے تو بودہ مذہب کا زوال ہوگیا۔ پرانون اور نئے دہرم شاستر ونکو مرکز قرار دینے کی لئے ویدکو رشیون کے نام سے منسوب کردیا۔ نوٹ صفحہ ۱۵۷۔

نمبر ۵
میکسیکو

ازٹیک قوم جسنے میکسیکو فتح کیا ان میں خیال تھا کہ کوئی مالک تمام عالم کا ہے وہ اپنی نماز اسکی طرف مخاطب ہوکر پڑہتے تھے اور اسکو حاضر ناظر غیر محسوس سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتی تھی کہ وہ اکیلا ہے اور پاک ہے اور اسکے زیر سایہ ہم سب آسایش سے رہتے ہین ان لوگونمین اور بہی کثرت سے معبود تھے جنکی حکومت عناصر اور موسم پر تھی اور انکا افسر ہر ایک میکسیکو کا تہا۔ ۲۸۔ تہوارون کی اس قوم مین کثرت تھی اور انسانکی قربانی بہی جاری تھی ۲۷ جسوقت اہل اسپین اس ملک مین آئی تو اس قوم کی کتابونسے تمام ملک معمور تہا۔ اس قوم کی نقاشی اور دستکاری دیکھکر فاتح کو مسرت ہوئی تھی پہلا آرچ بشپ میکسیکو دان جوان ڈی زرگا ہوا وسنے مثل عمر کی اپنا نام باقی رکہا کہ سب نقاشی اور کتابین جابجا سے جمع کرکی ایک انبار بنایا اور سب کو جلا کر خاک کردیا ہم تمام قومین اور سب برداشت کرسکتی ہین مگر اپنے مذہب کی دست اندازی

کی تحمل نہین ہوتی ہین۔ اہل اسپین نے ستم کی ظلم اونپر کیے۔ اونکی بادشاہ کو گلیونمین کہچ پہری۔ اونکی وزرا کو بیرحمی سے قتل کیا
اور اونکی عبادت گاہونکی بربادی نے اونکی دلپر بڑا اثر کیا اور پہر بغاوت کے سامان ہوے۔ ۲۰۴ ۔ اس قوم مین
نجوم کی بہت پابندی تہی جیسا کہ ایشیا کے اقوام مین تہی (۵۸)

انتخاب از تاریخ تہذیب انسان مصنفہ ریزل جلد ۲ مختلف صفحات از ۱۴۹ لغایت ۱۵۹

سوائے اسکیمو۔ اتہابسکاس۔ کے باقی سب اہل امریکا سورج کی پرستش کرتی تہی جہان کاشتکاری نہتی
وہان پہ پرستش نہتی۔ اور بعض سورج سے اپنا نسب قایم کرتی تہی۔ اہل یورپ کے آنے سے قبل شمالی امریکا
کی قومین دایما سورج کی تعظیم کی وجہ سے آگ روشن رکہتی تہین۔ بڑے طوفان کا قصہ بہی امریکہ والونمین
رایج ہے۔ وہ قصہ اسطرح سے ہے کہ ایک اوڈبل جسکو کردگار کہتے ہین اپنی بہن کے پاس کہڑا ہوا تہا
طوفان کے وقت اوسکی بہن اوس سے جدا ہو گئی اور ایک پہاڑ پر چڑہ گئی تا کہ
وہان سے اوس کہمبہ کو تہامے رہے جسپر زمین ٹکی ہوئی ہے۔ اور بعض قومین بہائی بہن کے جدا ہونیکا
قصہ اسطرح ذکر کرتی ہین کہ بہن نے وہ گہاس کہالی جو منع تہی اور وہ کہاتے ہی برہنہ ہو گئی
اور بہاگ گئی۔

اہل امریکہ کے اقوال کے موجب طوفان کے قصہ کی باتین سب پوری ہوئین۔ عقابون نے بادل دیکہکر
طوفان کی آمد کی خبر دی۔ فاختہ نے اول خالی زمین کا پتہ لگایا۔ ایک جگہہ انسان کا جوڑا پہاڑ پر بچ گیا۔ ایک
امریکن نے متنبہ ہو کر جہاز بنایا اور وہ سب بیاوس کا مورث بنگیا۔ بیاوس کہتے ہین کہ پیغمبر جو بچ گیا تہا
وہ ہمارا جد تہا۔

طوفان کا قصہ النکانکن تا ہورن سے کورگ کا سب سے بڑا لاہے۔ یہہ طوفان سزا کے طور پر تہا بوجہہ اسکے سانپ کے
بادشاہ کو قتل کیا تہا۔

اس کی قوم مین مشہور ہے کہ چار قسم کی بربادی انسان کی ہوئی۔ پانی۔ آگ۔ طوفان۔ قحط۔

نمبر ۴

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب موجودہ کی کتابون کی کیفیت

قدیم مذاہب دنیا کے جنکا سلسلہ اب باقی نہین رہا اونکی کتابین تو کلیتاً ضائع ہوگئین اونکی خدا پرستی اور بت پرستی کے کچھ کچھ کتبہ کھنڈروں سے ملے ہین جن سے اونکے مذہب کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ مذاہب کی کتب سماوی بہ استثناء اہل اسلام کہ جو سب سے آخری مذہب اہل کتاب کا ہے دست برد زمانہ سے سب پامال ہوتی رہی ہین جو نسخے اب موجود ہین وہ مختلف زبانون مین ترجمہ ہونیکی وجہ سے کچھ کے کچھ ہوگئے ہین۔

مذہب اہل کتاب کا سلسلہ یہ ہے۔

۱۔ یہودی۔ توریت۔

۲۔ زردشتی۔ ژندواوستا۔

۳۔ عیسائی۔ انجیل۔

۴۔ مسلمان۔ قرآن۔

اسلامی مورخ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے بارہ ۱۲سو برس پہلے قرار دیتے ہین اور یورپین مورخ تیرہ سو اور پندرہ سو برس پہلے بتاتے ہین اور توریت موجودہ کی بابت کہتے ہین کہ ۳۹۸ برس قبل عیسیٰؑ کے عزیر پیغمبر نے از سر نو ترتیب دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب عذرا نبی باب ۲ آیہ ۱۴ ۔) اوسنے پانچ دوسرے اشخاص کے ساتھ ملکر

توریت کی پہلی پانچ کتابون کو چالیس روز کے اندر لکہا - وہ کہتا ہی کہ جب یہودی بابل مین قید تھے تو اونکی مقدس کتابین جلادی گئین - اسکے بعد عذرا نے توریت کے لکھے جانے کی مفصل کیفیت بیان کی ہے - (معرکہ مذہب و علم مصنفہ ڈریپر صفحہ ۱۴۰ -)

زردشتی مذہب کی کتاب ژند واوستا سکندر نے جب اصطخر مین آگ لگائی اوسوقت جلگئی اور سنہ ۲۲۶ء مین اردشیر نے از سر نو مرتب کرایا - زردشت کا زمانہ اب محققین نے سات سو برس قبل عیسیٰؑ کے دریافت کیا ہی - اس حساب سے نو سو برس بعد زردشت کی یہ کتاب مرتب ہوئی عیسائی مذہب کی اصل کتاب توریت ہی اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریون نے اونکی وفات کے بعد انجیل اونکے حالات کے متعلق بنائی - فارلانگ نے انجیل موجودہ کا زمانہ سنہ ۱۸۵ء ظاہر کیا ہی مذہب اہل کتاب مین صرف اسلام کو یہ فخر حاصل ہی کہ اوسکی کتاب اپنی اصلی حالت مین اسوقت تک ہے -

اسکے محفوظ رہنے کا اصلی سبب یہ ہی کہ یہ کتاب تیئیس سال کے عرصہ مین تہوڑا تہوڑا کر کے نازل ہوئی اور جو حصہ نازل ہوتا تہا تو بعد اختتام وحی اوسیوقت سنا دیا جاتا تہا اور وہ حفظ کیا جاتا تہا وحی کی کیفیت پیدا ہونیکے وقت مسلمانونکا ہجوم ہو جاتا تہا اور سبکو اوسکے سننے کا شوق ہوتا تہا وہ اوسیوقت سنکر حفظ کر لیتے تہے اور ہر مسلمان اوسکو دریافت کرتا تہا پھر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تہے اور خود حضرت سے تصدیق کرتے تہے اور غیر مسلمانونکے سنانے مین وہ اچھی طرح سے یاد رکھتے تہے چونکہ قوم جاہل تہی اسلئے قوت حافظہ بڑھی ہوئی تہی - تہوڑے عرصہ بعد کاتب وحی مقرر ہونے لگے اور اسطرح ضبط تحریر مین آگیا حضرت کی وفات کے بعد دوسرے سال قرآن بہیئت خلیفہ اول کے عہد مین مرتب ہو گیا تہا خلیفہ ثالث کے عہد مین بوجہ اختلاف قرأت پھر لکھا گیا موجودہ قرآن خلیفہ ثالث کے عہد کا ہی مسلمان

قرآن کو عربی زبان مین پڑہنا اور حفظ کرنا باعث ثواب سمجہتے ہو اسلئے ترجمہ قرآن کے بجائے قرآن کے مستعمل نہین ہوئی اور اسوجہہ سے اختلاف متنون مین نہین ہوا صرف ہندوستان مین دو ڈہائی سو برس سے ترجمہ حائل المتن کا رواج ہوا ہے۔

آریہ اور بودہ۔ دو بڑے مذہب موجودہ باقی رہے ہے۔

آریہ اپنی کتاب وید کی بابت یہہ ادعا نہین کرتے کہ کسی ایک بزرگ کے زمانہ مین یہہ مرتب ہوئی

مختلف رشیون نے وید کی نظم بنائی اور وہ بذریعہ حفظ یاد رہی۔ اوس کے چار حصون پر تقسیم ہونے کی وجہہ یہ ہے۔

کل نظم کو رگ وید کہتے ہین۔ اور تفریق کی یہ وجہہ ہوئی۔

اول جو نظم قربانی کے وقت پڑہتے تھے اونکو یکجا کرکے رگ وید کہنے لگے۔

دویم وہ نظم جو راگ مین گائی جاتی تہی اوسے سام وید موسوم کیا سویم جو خاص پوجاری کے قربانیون کے متعلق تھے اونکا نام یاجر وید رکہا۔

چہارم سب سے آخر اتہر وید ہے جو بعد کو تصنیف ہوا ہے۔

تفسیر وید

یہہ بہت کثرت سے ہین اور اونکو برہمنا کہتے ہین۔ اور اسی دور مین رامائن مہابہارت تصنیف ہوئی ہین۔

ویدانت

اور انہین ویدون سے ایک عجیب و غریب بحث استخراج کرکے۔ آتما پرم آتما (روح شخصی (نفس کائنات) کی تعریف اور تشریح شروع کی اور فلسفہ روحانیات کی

بنیا دپڑی - اسکانام اوپنشدرکہا اور اسی کے مقابل سانکہیہ کا فلسفہ ہے جو سات سو برس قبل عیسی جاری ہوا - جو سوائے حس اور ادراک کچھہ قبول نہ کرتا تھا اور اسی بنیاد پر بودہ مذہب ہوا -

تفسیر اوپنشد

انکا نام پوران ہے اور انکی تعداد اٹھارہ ہے انکا زمانہ ۳۰۰ لغایت ۱۰۰۰ عہ ہی وہی وید کے زمانہ کے دیوتا -

(۱) اندرا - وروتا - (۲) اگنی سوریا

ایک کو خالق کر اوصاف - پیدایش - پرورش اور وفات کو برہما - وشنو شیو - قرار دیا -
ہندو علم ادب اوپنشد اور سانکہیہ فلسفہ سے دو قدیم مذہب کیطرف رجعت ہونا پایا جاتا ہو -
اوپنشد سے یزدان پرستی اور تصوف زردشتی کا تازہ ہوا جس کا سرمایہ وید مین تھا
سانکہہ فلسفی سے قدیم جینی مذہب کی تحریک ہوی اور حس اور ادراک سی باہر جانا
پسند نہ کیا اور اوسمین تقدس پیدا کیا پھر دونون بت پرستی مین آلودہ ہوے -
رگ وید کا زمانہ بقول دت ۴۰۰۰ اسے ۲۰۰۰ برس کا ہو اور فار لانگ اپنی کتاب مذہب مین
۱۲۰۰ اسے ۱۹۰۰ برس لکہتا ہو اور میکس میولر تصنیف کر زمانہ کو کہانڈا عہد کہتے ہین
اس کی مدت ہزار برس ق - ع لکھتے ہین - چونکہ سب مورخ آریہ کی متفرق ہونیکا زمانہ دو ہزار
برس ق ع لکھتے ہین - اسلئے وید کا زمانہ پندرہ سو برس ق ع قرار پانا زیادہ مناسب ہے
اور اوسکا زمانہ ضبط کتابت مین آنا ثابت نہین ہوتا - طریقہ کتابت ہند مین
چھہ سات سو برس قبل عیسیٰ کے جاری ہوا ہو - اب بدہ مذہب باقی رہا ہو اس مذہب کی
کتاب تریپٹکا ہو - یہ کتاب عہد اسوکا مین مرتب ہوی اسکا زمانہ تیسری صدی ق ع ہے -

حصہ دوم

نمبر ۵

بڑے بڑے مذاہب کی تقسیم بلحاظ عقیدت کے حصہ پر ہوسکتی ہے۔

ایشیائی مذاہب کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے - مگر عقیدت کے لحاظ سے انکی تفریق موجودہ حالت مین کرنا بہت دشوار ہے - کیونکہ ہر بڑے مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اصول مین رائین مختلف ہوجاتی ہین اور فروع بہت سے اضافہ ہوجاتے ہین اس سبب سے فرقے متعدد ہوجاتے ہین اور اعتقادات فرقون مین منتشر ہوجاتے ہین - اور اجتماع ضدین کا ہوجاتا ہے اسلئے معتقدات متحد نہین ہوسکتے - اور نہ کوئی تقسیم صحیح ہوسکتی ہے -

میکس میولر جو بڑے محقق مذاہب کے خیال کئے جاتے ہین اونہون نے مذاہب کی تین قسمین قرار دی ہین - انکی تقسیم یہہ ہے -

۱ - مذہب وحدانیت

۲ - مذہب تقابل -

۳ - مذہب تعدد معبود

اس تقسیم کے ساتھہ ہر قسم کے لئے جداگانہ تعریفات ہونے ضرور ہین تاکہ اس سے ہر ایک کا اندازہ ہوسکے محض نام رکھدینا کافی نہین ہے -

مثلاً عیسائی مذہب کے رہبر کے اقوال مین توحید نہایت صاف اور

وضاحت کے ساتھہ ہے۔ مگر بعد کو تثلیث جائز کر کے توحید کی توسیع
کی گئی ہے۔ اور ایسی توسیع دیگر مذاہب وحدانیت مین پائی نہین جاتی۔
پس کسطرحسے وحدانیت کا لفظ اون دونون پر صادق آئیگا توحید بہی ہے
اور توسیع بہی ہے۔

مذہب تقابل جسکا نام رکہا ہے اوس سے صرف ایک ہی مذہب
زردشتی مراد ہوسکتا ہے۔ اور حقیقت مین اوس مذہب مین بہی تقابل
نہین ہے۔ یزدان۔ اہرمن جنکے تقابل سے تاویل کیجاتی ہے یہ
رموز ہین اور انکے تشریح حصہ اول مین ہوچکی ہے۔ واقعی تقابل کچہہ بہی نہین ہے
اسلئے یہ تعریف کسی پر صادق نہین آسکتی۔

یہی نقص تیسری قسم تعدد معبود مین ہے۔ زردشتی مذہب مین رب النوع
معین مین جو ایک سے زائد ہین۔ اور ان رب النوع کی تعظیم وتکریم اور
عبادت ہوتی ہے۔ اور اس مذہب مین خالص وحدانیت ہے۔
تو یہہ مذہب نہ وحدانیت مین داخل ہوسکتا ہے اور نہ خارج ہوسکتا ہے۔

میرے نزدیک مذاہب کی حقیقت معلوم کرنیکے غرض سے سیدہی
سادہی تقسیم خدا پرستی اور بت پرستی کے مناسب ہے۔

نمبر ۶

خداپرستی کیا ہے۔ اور اُسکا نشو ونما کیسے ہوا۔

خداپرستی کے لفظی معنے خدا کا پوجنا یا خدا کی عبادت کرنا ہے۔ اور اصطلاحی معنے تمام نظام مذہب اہل کتاب ہے۔ مگر اس مضمون مین حقیقت خداپرستی اور نظام خداپرستی دونون پر بحث ہے اسلئے محض معنے ظاہر کرنا ٹھیک نہین ہے حقیقت خداپرستی کا انکشاف انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ اور اُسکی ظاہری صورت بھی انسان پورے طور سے یہہ نہین بتلاسکتا ہے کہ وہ انسانی معاشرت مین کب داخل ہوئے۔ کیسے داخل ہوئے۔ کیون داخل ہوئے تاہم یہہ امور ایسے ہین کہ انپر بحث کرنے سے کچھہ نہ کچھہ حقیقت پر روشنی پڑتی ہی اور خداپرستی کی ماہیت کھلتی ہے۔ اسلئے اِسنے آغاز مطلب کیا جاتا ہی۔ جب سے انسان کی تمدنی حالت کا خاکہ پڑا ہے اوسیوقت سے برابر خداپرستی انسان مین موجود ہے۔ اور جان و مال سے زیادہ عزیز رہی ہے بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ انسان جان۔ اور مال کو اُسپر فدا کرتا رہا ہے اور سب سے افضل اسکا درجہ تمدن مین رہا ہے۔ اگر کوئی انسان اسمین چون وچرا کرے اور وجوہ دریافت کرے کہ کیون جان و مال اسپر فدا کرتے ہین۔ اور کیون عزیز ہے۔ اور کیا بنائے افضلیت کا ہے۔ تو کوئی قابل اطمینان جواب عقلی نہ ملیگا۔ اور روحانی اسباب بہت ظاہر کئے جائینگے مگر زمانہ اونکو نہ قبول کریگا۔ اگر یہہ سوال کیا جائے کہ خداپرستے سے کوئی ظاہری نفع پہنچتا ہے اسکا جواب سوائی نفی کے کچھہ نہو گا۔ اگر کچھہ بتلائینگے تو یہہ بتلائینگے کہ مصیبت اور آفت مین جب انسان مبتلا ہوتا ہے

اور ظاہری اسباب نجات کے نظر نہین آتے تو اس سے دلکا سکون اور اطمینان ہوتا ہے - اگر یہہ پوچھا جائے کہ خدا پرستی کیسے انسان مین آئی - ایا حس و ادراک سے دریافت ہوئی یا کسی دوسر ذریعہ سے تو جواب یہی ہوگا کہ خدا حس و ادراک سے باہر ہے - رسول اور الہام اسکا ذریعہ ہے -
پھر رسول کی صحت کا ثبوت دریافت کیا جائے تو جواب یہی ہوگا کہ جس نے انسان کو پیدا کیا - اوسنے انسان کی ہدایت کے لئے رسول بھیجا - مگر یہہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے - یا کہ مصنوعی - اور فرضی ہے - اسکا امتیاز کیسے ہو اسکا جواب مسکت نہ ملیگا -
بالاخر جب یہہ سوال کیا جائے کہ جسکی عبادت کرتے ہو اوسکی تعریف تو بیان کرو تو آخر مذہب (اسلام) کے حوالہ سے تعریف یہ ہوگی -

واحد است - نہ بعدد
قادر است - نہ بجد روح وجان
گویا است - نہ بزبان
شنوا است - نہ بگوش
بینا است - نہ بچشم
عالم است نہ باستدلال
رازق است - نہ باحتیاج
مختار است - در ایجاد
حکیم است - در افعال

ازلی است۔ کہ ابتدا ندارد

ابدی است۔ کہ انتہا ندارد

لاشریک لہ۔ ولا ملک الا اللہ۔ موصوف است بہ صفات۔

کمال۔ منزہ از نقصان۔ جسم۔ جوہر۔ عرض۔ کل بعضے۔

نیست صورت۔ حیثیت۔ کیفیت۔ ہائے ہیئت ندارد و از اصل و فرع

منزہ است۔

بر خلق انچہ محتاج اند۔ او محتاج نیست بر ہیچ وجہ۔ بہ چیزے نماند۔ و نہ چیزے

بوے ماند۔ (فتاوای معدن العلوم)

اسکے بعد اگر یہہ سوال کیا جائے کہ یہ سب کچھہ سہی کہ۔

۱۔ تمہارے پاس پرانا ذخیرہ چلا آتا ہے اور ہر قوم مین پایا جاتا ہے

اسلئے یہ قدیم دستور قابل تسلیم ہے۔

۲۔ اور قدیم ہونیکی وجہ سے افضل بہی مان لین۔

۳۔ اور موروثی ہونیکی سبب سے یہ بزرگون کی یادگار ہے۔ اسلئے عزیز سمجہین

۴۔ اور جان سے زیادہ اس باعث قدر کرین کہ یہ بے نظیر جوہر قوم مین باقی رہی۔

۵۔ اور چونکہ یہہ موروثی دستور ہے اسلئے بیشک قابل استدلال سمجہین۔

۶۔ اور گو ظاہری نفع نہین ہے مگر یہہ نفع سب سے زیادہ ہے کہ مصیبت کیوقت

اس سے سکون اور اطمینان ہوتا ہے

۷۔ اور یہہ بہی مانا کہ جسکی تم پرستش کرتے ہو وہ لاثانی ہے۔

۸۔ یہہ تو بتلائے کہ ایسے نامعلوم قدرت کے لئے تنہا رہنا کا قول کیسے قبول کیا

اب ثبوت اسکا سنئے اور اسپر بلا تعصب غور کیجئے -

۱ - مذہب حقیقت مین ایک قانون قدرت ہے جو بنا بنایا انسان کے دل مین انسان سنے دخل کیا - اور باوصف ان مشکلات کے جو اوپر مذکور ہوئین انسان نے قبول کیا - وحشی - نیم مہذب - مہذب سب اسکے قبول کرنے والے ہین - کیا یہہ ثبوت اسکا نہین ہے کہ نوع انسانی مین اس قسم کی قبولیت کا خاص مادہ ہے اور اسلئے انسان نے قبول کیا - اور ہزارہا برس سے برابر جاری ہے -

۲ - یہہ مسلم ہے کہ مذہب ایک منقول ہے - اور تاریخ سے یہہ ثابت ہے کہ بروقت شیوع مذہب جدید کے انسان کی اخلاقی اور روحانی حالت خراب رہی ہے - اور مذہب کا شایع کرنیوالا شخص واحد ہوا ہے تو ایسی حالت مخالفت مین وہ جماعت کے سامنے کھڑا ہوا اور سعی کرتا رہا بالآخر اوسکا قول جماعت نے قبول کیا تو ایسے شخص مین کیا ایک خاص مادہ کا وجود نہ تسلیم کیا جائے گا -

۳ - مذہب کے رہنماؤن کی زندگی کے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی خاص کام کے لئے پیدا ہوئے تھے اور تمام عمر یہی ایک کام کیا اس سبب سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ انمین خاص مادہ مذہبی تھا -

۴ - صداقت جب پاک دل سے نکلتی ہے وہ ضرور مخالفون کے دلون کو نرم کرتی ہے اور مقبول ہوتی ہے -

۵ - جسطرح دوا کی خوبی ازالہ مرض سے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح رہنما کی صحت

اوسکے قول کی تاثیر اور اصلاح سے ثابت ہوتی ہے ۔
۶ ۔ مذہب بلا معاوضہ ضرور ہے ۔ اور یہی اوسکے فطرتی ہونیکی دلیل ہے
۷ ۔ مذہب کی صحت کا ثبوت رہنما ہے ۔ رہنما کی صحت کا ثبوت اوسکے
عادات اور افعال ہین اور انکی تاثیر اور نتیجہ ہے ۔
ان امور پر غور کرنے سے خدا پرستی کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے ۔ اور بذریعہ
رہنما کے اوسکا شائع ہونا پایا جاتا ہے ۔
اور چونکہ رہنما ایسے خاص کام کے لئے مخلوق ہوا تھا اور عام مخلوق مین بھی
اوسکی فطرت تھی اسلئے خدا پرستی شائع ہوئی ۔
نظام خدا پرستی کے ارکان ۔ توحید ۔ رسالت ۔ اوامر ۔ نواہی ۔ جزائے ہین
توحید مرکز مبدا اور معاد کا ہے ۔ اور مبدا ۔ معاد ۔ آغاز اور انجام مخلوق کا ہے
اور رسالت ایک قدرتی مشعل ہے جو مبدا اور معاد کی تاریکی دور کرتی ہے
اور اسکا نورانی جلوہ دکھاتی ہے یہی نور و ظلمت اوامر اور نواہی ہین جنسے
مبدا اور معاد کا سلسلہ قائیم ہوتا ہے ۔
مبدا ۔ معاد ۔ کی تلاش اور تحقیقات کا مادہ ہر انسان مین ہے ۔ جب کوئی
شئے سامنے آتی ہے تو پہلے تحریک یہہ ہوتی ہے کہ یہہ کیا ہے ۔
جس سے مقصد آغاز اور انجام کے سمجھنے کا ہوتا ہے ۔
اسکا سمجھنا انسان کی سعی پر منحصر ہے ۔ اوسنے سعی کی تو اسکو علم ہوا ورنہ
جہل کا پردہ پڑا رہا ۔
اسے مبدا ۔ معاد ۔

نور ۔ ظلمت

علم ۔ جہل ۔

کی رہبری کے لئے رسول متواتر آئے ۔ جب جہل زیادہ ہوگیا اور دنیا تاریک ہونے لگی ۔ اسوقت قدرتی مشعل نمودار ہوئی ۔ اس قدرتی مشعل کی صداقت آگے آتا یہی ہین کہ اگلے بتلا گئے ہین کہ جب جہل پھیلیگا قدرتی مشعل ظاہر ہوگی ۔

دنیا مین چار سلسلہ بڑے مذاہب کے ہین ۔

١ ۔ مذہب اہل کتاب جسکے پیرو یہود ۔ عیسائی ۔ مسلمان ہین ۔

٢ ۔ مذہب زردشتی جسمین زردشت اور اس سے قبل کے جو رہنما گذرے ہین داخل ہین ۔

٣ ۔ مذہب بودہ ۔ گوتم اور جینی مذہب کے بودہ ۔

٤ ۔ آریہ ۔ اس مین سلسلہ رہنماؤن کا نہین ہے ۔ مگر اس مذہب کا اصل مخرج ایرانی یعنی زردشتی مذہب یا بودہ مذہب فرض کیا جائے تو صرف تین سلسلہ باقی رہتے ہین ۔

ان سلسلون کے تاریخی واقعات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ ایک ہی وقت مین ایک سلسلہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ مین رہنما ہوا ہو ۔ نتیجہ یہہ کہ دو مختلف رہنما صادق ایک وقت مین کہین نہین ہوئے تا کہ ترجیح کی ضرورت پڑے ۔ اور بنی آدم مین نزاع پیدا ہو یہہ ایک صورت قانون قاعدہ کی معلوم ہوتی ہے ۔

دوسرا امر قابل لحاظ یہہ ہے کہ ان سلسلون مین جب کوئی رہنما ظاہر ہوا تو اوسنے دوسرے سلسلہ

یا اپنے سلسلہ کی ابتری مذہب کی ظاہر کی اور اسمین اصلاح کی ۔ رہنماے مذہب کی ذات پر اعتراض نہین کیا ۔ اس سے بہی قانون قدرت اور رہنما کی صداقت ضمناً ثابت ہوتی ہے ۔ اب ان سلسلون کے حالات بیان کئے جاتے ہین جس سے یہہ ثابت ہو کہ ان سب مین جدا جدا اسباب خدا پرستی کے ہین یا نہین ۔

اول سلسلہ مذہب اہل کتاب کا ہے ۔ اسمین تین مذہب یہود ۔ عیسائی ۔ اور اہل اسلام ہین ۔ اور ان تینون مین امور مشترک یہہ پائے جاتے ہین ۔

۱ ۔ توحید

۲ ۔ تسلسل رسالت اور کلام الٰہی ۔

۳ ۔ اوامر ۔ نواہی ۔ جزا ۔ سزا ۔ اول اور آخر مین تینون امور اپنی اپنی حالت مین موجود ہین دوسیم کے مقلدین نے توحید کے تین جز قرار دئے ہین ۔ باپ بیٹا ۔ روح القدس ۔ اسلئے توحید مین تجزی پیدا ہو گئی اور خالق ۔ مخلوق کے تعلقات ایک دوسرے مین غائب ہو گئے ۔ مگر خود بانی مذہب نے تثلیث کا وعظ نہین کہا ۔ اسلئے تینون مذہب کی تینون ارکان ایک سے ظاہر ہوتے ہین ۔ جو کچہہ فرق ہے وہ تفسیر مین ہے ۔ اور بعض مین اضافہ بہی ہوا ہے ۔ ان تینون مذہبون مین جو نظام ہے وہ انسان یا رسول کے حس و ادراک کا پیدا کیا ہوا نہین ہے یہہ وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوا ہے ۔ اور رسول نے اپنے منصب رسالت کی وجدانی کیفیت سے تصدیق کی ہے اور خالق کا وجود بہی وجدان اور فیضان سے ظاہر کیا ہے

سوائے توحید ۔ رسالت ۔ اوامر ۔ نواہی ۔ کے ایک تیسری صورت تصدیق باہمی کی ہے یعنی رسول مقدم نے اپنے بعد کے آنے والے رسول کی خبر دی ہے اس سلسلہ سے جداگانہ دوسرا سلسلہ مذہب وحدانیت زردشتی کا ہے ۔ اوسمین بہی توحید ۔ رسالت ۔ شریعت نیک و بد و جزا سزا ہے ۔ اور تینون ارکان بہی وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوتے ہین ۔ مگر اس مذہب مین خدا اور رسول کے درمیان کا واسطہ ملائکہ یا رب النوع کا ہے جو پہلے سلسلہ مذہب وحدانیت سے زائد ہے ۔ زردشت کے الہامون سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت سے رب النوع آگ ۔ پانی ۔ ہوا ۔ وغیرہ سے ملاقات ہوئی ۔ اور انہون نے اپنی اپنی جنس کا محافظ اوسے بنایا ۔ گویا روحانی ۔ اور طبیعی ۔ دونون سلسلہ کا حکمران ہوا ۔ زردشت کی عبادت کے طریقہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رب النوع کو واسطہ اپنے اور خدا کے درمیان قرار دیتا ہے ۔ زردشت اپنی عبادت کے پہونچانے کا واسطہ رب النوع کے ذریعہ سے کہتا ہے ۔ اور خاصکر آگ قبلہ نماز قرار دیتا ہے ۔ اوس سے التجا کرتا ہے کہ میری عبادت خدا تک پہونچا دے ۔

اور رفتہ رفتہ اس مذہب مین آگ کو معبودیت کا درجہ حاصل ہوگیا علاوہ آگ کے سیارے بہی قبلہ نما بنائے جاتے تھے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید کی صورت اس مذہب مین بالکل بدل گئی ۔ خدا کی عبادت واسطہ سے ہوتی تہی اور بالاخر وہی واسطہ معبود بن گئی یعنی آتش پرستی ۔ کواکب پرستی ۔ جاری ہوگئی زردشتی مین پورا سلسلہ رسالت کا ثابت نہین ہوتا ہے ۔

مگر مذہب کی قدامت سے یہہ پایا جاتا ہے کہ آخر زردشت جو عہد گشتاسپ مین
ہوا - اور جسکا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسی کے قرار پایا ہے اوسکے
عقائد مذہبی قدیم سے چلے آتے تھے - اور بعض مورخون کی راے ہے کہ پہلے بھی
اسی نام کے پیغمبر ہوے ہین - اِس آخر زردشت نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین
واسطے تازہ کرنے مذہب مہ آباد کے آیا ہون -

دو اور بڑے مذہب دنیا کے آریہ - اور بودھ - باقی رہے -
انہین دیکھنا ہے کہ خدا پرستی کی کیا صورت ہے -
آریہ مذہب مین توحید کا تذکرہ قریب قریب مذہب وحدانیت کے ہے -
ایک مسلمان مورخ ابوریحان بیرونی ہنود کی بابت یہہ لکھتا ہے اہل علم
اوس ذات کو خدا کہتے ہین جو ازلی ہے - ابدی ہے - اپنے فعل کا خود
مختار ہے - قادر ہے - حکیم ہے - خالق ہے - حی ہے - یکتا ہے عالم کا
انتظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے اوسکے ملک مین کوئی اوسکا شریک نہین
نہ کوئی اوسکا مخالف ہے - نہ ہمسر ہے - نہ وہ کسی کے مشابہ ہے - نہ اوسکو
کوئی مشابہ ہے - چنانچہ اسکی تصدیق کتاب پاتنجل سے ہوتی ہے - یہ ذکر
توحید کا الہامی ذریعہ سے نہین ہے - اِس مذہب کی اصل کتاب ویدہے -
وید کسی ایک رہنما کا کلام نہین ہے - اوس مین مختلف رشیون (علماے
مقدس) کے اقوال ہین - شریعت اس قوم کی شاستر ہے - وہ بھی دیگر
بزرگون کی تصنیف ہے -
کرشن جو اس قوم کے رہنما ہین وہ کسی شریعت کے بانی نہین ہین اونھون نے

گیتا مین حقیقت کے رموز اور معارف بیان کیئے ہین وہ دنیاوی زندگی کے لیئے کار آمد نہین۔

۱۸۹۶ء مین بمقام لاہور جو جلسہ مختلف مذاہب کا ہوا تھا اسوقت پنڈت گوپی ناتھ صاحب سکرٹری سناتھن دہرم نے اپنے لکچر مین آریہ مذہب کی بابت یہہ بیان کیا تہا۔ سناتھن دہرم مین یہہ عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے کہ یہہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔ اس مذہب مین خدا پرستی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ مگر یہہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول کے ذریعہ سے یہ اعتقاد قایم ہوا اور نہ بہشت خدا کا مقام ہے۔ اور نہ قبلہ نما رہے۔ بوجہ آرین ہونے کے یہہ مذہب زردشتی مین داخل ہونا چاہیئے۔ یا بودہ کے سلسلہ مین آنا چاہیئے جداگانہ سلسلہ اس مین ثابت نہین ہوتا۔

بودہ مذہب مین ظاہرا خدا پرستی نہین ہے۔ یہانتک کہ خدا کا نام تک نہین ہے مگر باطناً اس مذہب کا اصول ہمہ اوست کا ہے چونکہ انسانی عقل نامعلوم قدرت کا احاطہ نہین کرسکتی۔ اسلیئے بظاہر خدا کی بحث مذہب سے خارج کی۔ نروان جو اصل مدعا اور غایت اس مذہب کی ہے وہ بہشت ہو اور اصل مقصود خدا ہے۔ اور تصور و اعمال نیک ذریعہ نروان کا ہے۔ اور تناسخ دوزخ ہے تناسخ۔ اعمال نیک۔ نروان (بہشت یا نجات ابدی) کا جب تک کوئی مرکز یا معبود نہ قرار دیا جائے تو کوئی مدعا نہین نکل سکتا اسلیئے گوتم نے وہ مرکز بودہ یا عقل کل کا بتلایا ہے جو حقیقت مین خدا ہے۔

اگر بودہ کو خدا ظاہر کرتا تو اسکا ثابت کرنا مشکل ہوتا اسلیئے اپنے آپ سے

اوسے نسبت دی ۔ اور انا الحق کا ادعا کیا۔ اس مذہب مین توحید معدوم
رسالت ندارد۔ اِن دونون کا ادعا گوتم نے خود کیا۔ تیسرے شریعت صریح وہبی ہے
اور اسکا گوتم بانی ہے۔ البتہ گوتم نے پہلے جین کے تین بدہون کی تصدیق
کی ہے۔ سلسلہ مذہب اہل کتاب سے اس تصدیق مین بہی اختلاف ہے
اوس مین پہلے رسول آیندہ رسول کی خبر دیتے رہے ہین۔ گوتم نے پہلون کی
تصدیق کی ہے۔

ایک علیحدہ شاخ مذہب خداپرستی کی اہل تصوف کا فرقہ ہے۔ یہہ جداگانہ
مذہب نہین ہے۔ اسکا پتہ نشان سب بڑے بڑے مذہبون مین پایا جاتا ہے
اس فرقہ کے حالات مفصل ہم آیندہ لکہین گے۔ یہہ مقدس گروہ ایسا
بے تعصب ہے کہ اسکی نظیر دنیا مین نہین۔ ابتدأً صوفی اپنے سلسلہ کے
مذہب کی سخت پابندی کرتا ہے اخلاقی حالت کی اصلاح کمال کو پہونچاتا ہے
خواہشات نفسانی کا بے انتہا ضبط کرتا ہے۔ تصور اور مراقبہ سے وجدانی
حالت کو ترقی دیتا ہے۔ بے خودی طاری ہوتی ہے اور جب خواہشات
نفسانی معدوم ہو گئین تو ایک ہی شئی پر اوسکا مرکز خیال ہوتا ہے اوسمین
محو ہوتا ہے وہی بے اختیار حالت سکر اور ذوق مین زبان سے نکلتا ہے
دنیا مین بہی ایک فرقہ عملاً اپنے وجود کے تصور کو مٹاتا ہے اور جو باقی
رہتا ہے وہ دوسرے کا دہیان ہے۔ اور یہی بنیاد وحدت الوجود کی ہے
اور رسول کے بعد یہہ گروہ حقیقت کا ماہر ہے۔

خداپرستی کے نظام کے تین سلسلہ ہوے۔ اول اہل کتاب۔ دویم

زردشت جسمین آریہ ہند داخل ہین۔ سویم بودہ۔
چوتہا فرقہ اہل تصوف وہ تینون سلسلونکا ضمیمہ ہے۔
ان جملہ سلسلون پر غور کرنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مذاہب خدا پرستی محض واہمہ اور تخیل ہستی ہے۔ نوع انسان مین اسکا عام مادہ ہے اور چند اشخاص مین خاص مادہ ہے جسکی وجہ سے مذہب شائع ہوا۔ اور مخلوق کو فائدہ پہونچا۔

نمبر ۷

بت پرستی کیا ہے اور اسکا نشو و نما کیسے ہوا

بت پرستی ایسا عام مشہور لفظ ہے کہ اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں جسکی احتیاج ہے وہ اسکی ماہیت اور حقیقت کی بابت ہے۔ تاہم سرسری طور سے اسکی تعریف کرنے سے حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

لفظ بت ایک دوسری شئے کے نقشہ یا مجسمہ کا نام ہے جو انسان کے خیال کا مرکز اصل شئی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سب سے قدیم بت پرستی کا آغاز کواکب پرستی سے ہونا پایا جاتا ہے۔ مصر۔ کلدانیہ۔ ایران۔ ہند میں کواکب پرستی کا سب سے مقدم پتہ چلتا ہے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری تاثیرات۔ گرمی سردی۔ نشو نما زراعت۔ اور رنگ آمیزی معدنیات۔ نباتات حیوانات نظام علوی (یعنی آسمانی) اور نظام سفلی (یعنی زمینی) کا باہم متاثر ہونا ثابت ہوا اس طبیعی تاثیرات سے دونوں نظام روحانی کے تعلقات استنباط کر لئے۔ ایک طرف علم نجوم گردش کواکب کے اثر سے قائم ہوا۔ دوسری طرف کواکب کی پرستش اونکی تاثیر روکنے یا دفع کرنے کے لئے شروع کر دی۔ اور اس پرستش کا نام تسخیر رکھا۔ مضمون ذیل کتاب سر مکتوم تصنیف احمد رازی کا انتخاب مؤید اس خیال کا ہے۔

بدانکہ طلسم علمی است بر چگونگی آمیختن قوای فاعلیہ سماویہ بہ قوائے منفعلہ عنصریہ بواسطہ توانا شدن بر اظہار مخالف عادات یا مانع آمدن موافق عادات و اثبات قوای فاعلیہ سماویہ بدیہی است۔ در عالم عنصری حوادث است

وحدوث امرے بی وجود۔ سبب وعلت ممکن نیست۔ حکایت میکند که شخصے در ایام چهل و دو شبانه روز برج شمس قیام داشت۔ میخواست که نفس خود را قریب شمس گرداند شمس را در خواب دید او میگفت۔ ان الله غنی عنك وعن غیرك فلا تعذب نفسك۔

بدانکه مذهب صابئه اینست که این کواکب زنده و فاعل وقادر اند۔ ابن وحشیه میگوید که صاحب اربعین را لازم است که در هر صبح اربعین ملح شمس وعطارد بگوید و برایشان تواضع بکند۔ وبوی خوش که لائق ایشان باشد بکار برد۔ و در خدمت ایشان جزع فزع بکند۔ و در تحصیل مقصود از ایشان استعانت طلبد وامام میگوید که این منصب تمام میشود مگر توفیق ملک۔

دویم۔ در روح این کواکب بتعین۔ شناختن صور ارواح فلکیه و در برابر خود گذاشتن همه منصوب به او شود۔ و روحش به او تعلق گیرد۔ بعد ازان خیال تابع او شود۔ و وهم بطرف او رود و قوی شده اثر کند۔ چه قوی هرگاه متطابق شوند بر فعل اقوی میگردند۔

در زمان پیشین بواسطه هر غرض و هر مطلبے مثل حب۔ بغض صحت۔ نحوست سعادت۔ اصنام کواکب را ساخته بعبادت ایشان مشغول میشدند و دیده بر ابصار تماثیل میدوخته اند۔ و زبان هاے خود را به قرات رقمے که مشتمل بر صفات این تماثیل و تاثیرات ایشان جاری مینمودند۔ سبب آن که از ذکر شئی شئی دوباره مفهوم میگردد۔ چه انسان اکثر اوقات به زبان میراند مگر وقتی که معنی آن شئے در قلب او باشد پس هرگاه ازان شئی اغفال کند۔

صورت بسمع اور سیدہ نفس فہم یعنی این کلمات میکنند۔
اصحاب طلسمات اتفاق کردند کہ ہر صورت کہ در عالم سفلی است نظر او در فلک میباشد۔ صورت سفلیات مطیع صور علویہ اند نیکلوساہ میگوید کہ بعد ازان کہ در طاعات۔ قربانیات مواظبت نمودم از ہیاکل کواکب امور بسیار در خواب من روئے داد۔
ان سب مضامین سے ایشار کی کواکب پرستی کی کچھہ کچھہ حقیقت کھلتی ہے تسخیر کی تلاش یوروپین مورخون نے کواکب پرستی مین نہین کی مگر تاثیرات کواکب اور انکا ذی روح ہونا ایشای اقوال کے بموجب ظاہر کیا ہے۔
تاریخ امارس سے چند انتخابات کواکب پرستی کے متعلق یہان درج کئے جاتے ہین۔
نجوم کا ایجاد بابل سے ہوا۔
کواکب پرستی کی بابت یہہ خیال ہے کہ ستارے جاندار اور ذی عقل ہین۔ بعضون کا خیال ہے کہ ان مین دیوتاؤن کا مسکن ہے یہہ خیال تمام مشرقی اقوام مین پہیلا ہوا تہا۔
تاثیرات اور گردش فلکی سے یہہ خیال ہوا کہ ستارون کا اثر دنیا پر ہے اور اس سبب سے انکی تعظیم اور عبادت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ یہی ستارے قدیم زمانہ مین شخصی نام سے منسوب ہوئے۔
مثل زحل۔ مریخ۔ عطارد۔ وغیرہ۔
چونکہ یہہ ستارے نظر سے غائب ہوجاتے تہے اسلئے انکی جگہ انکی ہیکلین قایم کی گئین

اور ان ہیاکل کی ویسی ہی عادات ہونے لگے جیسا کہ اصلی ستارون کی ہوتے تھے۔ مسٹر برڈوڈ کا خیال ہے کہ یہہ آغاز صابے مذہب کی پرستش اصنام کا ہے۔ اور تمام قدیمی اقوام اسمین آلودہ تھے۔

سانپ کی نسبت خیال ہے کہ یہہ سورج کا معرکہ ہے۔

قدیم زمانہ مین یہہ خیال تہا کہ تمام خلاء روحانیات سے بہرا ہوا ہے۔

مصر۔ ہند۔ کی بابتہ خیال ہے کہ بابل سے بت پرستی انمین جاری ہوئی۔

اہل مصر۔ اہل ہند کا طریقہ پرستش یکسان ہے۔

کلدانیہ سے مذہب صبائی جاری ہوا۔ یہی تمام دنیا کی کواکب پرستی کا مخزن ہے اور وہان سے تمام دنیا مین کواکب پرستی پہیلی۔ یہان تک پیرو۔ میکسکو مین بہی پہیلی۔

ہند کے معبد مثل صابے مذہب کے تھے۔

ان تمام تذکرون سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلدانیہ کواکب پرستی کا مرکز ہے اور وہان سے مصر۔ ہند۔ مین پہیلی۔ فلسفہ کواکب پرستی کا یہہ ہے کہ ستارہ ذی روح اور ذی عقل ہین اور انمین تاثیرات نیک و بد کی ہین۔ اور انکی تاثیرات کے خیال سے انکے نام رکہے گئے اور گردش فلکی پر انحصار تاثیرات کا قرار دیا گیا سوائے کواکب پرستی کے صابے مذہب مین خدا پرستی بہی تہی اور وہ مذہب اہل کتاب کا تہا خطبات احمدیہ صفحہ ۲۲۳ کا انتخاب یہان درج کیا جاتا ہے جس سے اس مذہب کی حالت ظاہر ہوگی۔ اس مذہب کو عرب مین قوم سامری نے رواج دیا تہا جو اپنے آپ کو قدیم مذہب کے پیرو سمجہتے تھے

وہ حضرت شیث اور حضرت ادریس کو اپنا نبی کہتے تہے اور اپنے مذہب کو انکی طرف منسوب کرتے تہے۔

اونکے ہان ایک کتاب بہی تہی جس کو وہ صحیفہ شیث کہتے تہے۔

ہماری رائے مین کوئی یہودی۔ یا عیسائی۔ یا مسلمان۔ صابیون کے اوس عقیدہ پر جو حضرت ادریس پر رکہتے تہے کسی قسم کا اعتراض نہین کرسکتا ہے توریت مین حضرت ادریس کو مقدس اور باخدا شخص لکہا ہے۔ وہ شخص جسکو مسلمان ادریس یا الیاس کہتے ہین اور توریت کا اخنوخ ایک ہی شخص ہے صابیون کے یہان سات وقت کی نمازین ہین اور وہ اوسکو اسطرح ادا کرتے تہے جسطرح مسلمان نماز ادا کرتے ہین اور وہ مردہ کی بہی نماز پڑہا کرتے تہے مسلمانون کی طرح وہ بہی ایک قمری مہینہ کا روزہ رکہا کرتے تہے۔ مگر جو بُرائی اونکے مذہب مین آہستہ آہستہ پہیل گئی تہی وہ یہہ تہی کہ وہ ستارونکی پرستش کرنے لگے تہے اونہون نے سات ہیاکل یعنی معبد سبع سیارون کی بنائے تہے اور جس ستارہ کا جو معبد تہا اوسی کی پرستش کرتے تہے حران کے معبد مین سب لوگ بہ نیت حج جمع ہوا کرتے تہے۔ خانہ کعبہ کی بہی بڑی تعظیم کیا کرتے تہے۔ اونکا سب سے بڑا مذہبی تہوار اوسیوقت ہوا کرتا تہا جبکہ آفتاب برج حمل مین جو موسم بہار کا اول برج ہے داخل ہوتا تہا۔ اور چہوٹے چہوٹے تہوار اسوقت ہوتے تہے جبکہ پانچ سیارہ۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ زہرہ۔ عطارد بعض برجون مین یکے بعد دیگرے داخل ہوا کرتے تہے اونکا اعتقاد تہا کہ ان سیارون کا سعد اور نحس اثر انسان کے جسمون پر اور

دنیا کے اور امور پر ہوتا ہے وہ یقین کرتے تھے کہ بارش کی کشش انہین ستارون کی تاثیر پر منحصر ہے۔ یہہ خیال اور اسی قسم کے اور خیالات صابیون کے سوا عرب کے اور لوگون مین بہی رائج ہو گئے تھے۔ انہین اعتکاف کرنیکا بہی رواج تہا اور غارون اور پہاڑون مین چند روز مراقبہ وسکوت مین بسر کرتے تھے ان انتخابات مضامین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب صابئہ اہل کتاب کا مذہب خداپرستی کا تہا۔ اوسمین بعد کو کواکب پرستی رفتہ رفتہ داخل ہوئی۔ اور کواکب پرستی کی بنیاد تسخیر روحانیات کواکب تہی۔ اور مذہب مجوس سے تذکرۂ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا سے بحوالہ دساتیر یہہ پایا جاتا ہے۔ کواکب کی تعظیم کا حکم ہے اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکہنے کا حکم ہے۔ اور نامۂ مہ آباد مین یہہ عبارت درج ہے۔ وبسویش نماز اداکنید بہر خدا۔ یعنی تماثیل واشکال سبعہ سیارہ راہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رو دارید و بدان سو نماز گزارید۔

اسی تذکرہ تاریخی مین بحوالہ تاریخ انگریزی یہہ لکہا ہے۔

مجوس بت پرستی سے متنفر کرتے تھے۔ اوسکی تصدیق ہروڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے۔ وہ لکہتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی اصنام تہی نہ دیوتا تھے۔ نہ معابد تھے۔ نہ قربان گاہ تہی۔ اور ان افعال کو وہ حمق سے تعبیر کرتے تہے اہل ایران پہاڑون پر چڑہکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔ اور فارسی مورخ لکہتے ہین کہ قدیم ایرانیون کا مذہب صابئہ یعنی دین ادریس تہا۔ اور نظام فلکی کی بابت ایرانیون کا یہہ عقیدہ تہا حوادث عالم سفلی مطیع حرکات

علوی اجرام اند۔ وہر ستارہ را مناسبتی است بابعضے از حوادث۔ وہر برجے را طبیعتے است خدایگان چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد ان آن وقت را نگاہ میداشتند۔ ملوک فرس کواکب را قبلۂ دعا میدانستند۔ نتیجہ یہہ ہے کہ۔ اہل ایران کواکب کو قبلہ نماز بناتے تھے اور اُنکی بڑی عظمت تھی اور حوادث عالم سفلی پر کواکب کا اثر تھا۔ ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پرست اقوام کواکب کی تعظیم اُنکی روحی تاثیرات اور حوادث عالم پر موثر ہونیکی وجہہ سے کرتے تھے۔ اور تمام عالم مین کہین نجوم کے اثر سے اور کہین تسخیرات کی وجہہ سے یہہ خیالات پہیلے۔ فی نفسہ کواکب پرستی محض خدا پرستی کی جگہ شایع نہ تھی بلکہ خدا پرست اقوام کے تمدن کی یہہ بہی ایک شاخ تہی عالم علوی کی بت پرستی کا تو یہہ خیال ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

اب عالم سفلی کی کیفیت سنئے۔

نظام سفلی۔ آتش۔ باد۔ آب۔ خاک سے مرکب ہے اور انہین عناصر سے عالم جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کا وجود پیدا ہوا۔ یہہ ساتون ملکر عالم سفلی کے سبعہ سیارہ ہین۔ ان ساتون مین روح مسلم ہے اور جسم طبیعی تو ظاہر ہے۔ اس طبیعی جسم اور روح کا نظام فرشتون کے ہاتہہ مین ہے اور ہر قسم کا ایک فرشتہ اونکا رب النوع ہے۔ ان مظاہر قدرت کے رب النوع کی وجہہ سے پرستش ہوتی ہے اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ رب النوع انسان کی پرستش خدا تک پہونچانے کا واسطہ ہے۔ یہہ اصل حقیقت اور ماہیت بت پرستی کی ہے اور یہی فلسفہ بت پرستی کا ہے اور اس فلسفہ کے موجد خدا پرست اور حکیم ہوئے ہین

نہ کہ عوام -

رب النوع کے فلسفہ کے موجد ایرانی قدیم ہین - اونکے مذہبی اقوال مین صاف طور سے عیان ہے - اور دیگر قدیم اقوام مصر - کلدانیہ آریہ ہند مین اسکی جھلک نظر آتی ہے -

سوانح عمری زردشت مین الہام ثانی کا یہہ مضمون ہے کہ رب النوع (یعنی فرشتہ) حیوانات - نباتات - معدنیات - آتش - آب - باو - خاک سے جُدا جُدا ملاقات ہوئی - اور انھون نے اپنی اپنی جنس کی حفاظت کی ہدایت کی - زردشت چونکہ محافظ ساتون اشیاء کا ہوا تہا - اوسنے انمین سے آگ کو قبلہ نماز قرار دیا - اور اسکی حفاظت کے لئے آتش کدے بنوائے

اور وقت عبادت کے آگ کے سامنے رکہنے سے یہہ مقصود تہا کہ رب النوع آتش سے وہ مخاطب ہے اسلئے وہ اپنی نماز کے وقت یہہ لفظ ادا کرتا تہا کہ اے پروردگار نماز مرا بہ یزدان رسان - یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی و پرورندہ آن - پس این خواستن از موکل آتش است -

علاوہ اسکے زردشت کا یہہ بہی خیال تہا کہ بر زمین ہرچہ ہست پیکر و سایہ چیزی است کہ او در سپہر است -

پس یہہ عبادت عکس یا سایہ کی نتہی بلکہ جس کا عکس یا سایہ ہے اُسکے لئے تہی محض خیال قایم کرنیکے لئے یہہ عکس سامنے ہوتا تہا - اور خدا کے لئے نماز پڑہی جاتی تہی -

تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا مین بحوالہ تاریخ مستند کے یہہ لکھا ہے -

ہم اِس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی زردشت کی نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین اور وہ اوسوقت کے ہین جبکہ آریہ قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجائی تھے۔

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ آتشکدی قدیم تہی اور آگ قبلہ نماز تھی۔ اور آگ کو عکس انوار الہی کا سمجھتے تھے۔ اور ہر جنس کے رب النوع (فرشتہ) ہونے کا بھی خیال قدیم تھا۔

آتش پرستی کا فلسفہ یہہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اِس فلسفہ سے یہہ ثابت ہے کہ خدا پرستون نے مظاہر قدرت کو خدا کا عکس سمجھکر قبلہ نماز بنایا۔ کواکب پرستی آتش پرستی۔ عوام کا فعل اوسوقت کا تھا جسوقت وہ ابتدائی جہل کی حالت مین تھی۔ بلکہ جب خدا پرستی انمین آگئی تھی اور تمدنی حالت اوس مایہ کے موافق ترقی پر تھی اوسوقت یہہ طریقہ اختیار کیا تھا۔

یہہ حالت عراق اور ایران کی تھی جو مرکز تمدن کا تھا۔

اب ہندوستان کی بت پرستی کے شیوع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یورپین مورخ ویدکے زمانہ مین ہندوٗن کے مذہب کی حالت محض قدرتی مظاہر کی پرستش کی بتلاتے ہین جسمین نظام علوی یعنی کواکب پرستی اور نظام سفلی۔ یعنی عناصر۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ داخل ہین۔

رامیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ہندوستان نے سب سے پہلے وید یعنی رگ وید کے زمانہ کے دیوتاوٗن کی مدح مین جو نظم لکھی اوسکی یہہ تفصیل لکھتے ہین

(اِس سے زردشتی مذہب کے رب النوع کا پتہ لگتا ہے)

۱- اندر - بارش کا دیوتا -
۲- ورونا - آسمان کا دیوتا یا انصاف کا دیوتا -
۳- پوشن وشنو - سورج کا دیوتا -
۴- اگنی - آگ کا دیوتا -
۵- دایو - ہوا کا دیوتا -
۶- یاما - یامی - صبح و شام کا دیوتا -
۷- سرسوتی - دریا کا دیوتا -

اور بالآخر خالق اکبر کی ثنا و صفت کی نظم اسی رگ وید سے نقل کی ہے بابو سمنتھ جنھون نے رہنمایان ہند کی سوانح عمری لکھی ہے وہ بہی رگ وید کے زمانہ کی بابت یہہ لکھتے ہین - ان تمام گیتون مین کم و بیش خالق اکبر کے عشق و عظمت کی بوسے خوشبو آتی ہے - ایران کے تذکرۂ تاریخی کتاب مسند ہذا سے بہی پایا جاتا ہے کہ آریہ قوم کے متفرق ہونے سے پہلے مذہبی قواعد جو زردشت کے نام سے منضبط ہوئے وہ قدیم سے جاری تھے (تاریخ اسمتھ) اسلئے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ آریہ ہند مین نظام سفلی کی پرستش اور خدا کی ہستی دونون ایک وقت مین تھین اور رب النوع کا ذکر جو زردشت کی الہام ثانی مین ہے اوسی خیال سے یہہ پرستش ہوتی تھی -
علاوہ اسکے خود سری کشن رہنماے مذہب ہنود نے اسکی تلقین کی کہ عوام نامعلوم خدا کا تصور نہین کرسکتے اور نہ حقیقت اُنکی سمجھہ مین آتی ہی اسلئے موجودہ کائنات کو خدا سمجھین - اور سب سے پہلے اپنے آپ کو

خدا کہا۔ حضرت عیسی سے تیرہ سو برس پہلے جنگ مہابھارت واقع ہوئی
جسکے حامی بہی کرشن تہے۔ اوسوقت ارہن کو پنجاب مین آئے ہوئے قریب
سات سو برس کے ہوئے تہے۔ اوسوقت رہنما کے حکم سے جواز
بت پرستی ہوا۔ اور متفرق ہونے سے پہلے خداپرستی اور قدرت پرستی
آریا قوم مین جاری تہی اسلئے رہنما نے جائز رکہا۔ پہر اکیس[21] سو برس کے بعد
نوین صدی عیسوی مین شنکراچارج ہندو ریفارمر پیدا ہوئی۔ آنکی سوانح
عمری کے دیکھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے شنکراچارج نے بہی یہہ سمجہا کہ بتونکی
پرستش اور عبادت کے طریقہ مین ضروری ترمیم اور تنسیخ کرکے اوسی درست کردین
اس امر کا بیان کرنا غیر ضروری نہوگا کہ ہندو فلسفہ کے نظر سے شنکراچارج
بت پرستی کے قابل نہ تہے اور ہیرو پرستی پر آنکو اعتقاد بالکل نتہا۔ مگر آنہون نے
اس عام پسند مذہب کے خلاف جہاد بہی نکیا بلکہ عقائد مروجہ کا تتبع
کرکے اپنے بعض مٹہون مین سرستی (علم کی دیوی) اور وشنو کی مورتین
رکہین شنکراچارج سے دو سو برس بعد (گیارہوین صدی عیسوی)
رامانج۔ ہندو مذہب کے ریفارمر پیدا ہوئے۔ اونہون نے وشنو کی پوجا
عوام مین جاری کی۔
رامانند نے رامانج کے بعد شاہجہانی عہد مین رام (اجودہیا کے بزرگ کو)
الوہیت کا درجہ دیکر شمالی ہند مین اونکی پرستش کا رواج دیا ان چار بزرگون کے
نام سے قدرت کے مظاہر پرستی کا رواج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کرشن نے
عام طور سے موجودات پرستی جائز کی اور شنکراچارج نے وشنو۔ رامانج نے

(کارکنان قدرت یعنی فرشتہ) اور رامانند نے ہیرو پرستی یعنی رام چندر کی
پرستش کا رواج دیا - کواکب پرستی - آتش پرستی ہند مین ایران سے آئی
اور عام بت پرستی کا رواج خداپرست رہنماؤن نے عوام مین جاری کیا
اور ان بزرگون سے پہلے رب النوع (اصول زردشتی) کی پرستش ہوتی تھی
رومیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ایک دوسرے پیرایہ سے بت پرستی کا
رواج پانا لکھتا ہے -

جس زمانہ مین بودہ مذہب پھیلتا جاتا تھا اسوقت ہندو مذہب مین بھی
ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تھا - بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے بھی
اوس مذہب کی بت پرستی اپنے یہان داخل کرلی تھی -

یہہ بت پرستی قدیم زمانہ مین نتھی - بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے کثرت سے
شوالہ بنائے - قدیم زمانہ مین ان لوگون مین شوالے نہ تھے - ہندوؤن کے
تو ہار بودہ سے کہین بڑھ گئے تھے - تیرتھہ جاترا کا دستور ہندوؤن نے بودہ
مذہب سے لیا - اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے مثل بودہ کی ہندوؤن نے بھی
اپنے یہان برہما - وشنو - شیو - کی پوجا جاری کی -

اس مصنف نے گوتم کے مذہبی عقائد کو چھوڑکر صرف دو انقلاب ہندو
مذہب کے دکھلائے ہین - ایک وید کے زمانہ کی پرستش قدرتی مظاہر
کی تھی - اندر - ورونا - اگنی - سوریا وغیرہ دوسرا زمانہ بودہ کے بعد
پرانیک زمانہ قرار دیا ہے - اوسوقت برہما - وشنو - شیو - کی پرستش
جاری ہوئی - یہہ بھی اس مصنف کی رائے ہے کہ ان دونون طریقونکو

اصول مین کم اختلاف تھا - دونون مین خدا کا وجود اور خالق کائنات ہونا
مسلم تھا - ان اصولون کی پابندی صرف پنڈتون مین تھی اور عوام ظاہری
رسومات کے پابند تھے - اور بودہ سے طریقہ کی بت پرستی اور جاترا اور
شوالون کے جاری ہونے سے بودہ مذہب کا زوال ہوا - اور ہندو
مذہب کو فروغ ہوا -

یہی بزرگ شنکراچارج - رامانج - رامانند تھی - جنہون نے رسومات ظاہری
جاری کرکے بودہ مذہب کو ہندوستان سے معدوم کیا ۳۳ کرور دیوتا
جنکی اب پرستش ہندوستان مین ہوتی ہے یہہ بودہ مذہب کا فروغ
مٹانے کے لئے ہندؤن نے پیدا کئے -

عراق - ایران - مین فلسفانہ خیال سے کواکب پرستی جاری تھی اور خداپرستی بھی
پہلے سے زمانہ جاری تھی - ہندوستان مین بھی کواکب پرستی آریہ قوم مین جاری تھی
چونکہ یہہ قوم قدیم قوم آریہ کی شاخ ہے جو ایران سے ہند مین آئی اسلئے کواکب پرستی
ضرور ایرانی اصول کی منتصور ہونی چاہئے - یہان بھی خداپرستی اور کواکب پرستی
دونون ایک وقت مین تھین -

عام قسم کی بت پرستی جیسا کہ بنگالی مصنفون کی رائے ہے خداپرست رہنمایان
ہند نے جاری کی - کیونکہ عوام خدا کی حقیقت کو نہین سمجھ سکتے تھے اسلئے
قدرتی مظاہر کے عجائبات ظاہر کرکے ادھر رجوع کیا بودہ مذہب کے
بانی نے سب سے نرالا اصول دہریاپن کا نکالا -

اور بت پرستی اور خداپرستی دونون سے الگ ہو کر انسان کو خدا کا درجہ دیا

مگر گوتم کے بعد خود اوسی کے پیرون نے معابد اور شوالے اور مورتین۔ اور تیرتھ جاترا۔ اور میلہ۔ جاری کرکے بودہ مذہب کو بت پرستی مین آلودہ کردیا اور اسیوجہہ سے تمام ہندوستان اور چین مین اوسکا فروغ ہوگیا۔
آریہ ہند نے اپنے مذہب مین اسی قسم کے مراسم جاری کرکے عوام پسند مذہب بنایا اور بودہ مذہب کو برباد کیا۔

جن اقوام مین ان صورتون سے بت پرستی ایشیا مین پہیلی۔ یہہ واقعات اونہین کی تصنیفات سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور انکی صحت مین کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔
نفس بت پرستی پر اگر غور کیا جائے تو یہہ ظاہر ہوگا کہ جن بزرگون نے اسکا رواج دیا وہ ہمہ اوست کے اصول کے پابند تہے۔ اور کسی شئی کو خدا کے اثر سے خارج نہ سمجہتے تہے۔ اور یہان تک اعتدال سے متجاوز ہوئے کہ انسانی محدود حالت مین نامحدود کا یعنی الوہیت کا ادعا کرنے لگے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ نامعلوم اور غیر محدود خالق کائنات کو سب بہول گئے۔ اور محدود اور معین کائنات کو خدا بنالیا۔
میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ہمہ اوست کا مسئلہ۔ اور تناسخ کے اصول جن مذاہب مین یکجا ہین وہان بت پرستی عام ہے۔
آریہ مذہب۔ بودہ مذہب۔ اور قدیم مصری مذہب مین ادق فلسفہ تصوف کا جاری تہا۔ اور دوزخ اور بہشت جزا سزا کا عملی اصول ان اقوام مین تناسخ تہا۔ اسوجہہ سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ انسانی روح جسم

بدلتی ہے نہین معلوم کہ کس بدن مین ہو۔ اسلئے عام طور پر موجودات کی عظمت انسان کے دلمین بڑہ گئی اور ہمہ اوست کے مسئلہ نے موجودات مین تقدس کی شان پیدا کردی۔ اور جب رہنمایان مذہب نے ادعا الوہیت کا کیا تو عملی تصدیق ہوگئی۔ اور کواکب کی تسخیرات سے واضح ہوچکا تہا کہ بت یا مجسمہ مین روحی اثر عمل سے ہوجاتا ہے اسلئے سب خدائی کے سامان بتون مین جمع ہوگئے۔

بعض اوقات یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مجسمہ یا تصویرین نامور اشخاص کی بطور یادگار کے رکھی گئین۔ ایک مدت کے بعد انکی بت پرستی ہونے لگی۔ اسکی مثال عرب قوم کی خطبات احمدیہ صفحہ ۲۰۶ سے نقل کیجاتی ہے۔

عرب کے دیسی روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ود۔ یغوث۔ یعوق۔ یسر۔ مشہور لوگ ایام جاہلیت کے ہین۔ انکی تصویرین پتہرون پر منقش کرکے بطور یادگار خانہ کعبہ کے اندر رکہدین تہین۔ ایک مدت مدید بعد انکو رتبہ معبودیت کا دیکر پرستش کرنے لگے یہہ بھی اہل عرب کا عقیدہ تہا انکی پرستش سے یہہ اشخاص خوش ہوکر خدا کے قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہونگے۔

اسی قسم کی رائے یورپین مورخ مارس کی بھی ہے (ح ۲ صفحہ ۱۰۴)

بت پرستی کا رواج اس سبب سے بھی ہوا کہ قدیم زمانہ مین نیک آدمی اور قابو یافتہ عورت۔ مورث اعلے۔ اور بالخصوص بانیان سلطنت متقنن اور بہادر کی بہت تعظیم کرتے تہے۔ اور رفتہ رفتہ اونکی پرستش ہونے لگی۔ کواکب پرستی۔ اور آتش پرستی۔ اور عام بت پرستی کے حالات ایشیا۔

افریقہ۔ کے جو اوپر مذکور ہوئے۔ ان سے صاف صاف یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خدا پرست رہنماؤن کے زمانہ مین خدا پرستی خواص۔ اور بت پرستی عوام مین
جاری تہی۔ بت پرستی محض ابتدائی حالت یا ابجد مذہب کی ہونا کہین ثابت
نہین ہوتا۔ کہین ہمہ اوست کے سبب سے جاری ہوئی۔ کہین تسخیر کیوجہہ سے
کہین رب النوع کی وجہہ سے اور کہین قبلہ نماز بنانیکی سبب سے جاری ہوئی
خدا کا وجود تسلیم کرنیکے بعد بت پرستی کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے۔
اہل یورپ نے میکس میولر کے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ انسان نے
ابتدا محسوس اشیاء کی پرستش کی۔ بعد ازان نیم محسوس۔ اور آخر کو
غیر محسوس خدا تک ترقی کر کے انسان پہونچا اور اصل مدعا اس اصول کا
یہہ ہے کہ انسان نے حس ادراک کے ذریعہ سے مذہب کو دریافت کیا
اس مسئلہ پہ پوری بحث مذہب کی تعریف مین ہوگی اس جگہ مختصراً
ذکر کیا جاتا ہے۔
صاحب ممدوح اپنی لکچر ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین۔ اگر حواس او عقل کے
ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے اور اگر مذہب اسمین
نہین آسکتا تو واہیات ہے۔
صاحب ممدوح کے طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بلا تعصب سیدہے
طریقہ سے مذہب کی تلاش نہین کی۔ اور نہ نفس مذہب کی جانچ کی کہ اسکی
حقیقت کیا ہے۔ انہون نے حس اور ادراک کو ترازو مذہب کے تولنے کی
قرار دی اور خود ہی صفحہ ۱۶۳ مین یہہ لکھتے ہین۔ عام دنیا کے مذاہب

اگرچہ اور جملہ امور مین مختلف ہین مگر صرف ایک امر مین متفق ہین کہ اُنکے مذہب کا ثبوت بتمامہ حواس سے نہین ہے۔ جب کہ دنیا یہہ کہہ رہی ہے کہ حس ادراک ترازو مذہب کی نہین ہے تو پہر زبردستی سب کے خلاف اوس ترازو مین کیون تولا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قطع برید کرکے مذہب کو اوس ترازو مین تولتے ہین مذہب کی ترازو کی تلاش نہین کرتے۔ اور جو اصل اور نفس مذہب ہے وہ خدا ہے وہ حس اور ادراک سے باہر ہے۔ اوسکو حس اور ادراک کی ترازو مین کیسے تول سکتے ہین۔ جو شئے خارج از مذہب ہے یعنی بت پرستی اوسکو تولکر یہہ کہتے ہین کہ اصل مذہب ہی حس و ادراک سے پیدا ہوا۔

ہم نے مانا کہ بت پرستی جو حس و ادراک سے ظاہر ہوئی وہ آغاز مذہب سے ہے تو اوس سے محسوس۔ اور نیم محسوس۔ کی پرستش داخل ہوگی اور یہہ دو درجہ ترقی کے ہوے۔ تو ان دو درجون مین تلاش کا مدعا کیا تہا۔ اور وہ مدعا حاصل ہوا۔ یا نہین۔

جواب یہی ہوسکتا ہے کہ یا صانع قدرت کی تلاش تہی کیونکہ بے کاریگر کے مکان نہین بن سکتا۔ یا یہہ کہ اپنے سے زبردست سمجھکر اونکی تعظیم تکریم کی۔ یا یہہ کہ انہین عجیب غریب صنعت اور منافع دیکہکر اپنا محسن و ولی بنایا۔

نمبر ۲۔ ۳۔ اتفاقیہ امور ہین۔ یہہ ممکن ہے کہ تحقیقات اور تلاش مین یہہ مرحلے بہی پیش آئے ہون مگر یہہ سبب تلاش کے نہ تہے۔ ہان ایک صورت ایسی ہے کہ جس سے انکا بہی تعلق تلاش مین ممکن ہے اگر یہہ کہین کہ انسان اپنی ذاتی کمزوری رفع کرنیکے لئے یا اپنے ضرورت بہم پہونچانے کے لئے ایک زبردست

اور نفع رسان کی تلاش مین تھا اسلئے ان پر توجہ ہوئی - اسکے قبول کرنیسی آیندہ تلاش کی راہ کھلی رہنے کی وجہہ باقی نہین رہتی -
صانع ہی کی تلاش ایسی تھی کہ انسان اپنی خلقت سے آجتک برابر ڈھونتا چلا آتا ہی جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے اسلئے کہین مستقل طور پر ٹھیر نہ سکا - اور نہ اسکو محدود کر سکا - یہہ کہنا بالکل نازیبا ہے کہ ایک دو درجہ تک توہم حواس اور ادراک سے ٹٹولتے رہے اور پھر آگے چلکر دونون معذور اور مجبور ہوگئے - تاہم ایک نامعلوم اور غیر محدود اور غیر محسوس لاشئے کو کائنات پر محیط - اور قادر - قرار دینا - اور اسے حس و ادراک کا کام سمجھنا نا سمجھی نہین تو کیا ہے -
یہہ فرمائیے کہ آخری تجویز حس و ادراک عجز ہے یا اسکا عمل ہے اور ثبوت ہے واقعی کچھہ بھی نہین -

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہرچہ دیدہ ایم شنیدیم خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بہ پایان رسید عمر	ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

قدیم مذاہب اور موجودہ مذاہب کی بت پرستی سے جو امور ظاہر ہوتے ہین یہہ فی نفسہ جہلا کے اعتقاد ہین اعتقاد خواص کی خدا پرستی کے زمانہ مین پیدا ہوئی بلکہ یہہ بگڑا مذہب جہلا کا پایا جاتا ہے -
اب رہی بت پرستی وحشی اقوام کی - وہان بھی بعض بعض محققون کی یہہ رائے ہی کہ خدا کے نام کا پتہ چلتا ہے - تو انکی بت پرستی یا بگڑا ہوا مذہب قرار دیا جانا چاہئیے - یا یہہ کہ یہہ بت پرستی مذہبی خیال نہین ہے - محض تبرکاً - تعظیماً بعض اشیاء کو مختص کر لیا ہے - یا یہہ کہ دیگر بت پرست اقوام ہمسایہ کی محض

تقلید کی ہے۔

بت پرستی جسکو تہذیب یورپ نے مذہب کی ابجد قرار دیا ہے اسکا اصلی وجود کچھہ نہین ہے۔ یہہ ایک قسم کا انتشار اعتقاد ہے۔

انسان کے دلمین نامعلوم قدرت کا اثر قایم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اور زمانہ کی نیرنگیان اپنی طرف فریفتہ کرکے اپنا معتقد بنا لیتے ہین اور انسان اصلیت سے دور پڑجاتا ہے۔ فی نفسہ بت دوسری شے کا قایمقام ہوتا ہے۔ اور ہم اسوقت یہہ نہین بتلاسکتے کہ اصلی حالت کیا تھی جس سے یہہ بت بنے۔ مگر بظاہر یہہ بت کواکب کے خاکہ ہین۔ یا جاندار اشیار کی تصویرین ہین یا روحانی کارکنان قدرت کے فرضی نقشہ ہین۔ یا زمانہ کے دلفریب اور عبرت انگیز مظاہر کے نمونہ ہین جو صوفیون کی وجدانی کیفیت مین اتفاقاً پیدا کرتے ہین۔ تناسخ کے عقیدہ کا بھی ان بتون کی مورتون مین عکس نظر آتا ہے۔ اور تسخیر ارواح کی بھی جھلک انمین پڑتی ہے یہہ سب حالات رل ملکر ایک عجیب گورکھہ دھندا بنگیا ہے۔ جو کسیطرح نہین سلجھہ سکتا۔ اگر حقیقت بت پرستی کی یہی ہے جو اہل یورپ کا خیال ہے کہ اول انسان نے محدود۔ اور محسوس۔ اشیار کو اپنا رب اور معبود بنایا اور پھر رفتہ رفتہ غیر محدود خدائے واحد کو تسلیم کیا۔ تو نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ معین سے غیر معین کی طرف ترقی کی جو عقلاً ممنوع ہے۔

مذہب کی بابتہ یہہ شعر صادق ہے۔

ورائے عقل طورے دار د انسان	کہ بشناسد بدان اسرار پنہان

میرے ایک دوست جو ہندوستان کے روشنضمیر اور نامور علما سے ہین اور بڑے صاحب تحقیق ہین اس راے کے معترض ہین کہ اگر مذہب حس اور ادراک سے باہر ہے اور عقلی دلائل اوسکے لئے نہین تو اشاعت مذہب کس بنیاد پر ہوسکتی ہے۔ اور عوام کیسے قبول کرینگے۔

مین نہایت ادب سے اپنے خیال کو ذہن نشین کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ہر جدید مذہب کا مقابل پرانا مذہب ہوتا ہے جسکی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بالعموم مذہب اونہین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو کسی نہ کسی مذہب کے پیرو ہون۔ خواہ وہ بت پرست ہون یا کسی دیگر باطل مذہب کے قائل ہون اور اونکے سامنے اپنی مذہبی خوبیان اور باطل مذہب کی برائیان مقابلہ اور استدلال کے لئے کافی ہوتی ہین جسطرح علوم کی صحت کے لئے باہم مقابلے کئے جاتے ہین اسیطرح دو مذہبون کے اصول کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ جسوقت مذہب اسلام جاری ہوا۔ اوسوقت یہود۔ عیسائی۔ آتش پرست بت پرست۔ کواکب پرست۔ مین جو نقص تھے وہ ظاہر کئے گئے۔ اور اسلام کی خوبیان بیان کی گئین ہین۔ اور فلسفی جو خدا کے قائل نہ تھے اونکے سامنے قدرت کے صنائع بدائع کا اظہار ہوا۔ اسطرح مذہب اسلام شائع ہوا۔ اور مذہب اسلام پر وقت شیوع جو اعتراضات ہوئے وہ سحر یا جادو ہونے کے ہوئے یہہ کسی نے نہین کہا کہ یہہ عقل کے خلاف ہے تمام دنیا مین مذہب کی کیفیت عام اور خواص مین مختلف ہوتی ہے۔ جیساکہ ہند کے مذہب کی بابتہ ہزار برس پہلے اسلامی مورخ البوریحان،

یہہ لکھتا ہے اِس جگہ ہمین یہہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خدائے تعالیٰ کے بارہ مین عام اہل ہند کا کیا خیال ہے اور خواص کا کیا ہے۔ اُنکی کتابین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین۔ جو ازلی ہے۔ ابدی ہے۔ اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ خالق ہے۔ حی ہے۔ یکتا ہے۔ عالم کا نظام اوسی کے ہاتہہ مین ہے۔ اوسکی ملک مین کوئی شریک اوسکا نہین نہ اسکا کوئی مخالف۔ نہ ہمسر۔ نہ وہ کسی کے مشابہ ہو نہ اوسکے کوئی مشابہ۔ چنانچہ سند کے لئے کتاب پاتنجل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

اب خواص کو چھوڑکر عوام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ انکے اقوال بہت ہی مختلف پاتے ہین۔ ادنمین بعض اقوال تو ایسے برے معلوم ہوتے ہین کہ طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال محض ہندؤن کے مذہب مین ہی نہین بلکہ اور مذاہب مین بہی ہین۔ حتی کہ اسلام کے بعض فرق ہین جیسے کہ تشبہ۔ اور اجبار۔

پہر آگے ہندؤن کی بت پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور پہر بہی مورخ ہند اور یونان۔ کے مذاہب مین تطابق دیکر یہہ کہتا ہے۔ کہ یونان اور ہند کے مذاہب مین تطابق ہے۔ اہل یونان بڑے بڑے نامی اور پیشوائے موجد علوم وفنون کو درجہ الوہیت کا دیتے تہے۔ اسیطرح سے ہندو بہی کرتے تہے۔

ہندؤن کی اس حالت خواص اور عوام کے اختلاف عقائد پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عوام اپنے جہل سے مذہبی مراسم بناتے تہے۔ اور خواص اصلی عقائد خداپرستی کے پابند رہتے تہے اسلئے بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی کسیطرح نہین ہوسکتی۔

بت پرستی کی ایک روشن اور صاف مثال کانفوکس کی ہے جو ایک بڑا حکیم اور فلسفی چین کا تھا - اوسکو معبود کوئی نہین سمجھتا تھا - مگر جس طریقہ سے اوسکی مزار کی عظمت چینیون کے دلون مین ہے اوسکو بت پرستی سے تاویل کرسکتے ہین اُسکے نام پر ہر شہر شوالے بنے ہوئے ہین - اور خاص سرخ رنگ کے ہونے سے اور عمارتون سے ممیز ہوتے ہین ان شوالون مین اوسکا سنگی مجسمہ رکھا ہوتا ہے - اور کہین تختی رکھی جاتی ہے جسپر اوسکے خطابات تحریر ہین - ہر فصل مین وہان جاکر سرکاری ملازم زمین کی پیداوار کی نیاز چڑھاتے ہین اور خوشبوئین سلگاتے ہین - بادشاہ چین بھی شوالہ مین ایکبار جاتا ہے اور وہان سجدہ کرتا ہے اور اُسکے اخلاقی نیکی کے اوصاف کا تذکرہ کرتا ہے - ہر مدرسہ کے اوستاد اور طالبعلم اوسکے شوالہ مین جاکر پرستش کرتے ہین - تمام چین کے کرورون باشندے اسیطرح اوسکا ادب و تعظیم کرتے ہین - یہہ فلسفی گوتم کے زمانہ سے کچھہ سال پہلے ہوا ہے - جینگ نے اوسکی اخلاقی اور مدبرانہ مقولون کا ترجمہ کیا ہے جسطرح سے یوروپین تہذیب نے اپنے فروغ کے زمانہ مین نامور اشخاص کے مجسمہ رکھنے کا پرانا دستور نقل کیا اور جاری کیا ہے - یہی صورت ہر پرانی تہذیب مین نامور اشخاص کی یادگارین قایم کرنے کی تھی - اور انھین یادگارون کی بالآخر جہلائے قوم نے پرستش شروع کردی - اب اسی قسم کی یادگارون کی پرستش کو آغاز اور ابجد مذہب قرار دیا ہے - اور خود نئی تہذیب اسی کی تقلید کر رہی ہے - اپنے دستور کا نام یادگار اور پرانی تہذیب کے مراسم کا نام بت پرستی رکھدیا ہے - اور اُسکو خدا پرستی کی ابجد قرار دیدیا ہے - بت پرستی سے آغاز مذہب کا ہونا تاریخ سے ثابت نہین ہوتا - یہہ محض انتشار اعتقاد جہلا کا ہے یہہ خدا پرستی کی ابجد نہین ہوسکتی -

نمبر ۸

خداپرستی اور بت پرستی مین کونسی اعلیٰ حالت ہے

جسقدر اصل اور نقل مین فرق ہوسکتا ہے - اوسی قدر فرق خداپرستی اور بت پرستی مین ہے - یا یہ کہ ذات - صفات - مین قابل امتیاز اصل ذات ہوسکتی ہے وہی حالت اور درجہ خداپرستی کا ہے - بت پرستی عالم شہود کی نقل ہے یہ اصل سے کیسی برابری کرسکتی ہے - بت پرستی کی بابت ثابت ہے کہ کواکب اور آتش کو بعض رہنمایان دین نے قبلہ نما بنایا تھا - پھر رفتہ رفتہ معبودیت کی شان عوام کے عقائد سے پیدا ہوگئی - ایسی صورت مین وہ بگڑا ہوا مذہب ہے جسکی اصل کچھہ نہ تھی - عام بت پرستی بالکل بے بنیاد اور بے اصول ہے - رہبران دین نے عوام کے اعتقاد معبود کے قایم رکھنے کیلئے اسکو جاری کیا اسلئے بمقابلہ خداپرستی کے بت پرستی کا کوئی درجہ نہین ہوسکتا خالق اور مخلوق کے باہم تعلق آقا اور غلام کا ہے جن اقوام مین خداپرستی اور بت پرستی دونون ہین وہین خواص خداپرست اور عوام بت پرست ہین - اس سے بھی خداپرستی کی فضیلت ثابت ہے بت پرست اقوام مین تعدد معبود کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کام کیلئے جدا جدا بت بنالیتے ہین اسلئے کسیکو دوسرے پر فوقیت نہین دیجاسکتی - نہ باہم معبودونکے کوئی امتیاز کرسکتا ہے اور بجز عبادت کے کوئی اخلاقی نظام نہین ہے - ایسے پریشان اور ابتر نظام کو خداپرستی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے - عقائد بت پرستی کی بنیاد محض واہمہ اور تخیل پر ہے - اور خداپرستی اصول کی صحت برگزیدہ رہنما کی شہادت پر ہے - اسلئے خداپرستی کو ترجیح ہے

ضمیمہ ۹

بُت پرستی قدیم ہے یا خدا پرستی اور دونوں میں فرق کیا ہے

دو اصول ہیں جنکی بنیاد پر پھر انسانی نظام کے مقدم اور موخر ہونیکا اندازہ ہو سکتا ہے
اول اگر یہ اصول مانا جاوے کہ انسان کی اول حالت بہتر تھی اور آخری حالت
بدتری اور تنزل کی ہے تو خدا پرستی مقدم ٹھیریگی۔
دویم اگر یہ اصول تسلیم کیا جاے کہ انسان کی حالت اسکی مقتضی ہے کہ وہ ترقی
کرے تو بُت پرستی چونکہ ادنیٰ حالت ہے وہ زینہ ترقی خدا پرستی کا ہے۔
اس صورت مین بت پرستی مقدم ہوگی۔ مگر ان اصول سے قطعی راے قائم کرنے
سے قبل مذہب کی بابت اور بھی امور قابل لحاظ ہین۔
اول۔ یہ کہ بت پرستی مہذب اور وحشی دونون قومون مین پائی جاتی ہے۔
ایسی صورت مین اسے ابتدائی نظام انسانی نہین کہ سکتے۔
علاوہ ازین۔ مصر۔ بابل۔ ایران۔ ان سب مین بت پرستی کیساتھ خدای واحد کا
بھی عقیدہ ہے اسلئے یہ بگڑا ہوا مذہب ہے اور وہ موخر ہے۔
اور بت پرستی کے آغاز کے اسباب پر جب غور کیا جاے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے
خواص کے طریقہ کی نقل کرکے یہ خاص صورت بت پرستی کی پھیلائی ہے۔
اسوجہ سے بت پرستی موخر ثابت ہوتی ہے غرض کہ ہم کسی صورت سے ثابت
نہین ہوتا ہے کہ بت پرستی ایک ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی پر
پر مقدم ہے۔ مگر میکس میولر نے ۱۸۷۶ء مین جو لکچر مذہب پر دیا ہے اوس مین

بہت شد و مد سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔
اور انسان نے رفتہ رفتہ خدا پرستی پر ترقی کی۔ اونکے قول کی بموجب بت پرستی
زینہ ابتدائی مذہب کا ہے۔ اور بالآخر خدا پرستی ہوئی ہے۔ یہ رائے صاحب مولف
آریا ہند کے نشو نما مذہب سے قایم کی ہے۔
مگر آریا کے مذہب کی بابت مصنف تاریخ قدیم یہ لکھتا ہے کہ بعض مضامین ژند اوستا
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی ترتیب اور ترکیب قدیم زمانہ کی ہے یعنی آریا قوم کے
سندیا آنے سے پہلے کی ہے۔ اور اکثر اقوال جو اوس کتاب مین زردشت سے
منسوب تھے وہ بہت قدیم ہین۔ وہ اقوال اوسوقت کے ہین جب آریہ قوم کے
دو شعبے نہوے تھے۔ اور اوسوقت ہندی۔ اور ایرانی۔ فرقون نے مختلف مذاہب
زردشت اور برہمنی اختیار نہ کیا تہا۔ چونکہ ژند اوستا مین برابر وحدانیت کے
عقیدہ کا مذکور ہے اور یہ عقیدہ بہت قدیم ثابت ہے اسلئے آریا قوم ہند مین
آنے سے پہلے خدا پرست تہی۔ اور ایشیائی مورخون کے قول کے بموجب اہل ایران
قدیم یزدان پرست تھے۔ بلکہ اونکا یہی مقولہ ہے کہ ہند مین آریہ قوم مین اول
یزدان پرستی تہی اور بعد کو کواکب پرستی اور بت پرستی۔ دوسری قومون سے سیکھ
اختیار کی ہے۔ ان اسباب سے یہ رائے نہین تسلیم کیجا سکتی ہے کہ بت پرستی
ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی آخر حالت مذہب کی ہے۔
مذہب مجوس اور مذہب مصر مین یہ ثابت ہے کہ ابتدا مین یزدان پرستی تہی۔
ان دونون مذہبون مین بعد کو مذہب صابئہ سے بت پرستی کا رواج ہوا ہے
مذہب بابل جہان سے مذہب صابئہ یعنی کواکب پرستی کا رواج ہوا۔

یہان بھی قدیم سے خداپرستی تھی - اور یہ وہ جگہہ ہے جہان دین اہل کتاب کا
زیادہ نشو و نما ہوا ہے -
پیرو میکسکو (امریکہ) مین بھی یہ ثابت ہوتا ہے - کہ وہان خداپرستی -
بت پرستی - دونون کا وجود ہے - پس جن اقوام مین کہ یہ پتہ نہین لگتا
کہ خداپرستی مقدم ہے یا بت پرستی - اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے
اسلئے خداپرستی کو مقدم قرار دینا واجب ہے - کیونکہ بت پرستی سے خداپرستی
کل قوم مین پیدا ہونا محال ہے - البتہ یہ ممکن ہے کہ خواص کا عقیدہ خداپرستی کا
ہو اور عوام بت پرستی مین آلودہ ہون اوسوقت مین یہ خیال ہو سکتا ہے کہ
بت پرستو نمین سے اس خیال کے آدمی پیدا ہوے - مگر خداپرستی کا عقیدہ
مجہول طور سے پیدا نہین ہو سکتا ہے - وہ کسی قاعدہ اور اصول ہی ہوگا -
اور اوسیوقت ہوگا جب فیضان روح موجودات سے ہو - یا یہ کہ باہر سے
یہ اصول دوسری قوم نے داخل کئے ہون - امریکہ کی نسبت باہر سے خداپرستی
کا مذہب داخل ہونا ثابت نہین ہے - جبکہ خود وہان سے پیدا ہوا تو مثل مصر کے
اور مصر کے بھی ماننا پڑیگا کہ خداپرستی مقدم ہے بت پرستی کے آغاز کا سلسلہ
آگے نہین بڑہتا ہے - یعنی یہ کہ بت پرستی ترقی اور تنزل دونون صورتون
مین ایک سی ہے - اگر پہلے دو بت کی پرستش ہوتی تھی تو ترقی مین کثرت
سے بت پیدا ہوگئے - اور نہ بت پرستی قابل اصلاح اور ترمیم کے ہے - اسلئے
یہ حالت ابتر مذہب کی ہے - اور موخر ہے - البتہ وحشی اقوام مین محض بت پرستی
پائی جاتی ہے - خداپرستی تو مطلق نہین ہے - مگر کچھ کچھ پتہ اسکا چلتا ہے

کہ خدا کا بھی خیال ہے۔ اوسکی نسبت بھی یہ خیال ہوسکتا ہے کہ دیگر اقوام سے نقل کی ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جہان بت پرستی اور خدا پرستی دونون پائی جاتی ہین وہان خدا پرستی کو مقدم مانا جائیگا مگر جس قوم مین کہ خدا پرستی کچھ بھی نہین ہے وہان بت پرستی بگڑا مذہب کیسے مسلم ہوگا۔ اور بمجبوری یہ ماننا پڑیگا کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے اور وہی قدیم ہے۔

اول تو اس بحث مین زیادہ تر مہذب اقوام کے مذہب کا تعلق ہے وحشی اقوام کا اجمالاً ذکر ہوا ہے اسلئے اونکی بت پرستی سے کوئی نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہین ہے علاوہ ازین حکما کے اصول کے بموجب ہر شئے یا بڑہنے والی یا گھٹنے والی ہے قیام کی حالت نہین ہے۔ اسلئے یہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ وحشی اقوام ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین۔

بہ استثنا جزائر کے چارون برّ اعظم مین مہذب اقوام کے خاص مرکز ہین اور کیا تعجب ہے کہ وحشی قومون مین یہ بت پرستی مہذب اقوام سے آئی ہو اور یہ قومین مہذب اقوام سے متفرق ہوکر قائم ہوئی ہون۔

آریا قوم کی ایک شاخ نے یورپ آباد کیا تو افریقہ۔ اور امریکہ۔ کے مہذب قوم کا اوسی ملک مین متفرق ہونا کیا خلاف قیاس ہے البتہ جزائر مین جو وحشی اقوام ہین اور اونمین بھی بت پرستی ہے وہ قابل لحاظ ہے مگر جب کہ چوپایۂ اعظمون کے ان جزائر مین پائے جاتے ہین اونکی نسبت یہ خیال ہے کہ برّ اعظم سے جزیرون مین آگئے ہین۔ اسی اصول سے انسان بھی جزیرون مین متفرق ہوئے۔

اور وہی اپنا خیال لیکر گئے۔

بت پرستی ایسا طریقہ ہے کہ وحشی اقوام کی سمجھ کے لائق ہے اسلئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ طریقہ دوسرون سے سیکھا ہے۔ پس یہ موخر مسلم ہوئی۔

بت پرستی ایسی شئے ہے کہ اوس مین اکثر امتیاز اس امر کا ہونا نہایت مشکل ہے کہ یہ مذہباً ہے یا تبرکاً و تعظیماً ہے۔ مہذب اقوام اور خدا پرست اقوام کی بیشمار مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ آئندہ نسلین اونکی نسبت بھی تاویلین کرین اور تعجب نہین کہ بالآخر بت پرستی مین آلودہ ہوجائین۔

بزرگان دین کے مزار و نکی ویسے ہی عظمت وشان دلون مین ہے اور سالیانہ مجمع اور قربانیان۔ اور تبرکات۔ اور نذرین۔ ایسی کثرت سے ہوتی ہین کہ اونکی کوئی انتہا نہین ہے۔ قدیم چیزین مثل تبرکات ہر اہل مذہب مین مقدس سمجھی جاتی ہین اور سب کی نمائش نہایت شان و شوکت سے ہوتی ہے۔

عوام پر اس قسم کے مجمع کا اور اثر ہوتا ہے اور خواص پر اور اثر ہوتا ہے۔

عوام مین اسیوجہ سے افراط تفریط ہوتے ہوتے اصلیت مفقود ہوجاتی ہے۔ حالانکہ یہ سب عقائد خدا پرست اقوام کے ہین۔ مگر جہلا کے دلونمین انکی ماہیت اور خیال اور ہی ہین۔ ان اسباب سے بت پرستی پیدا ہوجاتی ہے۔

جبکہ ہمارے سامنے خدا پرست مذاہب مین ایسی مثالین ہین کہ اونمین بگڑتے بگڑتے اصلیت جاتی رہتی ہے تو ہم قدیم یا وحشی اقوام مین بت پرستی کو کیسے جداگانہ اور اصلی مذہب متصور کرین۔

یہ اعتراض کرنا کہ انسان نے اول ہی اعلی درجہ مذہب کا کیسے اختیار کرلیا

سراسر فضول ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد نامعلوم قدرت پر ہے اوسکی تلاش اور تحقیقات دنیاوی علوم کی سعی نہین ہوسکتی ہے وہ عوام کیلیے محض منقول ہے اور اوسکو اوسی صورت سے ہادی کے اعتبار پر ماننا لازم ہے۔ اوسکی جرح قدح کرنا جو ہادی نے بتلایا مذہبًا ممنوع ہے پس عوام بذاتہ تو کوئی ترقی کر نہین سکتے نہ اپنے ہادی کے احکام کے علاوہ دیگر احکام خلاف اونکے جگہہ قائم کرسکتے ہین۔

ہادی اسکے مدعی ہوتے ہین کہ وہ قدرت کاملہ سے مبعوث ہوے ہین۔ دوسرا شخص اس امر کا دعوے نہین کرسکتا اور نہین بجز اسکے کہ ایک فطرت خاص مذہبی مانی جاسے اور طریقہ سے فیضان روح موجودات کا ہونا قیاس نہین ہوسکتا اور جب فطرت خاص اوسمین تسلیم ہوگئی تو اسکا اظہار ہونا لازمی ہے۔ اسلئے ترقی کی ضرورت نہین ہے۔

نمبر ۱۰

مذہب کیا شے ہے

اس مضمون پر دو نامور محققین ایشائی یورپ نے بحث کی ہے۔
ایشائی محقق سرسید کا اصل مدعا تردید ایک عیسائی مصنف سرولیم میور کی کتاب سوانح عمری حضرت رسالتمآب کا تھا اوسی ضمن مین بسبیل تذکرہ مذہب کی تعریف اور تشریح کی۔ اور یورپین محقق میکس مولر کی خاص بحث مذہب کی حقیقت اور ماہیت کی بابت تھی اونھون نے تمام وکمال غور اس مسئلہ پر کرکے نتیجہ نکالا ہے۔ بہرحال دونون رایون سے تھوڑی بہت مدد ملتی ہے اسلیئے ہم ضمنی راے سے بھی درگذر نہین ہوسکتا۔

سرسید خطبات احمدیہ کے عنوان مین مذہب کی بابت یہ خیال ظاہر کرتے ہین

۱۔ عجائبات دنیا مین سب سے زیادہ عجیب وہ خیال ہے جسے لوگ مذہب کہتے ہین۔ مذہب اوس امتیاز کا نام ہے جو انسانون کے افعال سے علاقہ رکھتا ہے اور جسکے سبب انسانون کے افعال اچھے یا بُرے۔ یا نہ اچھے نہ بُرے خیال کیئے جاتے ہین کیونکہ اگر انسان کے افعال مین یہ تمیز نہ ٹھیرائی جاتی تو کسی مذہب کا وجود باقی نہین رہتا۔

۲۔ تمام خیالات جو انسان مین پیدا ہوتے ہین اور تمام یقین جو انسان کسی چیز پر رکھتا ہے اسکا منشا اون خیالات کے سوا اسے کچھ اور چیزین ہوتی [illegible] جو ان خیالات اور یقین کے اسباب [illegible]

جیسے مذہب کہتے ہین بغیر کسی خارجی اسباب کے اور بغیر کسی تجربہ اور نتائج
اور بدون کسی معقول ثبوت کے یکایک دل سے اوٹھتا ہے اور اسلیئے وہی اسکا
مخرج سمجھا جاتا ہے - اور پھر اسپر ایسا یقین ہوتا ہے کہ کسی آنکھ دیکھی چیز پر بھی
نہین ہوتا -

۳ - اس تعجب پر اور تعجب یہ ہے کہ اس بن دیکھی چیز اور اس بے ثبوت بات اور
بے دلیل حالات کا لوگون کی طبیعت پر ایسا سخت اثر ہوتا ہے کہ وہ اثر انسانون کے
تمام افعال پر اور قدرتی جذبات پر جو خدا نے انسان مین پیدا کیے ہین غالب
ہو جاتا ہے اور جو جوش اور ولولہ اس از خود پیدا کیئے ہوئے خیال سے انسانون
کی طبیعتون مین ہوتا ہے اور کسی دوسری چیز سے نہین ہوتا - گو اوس دوسری چیز
کے صحیح اور یقینی ہونیکے لئے کیسی عمدہ عمدہ دلیلین اور کیسے ہی قطعی ثبوت موجود
ہون -

۴ - اگر وہ خیال تمام انسانون مین متفق ہوتا تو شاید یہ کہا جا سکتا کہ عام
عالم پر اوسکا یقین رکہنا ہی اسکی سچائی کا ثبوت ہے - مگر تعجب تو یہ ہے
کہ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک اور ہر فرقہ بلکہ ہر فرد و بشر مین وہ خیال ایسا
مختلف رہا ہے کہ کسی ایک پر بھی یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - اور اسپر تعجب یہ ہے
کہ ہر شخص کو یقین بھی ہے کہ میرا ہی خیال اور سب کے خیالون سے بالکل صحیح
اور بالکل سچا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ جس طرح یونانی اپنے خداؤن اور دیوتاؤن پر اور مسلمان
اور یہودی اپنے ایک خدا پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین اسی طرح ہندو اور مصری
اپنے ۳۳ کرور دیوتاؤن پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین -

۵ - کیا یہ مسئلہ کہ تمام چیزین ایک ہی کل کی جزو ہین یا اوسکی عین یا وہ بمنزلہ جان اور یہ بمنزلہ جسم کے ہین صحیح ہے - کیا یہ سب مختلف چیزین جو ہمکو دکھائی دیتی ہین سب ایک ہین - کیا نور اور ظلمت اور کالا سفید سب یکسان ہین - جیسا کہ ایک عارف باللہ کہتا ہے - (شعر)

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ سب چیزون کا ظہور اوسی سے ہے - وہی ظلمت کا باعث ہے اور وہی نور کے ظہور کا سبب ہے - وہی آسمانون پر کڑکتا ہے - اور وہی زمینون پر برساتا ہے - وہی ستارون کو چمکاتا ہے - اور وہی پہولون کی کلیون کو کہلاتا ہے - اوسی کا جلوہ بہشتیون کی کہاوٹ - اور اوسی کا پردہ دوزخیونکی آفت ہے - غمگین دل کا غم اور شادمان دل کی شادمانی اوسی سے ہے -

وہ کسی جگہ نہین اور سب جگہ ہے - وہ کسی مین نہین - اور سب مین ہے جس طرح وہ آسمانون اور زمینون مین ہے اوسی طرح وہ باریک سے باریک بال مین ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے - مگر اوسکا جاننا اور علم ہم سے دو دیگر ہے کیونکہ وہان ماضی اور استقبال نہین ہے -

۶ - پھر ہمکو اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ یہ تمام مختلف خیالات جو لوگون کے دلون مین ہین اور جو مذہب کہلاتے ہین وہ ایک ہی مخرج سے یعنی دل سے نکلے ہین اور دل کے اوس فعل کا جس سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہین اعتقاد نام رکھا جاتا ہے پس اگر مدار مذہب کا اعتقاد ہو تو ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط ٹھیرانیکی کوئی وجہ نہین ہو سکتی -

۷ - یہ وہی عجیب خیال ہے جو دونون طرف برابر نسبت رکھتا ہے اور جسکو لوگ مذہب کہتے ہین - پس ایسی دو جہتین چیز کی جو ضدین مین برابر نسبت رکھتی ہو کسی حیثیت پر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - البتہ ان تمام خیالون مین سچا خیال یا تمام مذہبون مین سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ضدین مین برابر نسبت رکھنے کے نقص سے پاک ہو -

۸ - مذہب کیا چیز ہے - وہ ایک سچا اصول ہے کہ جبتک انسان اپنے قوائے جسمانی اور عقلی پر قادر ہے اوسکے تمام افعال ارادی - جوارح - نفسانی و روحانی کا اسی اصول کے مطابق ہونا چاہیے - پھر اگر وہ ایسے ہین کہ صرف کسی قسم کی اعتقاد پر مبنی ہین اگر متعدد لوگونکا متضاد اصولون پر کسی وجہ سے اعتقاد ہے تو ایک کو سچا یا صحیح اور دوسرے کو جھوٹا یا غلط کہنے کی بجز تحکم کے اور کوئی وجہ نہین - سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جسکی سچائی نہ کسی اعتقاد پر بلکہ حقیقی سچائی پر مبنی ہو - کیونکہ مذہب اعتقاد کی فرع نہین ہے - بلکہ سچائی مذہب کی اصل یعنی عین مذہب ہے اور اعتقاد اوسکی فرع ہے - بلکہ جب ہم مختلف مذہبون سے سچے مذہب کو پرکھنا چاہین تو دیکھین کہ وہ سچے اصول کے مطابق ہے یا نہین -

۹ - سچا اصول کیا ہے - جہانتک کہ انسان اپنے قوائے عقلی سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت یا قانون قدرت کے اور کچھ نہین - جسکی نسبت اسلام کے بانی نے یہ فرمایا - مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ط ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ

۱۰ - قدرت یا قانون قدرت کیا ہے - وہ وہی ہے جسکے بموجب ان تمام چیزون

مادی یا غیر مادی کا جو ہمارے اردگرد ہین ایک عجیب سلسلۂ انتظام سے وجود ہے
اور ہمیشہ انہین کی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اوس سے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے
جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا ہے بغیر خطا کے اوسی طرح پر ہوتا ہے۔ اور اوسی طرح ہوگا
پس وہی سچ ہے۔ جو اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچے اصول ہین۔ نہ وہ
جنکی بنا۔ ایک فانی قابل سہو و خطا وجود یعنی انسان کے اعتقاد پر منحصر ہو۔

۱۱۔ قدرت ہمکو صرف اپنے وجود اور اپنے سلسلۂ انتظام اور اپنے تعلقات ہی کے
جو بے انتہا مخلوق مین پایا جاتا ہے سچائی نہین دکھلاتی۔ بلکہ اوسمین ایسے
اصول بھی پائے جاتے ہین جس سے ہم اپنے افعال ارادی اور جسمانی اور روحانی
کی بھلائی اور برائی بھی جان سکتے ہین۔ اور جو کہ قدرت سچی اور کامل ہے تو ضرور ہے
کہ وہ اصول سچا اور کامل ہو۔ اور یہی سچا اور کامل اصول یا یون کہو کہ وہ مذہب
جسکے اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچا مذہب ہونیکا مستحق ہے۔

۱۲۔ قدرت ایک قانون ہے جو امر مسبب یعنی خالق کے ہاتھ مین ہے۔

۱۳۔ اسکے بعد سرسید علماء کے کلام کی تین مثالین مذہب کی تطابق کیلئے بتلاتے ہین۔

۱۔ انسان مثل غلام کے ہے مالک کے احکام بلا حجت اور علم و کاست ماننا چاہئے۔

۲۔ انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے
تجویز کیا ہے جو وہ کہے مانو۔

۳۔ بیمار غلام کیلئے اپنا مصاحب طبیب بھیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے
تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کا
دوا پہنچا ہین۔

سر سید فرماتے ہین کہ ہند کے مشہور عالم شاہ ولی اللہ اول وسویم مثال کو تسلیم نہین کرتے دویم کو صحیح قبول کرتے ہین - اور مین بخلاف اونکے سویم کو قبول کرتا ہون - اول و دویم کو مسترد کرتا ہون - مین نے سر سید کی راے کے اجزا کر کے اوسپر نمبر ڈال دئے ہین تاکہ ہر جزو کے مفہوم پر علیحدہ بحث ہو سکے - اور بہتر طریقہ یہ تہا کہ اس ایشیائی محقق اور یورپین محقق دونون کی رایون کے اجزا کر کے مقابلہ کیا جاتا اور اوسپر جرح قدح ہوتی - مگر دونون محققون نے ایسا مختلف طریقہ اختیار کیا ہے کہ باہم مقابلہ نہین ہو سکتا - اسلئے مجبوراً ہر ایک راے پر من حیث الوجوہ بحث کیجاتی ہے -

سر سید رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ مضمون مذہب پر لکھا ہے یہ ایک مختصر تمہید سوانح عمری کے جرح قدح کرنیکی ضرورت سے لکھا ہے اور یہ بہی بسا غنیمت ہے کہ مجملاً عام خیال اونکا مذہب کے اوپر ملیگا -

اب مین ہر ایک جزو کی بابت اپنا خیال ظاہر کرتا ہون -

نمبر ایک - مین تعریف مذہب کی یہ لکھی ہے کہ مذہب انسان کے نیک و بد افعال کے امتیاز کرنیکا ایک قاعدہ ہے - یہ راے بالکل صحیح ہے - مگر یہ بہی تو ظاہر ہونا چاہئے کہ یہ قانون کس نے بنایا اور کس نے نافذ اور شائع کیا -

نمبر ۲ و ۳ - مین سر سید یہ فرماتے ہین کہ تعجب ہے کہ مذہبی خیال بغیر کسی خارجی سبب کے پیدا ہوتا ہے اور پہر انسان کے دل پر مثل چشم دید واقعہ کے نقش کالحجر ہو جاتا ہے کہ کسی کے مٹاے نہین مٹتا - بالعموم یہ بالکل بجا ہے - اور یہ عین دلیل اسکی ہے کہ انسان کی فطرت مین کہین اسکی جگہ ہے - یہانتک تو خارجی

سبب نہونے سے اتفاق ہے کہ جبکا خیال نقش کالحجر ہوتا ہے وہ انسانی حس
وادراک سے باہر ہے ۔ مگر اوسکی طرف سے منادی کرنیوالا ضرور آتا ہے اور ایشر
اوسی چشم دید شاہد کا ہے جو انسان کے دل کو فریفتہ کرتا ہے ۔

نمبر ۴ ۔ مین سر سید نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر خدا کا خیال نوع انسان مین
مختلف نہوتا تو مذہب کی صداقت کا اچھا ثبوت ہوتا ۔

سر سید کی راے انصافاً بالکل صحیح ہے ۔ تاہم اختلاف طریقون مین ہے ۔ مگر نامعلوم
قدرت کی طرف مختلف طریقہ سے خیال رجوع ہونا عین دلیل فطرت کی ہے ۔ یہ بھی
پایا جاتا ہے کہ بعض صورت مین انسان اصل سے بہت دور پڑ گیا ہے ۔ یہ بھی
اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ نوع انسان مین بالاتر قدرت کی تلاش کا فطرتی
مادہ ہے جسکا اظہار ہر ملک کی عادت اور مزاج کے موافق ہوا ہے ۔

نمبر ۵ ۔ سر سید نے اس جگہہ خالق اور کائنات کے باہمی تعلقات کی مختلف صورتین
ظاہر کی ہین ۔ اسپر بحث کرنا فضول ہے ۔

حقیقت خالق ۔ اور خلق کائنات ۔ یہ ایسا راز ہے کہ انسان حس اور ادراک
سے نہین کھول سکتا ہے ۔ رہنماے مذہب جنکو فیضان اوس قدرت سے تہا
اونہون نے اس قدرت کو خود تسلیم کیا اور دوسرون سے اظہار کیا یہی قدر سچ ہے

نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ ۸ ۔ مین سر سید نے اعتقاد سے بحث کی ہے اس سے مجھے کلیتاً اتفاق ہے
کہ اعتقاد سے مذہب کی صداقت نہین ہوتی ۔ بلکہ سچائی مذہب کی عین مذہب ہے ۔

نمبر ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ مین یہ بحث ہے کہ جو مذہب قانون قدرت کے موافق ہو وہ سچا
مذہب ہے ۔ مین اس جگہہ صداقت مذہب کی بحث کرنا نہین چاہتا اسلئے

اسکی بابت راے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے مذہب کی صداقت پر آئندہ بحث ہوگی ۔

نمبر ۱۳ ۔ یہ تین مثالین مذہب کے متعلق بیان ہوئی ہین ۔ سر سید نے اونمین سے تیسری کو تسلیم کیا ۔ اور دیگر علمانے اوسکو رد کیا ہے سر سید کی مسلمہ مثال یہ ہے ۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے ۔ اوسکے مالک نے اپنا مصاحب طبیب بہیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کی اصول جانین ۔ اور جو بیمار ہین وہ حفظ صحت کی دوا پہچانین ۔ مثال دویم دیگر علما کی مقبولہ اور سر سید کی مستردکردہ مثال یہ ہے ۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے ۔ جو وہ کہے اوسے مانو ۔

میرے نزدیک یہ دونون مثالین مذہب سے منطبق نہین ہوتین ۔

انسان کیلئے مذہب تاج اشرف المخلوقات ہونیکا ہے ۔ اگر مذہب نہوتا تو حقیقت پر دہ پڑا رہتا ۔ اور انسان اور دیگر حیوانات مین مابہ الامتیاز صرف عقل رہتی ۔ اور حقیقت تک نہین پہونچ سکتے تو جسقدر دوری حیوانات کو تہی وہی حالت انسان کی رہتی ۔

بلحاظ مالک اور غلام کے یہ عطیہ شرف قربت ہے ۔

مذہب کا جو علمی حصہ ہے وہ انسان کے سمجہنے کے لائق بلحاظ مقابلہ کے ہے اور جب اول انسان اور اول مذہب پر نوبت آئیگی وہان مقابلہ کس سے کیا جائے

وہان بجز بتسلیم اور رضا کے اور کچھ نہین کہا جا سکتا بہ حیثیت قانون قدرت چون وچرا تعمیل مین نہین ہوسکتی۔ بعد تعمیل اس قانون کے حسن قبح پر انسان غور کر سکتا ہے۔

یہ ایسے بادشاہ کا قانون ہے جہان غلطی کا گمان بہی نہین ہوسکتا قبل مذہب آدمی مثل سرکش حیوان اپنے نفس کا مطیع تہا۔ مذہب نے وہ سرکشی دور کی اور اپنا مطیع بنایا۔ اور جب مذہب کے طریقہ پر چلا تو آدمیت آئی۔ یہ بیجا غلام نہین یہ سرکش غلام ہے۔ بہت سی مصلح اسنے دیکہی۔ اور انسان بن بنکر پہر حیوان ہوہو گیا ہے۔ یہ تمدن کی انتہائی ترقی اس غرض سے ہے کہ اب سب کچھ انسان کے سامنے ہے۔ متفرق حصہ دنیا کے دہوئین اور تار نے یکجا کر دئے۔ سب پریشان ذخیرے یکجا ہوگئے تجربہ اور معلومات۔ کی کوئی انتہا نہین۔ اب اختیار ہے کہ آخر مصلح کی بات سنو یا خود سر بنے رہو۔

اب یہان سے یورپ مین محقق کی راے پر بحث شروع ہے۔

انتخاب مضامین لکچر میکس میولر بابت ۱۸۷۸ء عیسوی

لکچر اول

صفحہ ۱۰۔ مذہب کی تعریف بیان کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔ یہ لفظ زبان پر ہزارون برس سے ہے۔ اور وہی ایک لفظ اوسکے لئے قایم رکہا گیا جبکہ وہ ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منقلب ہوتا گیا۔

صفحہ ۱۴۔ مختصرا چند تعریفات مذہب کی بیان کیجاتی ہین۔

بموجب راے کانٹ کے مذہب اخلاق ہے۔ جبکہ ہم اخلاق کے کانونکو حکم خدا سمجھے ہین وہی مذہب ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مذہب کبھی عمل کے قابل نہین ہے۔ اور نہ انسان کی زندگی پر اوسکے اثر ڈال نیکی ضرورت ہے۔ صرف اخلاق انسان کیلئے کافی ہے اور وہ جماعت بیچارہ ہے جو مذہب کو اخلاقی کام کے ترغیب دینے مین داخل کرتے ہین۔ مذہب ایک علم ہے۔ وہ انسان کو اپنے نفس کی خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے۔ اور دل کی تسلی اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ یہ تعریف فچٹ مذہب کی کرتا ہے۔

صفحہ ۱۹۔ ایک تیسری اور تعریف مذہب کی شرئیشر کرتا ہے۔ اوسکی رای کے بموجب مذہب ایک کلیتاً بھروسہ کرنا ایسے پر ہے جو کہ ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کر سکتے۔

صفحہ ۲۱۔ کامٹی ایک اہل فرانس یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہب اور مذہبی پرستش اوسکی کیجائی نہ یہ کہ وہ اور کی کرے۔

جریح اسپر اور اضافہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے۔ اور مذہب سے جا بجا اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۲۔ بالآخر مذہب کی یہی تعریف ہو سکتی ہے۔ ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھے ہین۔

صفحہ ۲۹۔ اکثر لوگ جو فلسفی اور آزاد خیال کے ہین اونکی یہ راے ہے کہ مذہب کی

تشریح یا تعریف کرنا بالکل فضول ہے خواہ وہ مذہب باطل ہو یا سچا۔ اور اونکی دلیل یہ ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد یہی ہے کہ مذہب کا مدعا انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہ فلسفہ کا اصول ہے۔ اور جو شخص کہے کہ بجز حس اور عقل کے مذہب کو وہ سمجھا سکتا ہے تو وہ ثابت کرے۔

صفحہ ۱۴۳۔ اگر حواس اور عقل کے ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے۔ اور اگر مذہب سمین نہین آسکتا تو وہ واہیات ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مین ایک ہی قوم کے مذہب پر بحث کرونگا۔ اور وہ قدیم قوم ہند کے آریا ہین۔

حصہ دویم مذہب کا مرکز

آیا قابل گرفت کے اشیا ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔

صفحہ ۱۶۔ ڈی بروس کا یہ خیال ہے کہ وحشی اقوام جو ہڈی۔ پتھر۔ ہتیار۔ اور ایسی قسم کی قابل گرفت چیزون کو پرستش کرتے ہین یہی ابتدائی حالت ہر قوم کے مذہب کی ہے۔ اور اسکے بعد تعدد دیوتاؤن کا ہوا۔ اور پھر وحدانیت کا خیال پیدا ہوا اور وحدانیت قائم ہوئی۔

صفحہ ۱۸۔ عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور مذہب ہے۔ اور ہم کہ سکتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے کہ جسمین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا ایک جزو ہے

صفحہ ۱۰۹- مسٹر ڈیس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ وحشی اقوام مین فیٹش یعنی قابل گرفت کے شئ مذہب نہین ہے - اونکا مذہبی خیال جداگانہ ہے اور فیٹش مذہب نہین ہے اور نہ وہ آغاز مذہب کا ہے -

(باب ۳)

(قدیمی علم ادب ہندوستان اور آغاز مذہب)

صفحہ ۱۳۳- یہ بہت مشکل ہے کہ اسٹریلیا - امریکہ - افریقہ - کی اقوام سے مذہب کا آغاز دریافت ہوسکے - مگر کسی قدر سہولت اون مذاہب سے ملیگی جنکے تاریخی حالات موجود ہین اگرچہ انمین بہی یہ مشکل ہے کہ جتبک مذہب ایک شخص اور اوسکے مقلدین ہین محدود رہا اوسوقت کے حالات ٹہیک معلوم ہوسکین - یہ مقولہ شخصی مذہب - اور جماعتی مذہب دونون پر صادق آتا ہے اور دوسری مشکل یہ ہے کہ تمام مذاہب کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان کی فطرت مین ہے کہ مذہب مین مبالغہ افسانہ کے طور پر بہت داخل کردیا جاتا ہے -

صفحہ ۱۳۵- ہند کے موافق کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ جس سے عمدہ موقع ابتدائی اور آیندہ نشو و نما مذہب کا معلوم ہوسکے مین بالقصد نشو نما - اسوجہ سے کہتا ہون کہ ہند مین تاریخ کا نام نہین ہے -

صفحہ ۱۳۸- مذہب برہمن مین ایک بڑا انقلاب بودہ مذہب نے پیدا کیا -

صفحہ ۱۳۹- اس مذہب کا اصل فروغ ۳۴۵ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے عہد

صفحہ ۱۴۰- اسوکا مین ہوا - بودہ مذہب اگرچہ یہ تبدیل ہیئت برہمنی مذہب

۱۴۱ - تھا مگر بودہ وبید کو الہامی کلام نہ سمجھتے تھے الہامی کلام قرار دینا
۱۴۴ - برہمنون کی اختراع ہے - خود وید کے شاعر الہامی ہونا نہین ظاہر کرتے
صرف بودہ ہی نہین اوس سے قبل بھی اشتباہ الہامی ہونے پر ظاہر کیا جاتا تھا -

صفحہ ۱۴۹ - وید کے علم ادب کے چار درجہ ہین -
اول زمانہ ستر اکا قبل ۵۰۰ برس حضرت عیسی کے ہے -

صفحہ ۱۵۰ - ستر اعہد کی یہ غرض تھی کہ علم جو برہمن کی آبادی مین پھیلا ہوا ہے وہ یکجا کیا جائے -

صفحہ ۱۵۳ - دوسرا عہد برہمنان کا ہے - یہ ۶۰۰ سے ۸۰۰ تک قبل عیسیٰ کے ہے
اوسکی اصل غرض قربانیون کے بیان کرنیکی ہے اوسی مین بالآخر اپنشاد سب سے قدیم ہند فلسفہ ہے -

صفحہ ۱۵۴ - تیسرا عہد منترا کا ہے - یہ حضرت عیسیٰ سے ۸۰۰ تا ۱۰۰۰ برس کی ہے
اس زمانہ مین چارون بید یکجا ہوئے -

صفحہ ۱۵۶ - چوتھا عہد کہانڈا کا ہے - یہ ۱۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی کے ہے -
یہ زمانہ وہ ہے جب بید کی قربانیان آہستہ آہستہ فروغ پاتی جاتی تھین اور بید کی شاعری بڑھتی تھی -

صفحہ ۱۵۷ - بید بذریعہ حفظ کرنیکے یاد رہا -

۴ - لیکچر

پرستش محسوس - نیم محسوس - غیر محسوس - ایشیائی کے -

صفحہ ۱۷۳ - ہم اوس راہ سے چلنا چاہتے ہین جسکو ہر شخص پسند کرے - یعنی کہ جو علم بذریعہ حواس کے حاصل ہو وہی سیدھا ہے - تمام مذہب دنیا کے اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف اس ایک امر مین متفق ہین کہ اونکے مذہب کا ثبوت بتامہ حواس سے نہین ہے -

صفحہ ۱۷۴ لغایت ۱۷۶ - مگر یہ حیرت ہے کہ انسان اور سب امور مین ذی ہوش ہے اس خاص امر مین ابتدائے دنیا سے آج تک مخبوط اور مجنون رہا - جواب سکا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم سے یا دیوتاؤن نے کہا - (یعنی بیرونی الہام) یا یہ کہ ہمکو خود یہ معلوم ہوا (اندرونی الہام) ہمکو شک نہین کہ قدرے اس جواب مین اصلیت ہو - مگر وہ نکالنی چاہیئے -

صفحہ ۱۷۷ - سوال یہ ہے کہ کسطرح سے ہمارے اجداد آریا کے ذہن مین ایک دوسری دنیا اس موجودہ کے علاوہ ذہن مین آئی جسے وہ نہ دیکھتے تھے - حواس کے دو حصہ ابتدائی حالت انسان مین تھے - یعنی لامسہ - شامہ - ذائقہ - ان سے جو اشیا نہو وہ زیادہ صحیح ہوگا - بہ نسبت اسکے باصرہ - یا سامعہ سے معلوم ہو بغیر اسکے کہ اول سے تصدیق نہو -

صفحہ ۱۸۰ - حواس سے تمیز ہونیوالے دو قسم کے ہین - اول محسوس - دوئم نیم محسوس
۱ - اول اشیائے مثل پتھر - ہڈی - کوڑی - جانور وغیرہ جو لمس مین آسکتے ہین -
۲ - دوسرے درخت - دریا - پہاڑ - زمین - جسکا ایک جزو لمس مین آئے -
دوسری قسم کی اشیا - اکثر حیرت پیدا کرنیوالی ہین - اپنی عظمت اور قد اور طول سے اور اثر سے -

صفحہ ۱۸۵ - ایک تیسری قسم کی اشیای ایسی ہین کہ اونکا ایک جزو بھی محسوس نہین ہوسکتا اور یہ غیر محسوس قرار دیگئی - مثل ہوا - ابر - رعد - آسمان سورج چاند - ستارہ - صبح - شام - پہلی قسم کے اشیای کو وہ لوگ جوکہ اسکے قائل ہین کہ آغاز مذہب کا قابل گرفت کے اشیاے کی پرستش سے ہوا سمجھتے ہین کہ یہی ابتدا مذہب کی ہے - مگر دوسری قسم کی اشیای کو مین نیم دیوتا - اور تیسری کو پورا دیوتا سمجھا ہون -

صفحہ ۱۸۶ - قدما کے خیالات اونکے دیوتاؤن کے حالت مین منقول کرتا ہون ایپی کرمس کہتا ہے کہ دیوتا - ہوا - پانی - زمین - سورج - آگ - ستارہ - تھے پروڈکس کہتا ہے کہ قدیم زمانہ کے لوگ چاند - دریا - چشمون - کو جو نافع تھے دیوتا سمجھتے تھے -

سیزر جرمن لوگوں کے مذہب کی بابت کہتا ہے کہ وہ سورج - چاند - آگ کی پرستش کرتے تھے -

ہیروڈوٹس کہتا ہے کہ ایرانی سورج - چاند - آگ کو پوجتے تھے -

صفحہ ۱۸۷ - بید کے سب سے پرانے اشعار دریا - پہاڑ - ابر - زمین - آسمان طلوع - غروب - سورج - یعنی نیم محسوس - اور غیر محسوس اشیار کی طرف منسوب ہین -

صفحہ ۱۹۰ لغایت ۲۰۲ - تمام پرانی قسم کے اشعار بید کی جو پرستش مین پڑہے جاتے تھے دیوتاؤن سے خطاب کرکے ہوتے تھے مگر اوسوقت لفظ دیوتا کی وہ عظمت اور معنی نہ تھے جو اب سمجھے ہین - اوسوقت ہندوؤن مین خیال دیوتا کا ذہن

مین منعقد نہین ہوا تھا اور جو ایسے اشعار بناتا تھا او سکو ریشی یا مؤلف کہتے تھے۔
خیال کرنے مین اشیاے مخلوقہ کے انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا جاتا تھا۔
صفحہ ۲۰۴-۲۰۵ - اول قسم کے اشیاے بید کے اشعار مین صنعت کے لحاظ سے ہین مگر قسم دوم کی اشیاے جابجا بید مین دیوتاؤن سے منسوب ہین -
صفحہ ۲۱۸ - ہمنے اوپر ذکر کیا ہے کہ آسمان روشنی دینے والا اور روشن کرنیوالا دنیا کا ابتدًا خیال کیا جاتا تھا اور اوسکو ڈیوس کہتے تھے - اوسی آسمان کے بجاے اب بہت سے دیوتا قائم ہوگئے جنسے افعال آسمان کے ظاہر ہوتے تھے - اور علاوہ اسکے صرف فعل ہی نہین بلکہ یہ ظاہر ہوا تھا کہ تمام دنیا پر وہ محیط اور محافظ ہے اور اوسی سے بجاے آسمان کے خیال اوس دیوتا کا پیدا ہوا جو سب پر محیط اور محافظ ہے (نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آسمان - پھر متفرق ستارے جو آسمان مین ہین اور نیز مجموعی خیال کرتے کرتے انسان کے ذہن مین آیا کہ کوئی ایسا دیوتا ہے جو سب پر حاوی اور محیط ہے -)
صفحہ ۲۲۰ - ہمنے اوپر کے مضامین سے یہ دکھلا دیا کہ کس طرح سے انقلاب ظاہر سے غائب (نیم محسوس - غیر محسوس) کی طرف ہوا - اول اشیاے روشن جنکو مس کر سکتے تھے مثل دریا کے جنکو دیواس کہتے تھے - دوئم وہ اشیاے جنکو سن سکتے تھے مثل رعد اور دیکھ سکتے تھے مثل سورج کے دیواس کہتے تھے -
اسے پرانی سڑک سے معلوم شے سے نامعلوم تک پہونچے -
صفحہ ۲۲۱ - مگر معترض یہ کہ سکتا ہے کہ یہ ترقی نامناسب ہوئی کہ اس سے کثرت سے وحدت ہوئی - اور بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ الحاد ہوگا میرا جواب یہ ہے کہ واقعی یہ امر

سچ ہے۔ بید کے آریا اس راہ سے ایک راستہ کو چھوڑتے چھوڑتے کثرت سے وحدانیت۔ اور بعد ازان الحاد۔ پر پہونچے۔ مگر بعد انکار پُرانے دیوتاؤن کے ہندوؤن نے سکوت نہین کیا تا وقتیکہ اونہون نے یہ نہ دریافت کرلیا کہ اون دیوتاؤن سے برتر کون ہے۔ یعنی جان موجودات کی۔ اور نیز اپنے نفس کو بہی پہچانا۔ ہم بہی آریا لوگون کی مثل ہین جب ہم کوئی فعل دیکہتے ہین تو اوسکے فاعل کو ڈہونڈتے ہین اور جب کوئی واقعہ دیکہتے ہین تو اوسکا کرنیوالا تلاش کرتے ہین۔

صفحہ ۲۲۲۔ انسان درجہ بدرجہ اس راہ مین بڑہتا گیا ہے۔ جون جون آگے بڑہا دنیا چہوٹی نظر آنے لگی اور آسمان قریب معلوم ہونے لگا۔ ہر درجہ پر ہمارا منظر بڑہتا گیا۔ اور ہمارے لفظون کے معنی متین ہوتے گئے۔

صفحہ ۲۲۳۔ پانچ ہزار برس گزرے جب آریا نہ سنسکرت نہ یونانی نہ لیٹن زبان بولتے تھے مگر اوسکو دیوپتر آسمانی باپ کہتے تھے۔

صفحہ ۲۲۴۔ چار ہزار برس ہوے کہ آریا ہلسپانٹ کے کنارہ پر اوسکو ذیوس آسمانی باپ کہتے تھے۔ (مراد یونانیون سے ہے) ہزار برس ہوے کہ آریا اٹلی کے اوس روشن آسمان کو دیکہتے تھے اور اوسکو جپٹر کہتے تھے یعنی آسمانی باپ۔ اور ہزار برس ہوے کہ ہمارے اجداد تاریک جنگلون جرمنی مین آخر دفعہ ذیواؤ کی زبان سے نکلا۔ مگر کوئی خیال کوئی نام ہمیشہ کیلئے ضائع نہوا۔

لکچر ۵۔ خیال غیر محدود کا اور قاعدہ کا۔

صفحہ ۲۲۵۔ ان لکچرون سے میری غرض یہ نہین ہے کہ کسی خاص قسم کے مذہب کی

تائید یا تردید کرون - اس کام کے اور بہت سے ہین - میرا خاص کام اور اس
بانی لکچر کی غرض اور ہی ہے - وہ غرض تاریخی اور علمی ہے - ہمکو یہ جاننا چاہیئے
کہ مذہب کسطرح سے ممکن ہے - کسطرح سے انسان مین مذہب داخل ہوا اور ترقی
کیا ہے اور یہ کیسے ہوا -

صفحہ ۲۲۶ - یہ ہم کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے
اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس و دروازہ ادراک - اور جو اور دروازہ
خواہ وہ دروازہ الہام ہو خواہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو غلط ہے -

صفحہ ۲۲۷ - مین نے اولاً اس امر کے ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ خیال غیر محدود کا
جو اصول تمام مذہب کا ہے وہ بذریعہ ادراک لاشئے کے ظاہر نہین ہوا - اگر خیال
غیر محدود کا حواس پر منحصر نہین ہے - ہمکو اپنے مقولہ کے بموجب رد کرنا چاہیئے -
مثل سر ہملٹن کے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ خیال غیر محدود کا منطقی ضرورت ہے ہماری
طبیعت ہی ایسی مخلوق ہوئی ہے کہ جب ہم وقت یا جگہ کا مقام منحصر کرینگے ہمکو
اوسوقت معلوم ہوگا کہ اس کے آگے بھی وقت اور جگہ ہے - اگرچہ مین نہین کہتا کہ
اس دلیل مین صحت نہین ہے مگر اپنے مخالفون کو اسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کرسکتا
جسطرح سے ادراک محدود اشیا پر بذریعہ حس اثر کرتا ہے اوسی طرح سے مذہب
غیر محدود پر جو محدود کیساتھ ہے اثر کرتا ہے -
جسکو ہم حواس اور عقل اور اعتقاد کہتے ہین وہ سب کام ادراک کے ہین -

صفحہ ۲۲۸ - تاریخ قدیم مذہب ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ بالمرہ یہ ارادہ کیا گیا کہ غیر
محدود کا کوئی نام رکھین جو پردہ محدود مین مستور ہے - یہ مذکور ہو چکا ہے کہ

کس طرح سے آریا غیر محدود کو درخت۔ دریا۔ پہاڑون۔ سورج۔ چاند۔ رعد۔ بجلی۔
مین سمجھتے تھے اور اونہین وجود ایک شئے کا خیال کرتے تھے جو نظر نہین آتے تھے۔ اور
بالآخر قدیم آریا اوس خیال پر یہان تک بڑہے کہ ایک باپ آسمانی کا خیال آیا۔
صفحہ ۲۴۲ لغایت ۲۴۳۔ ہندؤن کے دلون مین خیال گناہ۔ اور دوسری دنیا کا۔
اور غیر فانی ہونیکا تغیرات جو دنیا مین واقع ہوتے تھے اونکو دیکھکر اور خیالی دیوتاؤن
کو ذہن مین رکھنے سے پیدا ہوئے۔
صفحہ ۲۴۲۔ انہین ہندؤن کے ذہنون مین خیال ایک قسم کے اصول اور قاعدہ کا
تغیر متواتر واقع ہونے سے آیا (اور اسیوجہ سے جب خیال مذہب جم گیا وہ ہمیشہ
کیلئے اونکے ذہنون مین جانشین ہوگیا۔

لکچر ۶۔

صفحہ ۲۶۱۔ اس امر کا خیال کرنا بالکل فضول اور غیر ضروری ہے کہ مذہب کا آغاز
وحدانیت یا تعدد وحدانیت سے ہوا۔ جسقدر کہ تعلق مذہب اہل ہند اور اہل
یورپ کا ہے یہ خیال بیکار ہے۔
صفحہ ۲۶۲۔ بجاے اسکے کہ عام مذاہب کو مذہب یہود کا بگڑا ہوا خاکہ خیال کرین
محققین کو چاہئے کہ مختلف مذاہب کے تاریخی حالات ترقی کے دریافت کرین
اور اونکی ترتیب کرین۔ اور پھر اوسپر راے زنی کرین۔
صفحہ ۲۶۴۔ یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ ابتدائی حالت مین وحدانیت کا خیال ہو
مثلاً اگر کسی مشنری سے کہئے کہ دقیق اصول عیسائیت کے وحشی اقوام کو سمجھاؤ

تو بہلا یہ ممکن ہو گا - کثرت - یا وحدانیت کے خیال مین پڑنے سے اس امر کی تحقیق کافی ہے کہ اقوام مین کسطرح سے خدا کا خیال پیدا ہوا -

صفحہ ۲۶۶ - ۲۶۸ - ۲۹۹ - ہندؤن کے مذہب پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونہین تعدد - یا وحدانیت عامہ کا خیال پیدا نہین ہوا - بلکہ وحدانیت شخصی سے وہ چلے - سورج - چاند - وغیرہ کو جدا جدا افعال کا فاعل سمجھتے تھے - اور بالآخر مجموعی حالت پر اسی سے وہ نظر ڈالنے لگے - ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتے دیتے وحدانیت کے آثار پیدا ہونے لگے -

صفحہ ۳۰۴ - پھر ایک دیوتا کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کرکے الحاد کی صورت پیدا ہوئی -

صفحہ ۳۱۰ - ۳۱۲ - الحاد کی شکل کچھ کچھ بودہ مذہب مین نظر آتی تھی - مگر درحقیقت وہ الحاد ایسا نہ تھا کہ جس سے قطعًا بطلان خالق کا ہو -

لکچر - فلسفہ تہذیب و مذہب

صفحہ ۳۱۸ - جبکہ آریا ہند کا یہ خیال ہوا کہ اونکے سب دیوتا محض نام ہی نام ہین تو اوسوقت وہ اوس سے بالکل منحرف ہوجاتے جسکی کہ مدتہاے دراز سے پرستش کرتے تھے - ایسا ہی خیال اہل یونان - روم - جرمن - مین بہی دیوتاؤن کی بابتہ پیدا ہوا مگر مذہب عیسوی نے آکر انسان کے خیال مذہبی کو طمانیت دی - ہند مین کوئی ایسا مذہب باہر سے آنیوالا نہ تہا - جسکی وجہ سے برہمن اپنے دیوتاؤن کو چہوڑکر اوسمین پناہ لیتے - اونہون نے بجاے اسکے کہ مثل یونانی - رومی جرمنی کے پچھلے دیوتاؤن کو چہوڑکر نیا راستہ لیتے پرانی راہ پر چلنے لگے - اگرچہ اونہون نے

پرانے نام ترک کیئے مگر جس اعتقاد سے کہ اونہین وہ نام رکھا تھا وہ نہ چھوڑا۔
پرانے دیوتاؤن کی قربانی گاہ خراب اور ویران کرکے اونہین پریشان مصالحہ سے
نامعلوم اور حاضر ناظر کے نام قربانی گاہ بنائین۔

مین نے اس محقق کے سات لکچرون کا انتخاب کیا ہے۔ اور ہر ایک لکچر کی بابت
علٰحدہ بحث ہوگی۔

لکچر اول۔ اس مین تعریفات مذہب بموجب اقوال حکمار کے بیان کی ہین اور آخر
مین اپنی راے سے تعریف لکھی ہے۔ انمین ایک تعریف بہی واقعات مذہب سے
منطبق نہین ہوتی۔

۱۔ کانٹ کہتا ہے کہ مذہب اخلاق ہے۔ بیشک اخلاق بہی ایک جزو مذہب
ہے مگر محض اخلاق پر مذہب کا انحصار نہین۔ مذہب مین مقدم توحید ہے۔
اوس سے اخلاق سے کیا تعلق ہے۔

۲۔ فچٹ تعریف مذہب کی یہ بیان کرتا ہے۔ مذہب اپنے نفس کے خیال کرنیکی قوت
دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کہولتا ہے اور دل کا اطمینان اور دماغ کی صفائی پیدا
کرتا ہے۔ یہ ذکر مذہب کی تاثیرات کا ہے۔ یہ واقعات مذہب نہین ہین۔

۳۔ شلمسر مذہب کی بابت یہ کہتا ہے کہ مذہب کلیتًا بھروسہ کرنا ایسے پر ہے کہ
جو ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کرسکتے۔ یہ تعریف مذہب کی
نہوئی۔ بلکہ اعتراضًا یہ مذہب کا نقص ظاہر کیا جاتا ہے۔

۴۔ کامٹی یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہبی پرستش اوسکی کیجائے
نہ یہ کہ اور کی کرے۔ یہ بہی ایک لغو اعتراض ہے۔ اور مضحکہ اوڑانا ہے۔

۵ - فیبر ج پہلے سے لغویت مین اور بہی بڑہگیا ہے - وہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی
محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے - اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے - اور
مذہب سے جابجا اسکی تصدیق ہوتی ہے -
۶ - بالآخر مصنف اپنی یہ راے ظاہر کرتا ہے - ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے
جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھتے ہین - اس تعریف سے اور بہی ابہام پیدا
ہوگیا - بغیر ایمان کی تعریف کے مذہب سمجھ مین نہین آسکتا -
لکچر دوم - قابل گرفت کے اشیا ، موجودات سے آغاز مذہب کا ہوا - اس لکچر مین
مصنف نے وحشی اقوام کے مذہب کا حوالہ دیا ہے کہ وہ ہڈی - پتھر - ہتیار - کی پرستش
کرتے تھے - اور بعض کا خیال ہے کہ یہی ابتدائی حالت ہر مذہب کی ہوتی ہے -
یہ محض استنباط ہے اور حجت بلا ثبوت ہے - خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ مین لکہا ہے
کہ مسٹر وٹیس کی راے یہ ہے کہ یہ چیزین وحشی اقوام مین مذہبی پیرایہ سے پرستش
نہین ہوتین - واقعی یہ راے صحیح ہے - ہندوستان مین کایتھ کی اقوام مین قلم دوات
کی پوجا ہوتی ہے - اور یہ قوم خدا کو مانتی ہے - بوجہ اسکے کہ اس قوم کا پیشہ نوشت
وخواند کا ہے اور قلم دوات ذریعہ نوشت وخواند کا ہے اسلیئے اوسکا ادب اور تعظیم کرتے
ہین اور اوسکے اوصاف کے اظہار کیلیئے سال مین ایک وقت معین کرلیا ہے مہذب
اقوام مین بہی دستور ہے کہ نامور اشخاص کی استعمالی اشیار بطور یادگار کے رکہتے ہین
اور ایک وقت معین پر اونکی نمائش کرتے ہین - ایسی یادگارین تبرکا وحشی قومین بہی
رکہتی ہونگی - یہ ہرگز بنیاد مذہب کی نہین ہوسکتی - بالآخر خود مصنف بہی صفحہ ۱۴۳
مین لکہتا ہے کہ وحشی اقوام سے آغاز مذہب کا ثابت ہونا مشکل ہے - لہذا آریہ

مذہب کے نشو نما پر بحث کرونگا۔ اس مذہب کے حالات کثرت سے ملتے ہین مصنف نے
باقی لکچرون مین آریہ مذہب سے بحث کی ہے۔

لکچر سویم ۔ مین وید کے فروغ کے چار درجہ قرار دئے ہین ۔

۱۔ سنترا عہد ۔۔ ۵ برس قبل عیسٰی ۔ اس زمانہ مین برہمنون کا علم یکجا ہوا۔

۲۔ عہد برہمنان ۲۰۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۸۰۰ قبل عیسٰی قربانیون کی تشریح ہے ۔

۳۔ عہد سترا ۸۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۱۰۰۰ قبل عیسٰی چارون وید یکجا ہوئے ۔

۴۔ عہد کہانڈا ۱۰۰۰ برس قبل عیسٰی ۔

جب قربانیون کا فروغ ہوتا جاتا تھا ۔

لکچر چہارم ۔ مین یہ بحث ہے کہ کائنات مین تین قسم کی اشیاء ہین دو انسان کی گرفت مین کم وبیش آتی ہین ۔ تیسری گرفت سے باہر ہے ۔

۱۔ محسوس مثل ہڈی ۔ پتھر ۔ کوڑی ۔ جانور وغیرہ ۔

۲۔ نیم محسوس ۔ زمین ۔ پہاڑ ۔ دریا ۔ درخت وغیرہ ۔

غیر محسوس ہوا ۔ ابر ۔ آسمان ۔ رعد ۔ سورج ۔ چاند ۔ ستارہ ۔ صبح ۔ شام ۔

مصنف کی رائے یہ ہے کہ اول قسم کی اشیاء کی بابت بعض کا خیال ہے کہ انکی قدردانی محض صنعت کے خیال سے ہے ۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ آغاز مذہب کا ہے ۔ دوسری قسم کی اشیاء نیم محسوس کی بابت مصنف کی رائے ہے کہ اونکو آریہ ۔ یونانی پرستش کرتے تھے ۔ اور اونکو دیوتا سمجھتے تھے ۔ اور ان دیوتاؤن کے ہاتھ مین نظام عالم تھا اور وہ سب پر محیط تھے ۔ اس خیال کی ترقی ہوئی اور پھر یہ سمجھنے لگے کہ کوئی ایک ایسا دیوتا ہے جو سب پر محیط ہے یعنی خدا کا خیال قائم ہوا مطلب یہ ہے کہ اول

نیم محسوس جو حس و ادراک کے اندر ہے اوسکی پرستش کی۔ بعدازان غیر محسوس جنکو دیکھ سکتے تھے یا سُن سکتے تھے اونکو دیوتا بنایا۔ اور ان دیوتاؤن کو دنیا پر محیط سمجھا۔ بعدازان ایک دیوتا یعنی خدا سب پر محیط سمجھنے لگے۔ یہ سب ترقی حس و ادراک کے ذریعہ سے ہوئی۔ اسلیئے اسپر اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔

لکچر نمبر ۵ - ۶ - ۷ - کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے ذہن مین ابتداءً خدائے غیر محدود کا خیال قائم نہین ہوا۔ بلکہ درجہ بدرجہ حس و ادراک کے ذریعہ سے ترقی کرنے مین یہ مرحلہ نیم محسوس طے کرنا پڑا۔ اور اس مرحلہ پر پہونچکر ایک آسمانی باپ قرار دینا پڑا۔ مصنف کا یہ محض خیالی منصوبہ ہے۔ اور واقعہ کے خلاف ہے۔ اور یہ درجہ بدرجہ ترقی قیاس مین نہین آتی۔ مذہب مین تجربہ داخل نہین ہے بلکہ عقیدہ ہے اور عقیدہ مین درجہ بدرجہ ترقی اختیاری نہین محض اتفاقی ممکن ہے۔

رگ وید سب سے قدیم ہے اوس مین جہان سیارون کی تعریف ہے وہان خدا واحد کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھو انتخاب آریہ)

پس ایک ہی زمانہ مین خدائے واحد کا خیال ہندوؤن مین تھا اور اوسیوقت مین سیارون کی بھی وہ تعظیم کرتے تھے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ یا ایک ہی گروہ دونون قسم کی پرستش کرتے تھے یا یہ ہوسکتا ہے کہ خواص خدا پرست تھے عوام کواکب پرست تھے۔ مگر یہ نتیجہ نہین ہوسکتا کہ اول کواکب پرست تھے بعدہ خدا پرست ہوئے۔ یہی محقق اپنے لکچر دوئم مین خود فرما چکے ہین کہ فلسفی اور آزاد خیال والون کی یہ راے ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ مذہب کا مدعا (یعنی خدا) انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ باوصف اسکے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اسقدر

تو تمام دنیا کے فلسفی اور صاحب مذہب یہ کہہ رہے ہین کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا مگر چار ہزار برس پہلے انسان موجودات کی پرستش کرتے کرتے غیر محدود کو سمجھ گیا۔ اور اوسپر پورا بھروسہ اور یقین بہی ہوگیا۔ اور اوسکی عبادت بہی کرنے لگا۔ حالانکہ نہ وہ حس وادراک مین آیا اور نہ ظاہری نفع جیسا سورج چاند وغیرہ سے ہوتا تہا وہ ظاہر ہوا۔

خداپرستی محض آخر سبب فرض کر لینے سے نہین ہوتی۔ موجودات مین سیارون کی پرستش شروع ہوئی تو اونکے تاثیرات کے اعتقاد سے ہوئی یا یہ کہ وہ ایرانیون مین قبلہ نماز تھے انسانونکی پرستش ہوئی تو اونکے ناموری کے باعث ہوئی۔ برہما۔ بشن مہیش کے پرستش شنکراچارج۔ اور راماننددوغیرہ بزرگون کے اعتقادات اور ہدایت سے ہوئی۔ (بت پرستی کا مضمون لائق ملاحظہ ہے)۔

اس یورپین محقق پر تعجب ہے کہ ایک مذہب کے نشو نما کا فرضی منصوبہ قائم کرکے یہ اصول بنا دیا کہ درجہ بدرجہ بت پرستی سے ترقی کرکے خداپرست ہوئے ہین۔ یہ منصوبہ صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ حس وادراک سے مذہب کا پیدا ہوتا ثابت ہوجاے اور بالآخر ڈارون کا مسئلہ ارتقا اوس مین داخل کرکے فلسفہ خداپرستی کی تکمیل کردیجاے اور یہ نہ سوچا کہ رہنمایان مذہب اہل کتاب نے جو خداپرستی بتلائی ہے وہ صریح اس فرضی اصول کے خلاف ہے اوس مین پیوند کیسے لگایا جائیگا۔ ہان یہ سوچا ہوگا کہ انکو مقلد آریہ کا بنا دینگے اور ان رہنماؤن کیلئے کہدینگے کہ خدا کو سن سنا کر خود ادعا کیا۔

اس فرضی منصوبہ پر یہان تک اس محقق کو وثوق ہے کہ لکچر نمبر ۵ کے صفحہ ۲۲۹ مین یہ لکھتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو۔ دو دروازون سے

اونکو داخل ہونا چاہئیے۔ یعنی دروازہ حس وادراک سے۔ اور جو اعدو دروازہ سے داخل ہو خواہ وہ دروازہ الہام ہو۔ خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی ہو وہ غلط ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ جو رہنما الہام کے ذریعہ سے خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہین اور اوسکا اعلان کرتے آئے ہین وہ خدا پرستی کی تعریف مین نہین آتے کیونکہ درجہ بدرجہ ترقی نہین کی۔ صاحب ممدوح نے جو نتیجہ مذہب اہل ہند کے نشو ونما سے نکالا ہے یہ نتیجہ اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب اہل ہند کی ابتدائی حالت بہی مان لیجا سے جو اس لکچر مین ظاہر کی ہے۔ مگر اہل ہند کو تمام یورپ آریا قوم کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور یہ قوم جسوقت متفرق ہوئی اوسوقت اس قوم مین تہذیب قدیم تہی اور سلطنت بہی قائم ہو چکی تہی۔ اور قبل متفرق ہونیکے یزدان پرستی اس قوم مین تہی۔ اور سیارے اور آگ قبلہ نماز تھی اور یہ امر مضامین سابق مین ثابت ہو چکا ہے۔ تو ہند مین اگر جو انقلاب مذہبی خیالات مین ہوا اوسکو ابتدائی حالت نہین کہ سکتے۔ علاوہ اسکے مذہب خواہ علمی اور فلسفیانہ طریقہ سے ثابت ہو یا نہو یہ حس وادراک سے پیدا نہین ہوا۔

مذہب اہل دنیا کی خواہشات نفسانی کی اندرونی روک ہے۔ اور بیم اور رجا اوسکے آلہ ہین۔ جنسے انسان کی خواہشات پر ہر وقت اور ہر جگہ اثر پہونچتا ہے۔ جہان شاہی احکام کا اثر نہین پہونچتا۔ وہان مذہب کا اثر موجود ہوتا ہے۔ مذہب سے انسان اپنی کمزوری پہچانتا ہے بادشاہ کا وہ مقابلہ کرسے مگر مذہب کا وہ مقابلہ نہین کرسکتا۔ اور اپنے آپ کو بے حقیقت سمجھتا ہے۔ مذہب سے ہی

انسان ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ تمام دنیاوی سامان جہان اوسکی مدد نہین کرسکتے مذہب اوسکو ایسا قوی کردیتا ہے کہ آفت اور مصیبت کو وہ آسانی سے برداشت کرتا ہے - یہ ہرگز حس و ادراک کا کام نہین ہے - جہان تک آثار ظاہری پر بڑہنے کا تعلق ہے ہم بالکل میکس میولر سے متفق ہین - مگر آخر پر جو روکنے کا سبب نامعلوم قدرت پر ہے اوس سے ہم کیا سب ذی ہوش انکار کرینگے - کیونکہ اس نامعلوم قدرت کا ظاہری انتفاع کچھ نہین - اور اگر محض فرض کرلینا ہمارا مقصود ہوتا تو کیون نہین چاند - سورج - بجلی - رعد - پرندے کے وہ بظاہر سب مخلوقات مین بڑے تھے - اور ذی منفعت باہیبت اور باجاہ و جلال - اور شان و شوکت کے جب ایسی عظیم الشان قدرتون پر ہمارا ٹہکانا نہوا - اور انکو بھی ہمنے چھوڑا تو منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہم لامذہب اور ملحد اور دہریہ اور محض فلسفی ہوتے - خداپرست بے کرشمہ دیکھے ہونا محال تھا - کیون ان ظاہری اشیاء کو چھوڑ کر ایک بیجان اور بے ٹہکانہ شے قبول کرتے -

مذہب کا داخل انسانی معاشرت ہونا ابتدای سے ثابت ہے - مذہب مجوس - بابل - مصر - مین ابتدا ہی سے خالق کائنات کا خیال اور اوسکی پرستش ہوتی تھی - قدیم قومون مین جسقدر تخیل کو دخل بوجہ ناتجربہ کاری کے تھا اوسی قدر تعصب بھی تھین - ان قومون مین خدا کا خیال جم جانا ممکن نہ تھا - بغیر اسکے کہ اوس قدرت کے ظاہری کرشمہ کسی ذریعۂ مستقل یعنی رسالت سے نہ پہونچتے - نجوم بالعموم قدیم قومون مین تھا مگر نجوم کے اتفاقیہ عمل سے اوسکی مضبوطی انسان کے دلون مین ہوتی محض ایک صانع فرض کرلینے سے متواتر اوس پر انسان کا جارہنا قیاس مین نہین آتا -

مذہب جبکہ انسانی ضرورت سے ظاہر نہین ہوا۔ اوسکی قدامت اور متواتر مختلف قومونین خدا کا تصور قایم ہونا بجز اسکے کہ یہ فطرت کی ودیعت ہو۔ دوسری صورت قیاس مین نہین آتی۔

یہانتک جج قوج لکچر کے ہر جزو پر ہوئی۔ اور اوسکے ضمن مین مذہب کی تشریح بہی ہوگئی اب عموماً سرسید اور مسٹر میکس میولر کی رائے کا موازنہ کرنے کے نتیجہ نکالا جائیگا یعنے دونون محققون کے حالات اور رائے پر خوب غور کیا اور مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ سرسید کا خیال مذہب کے حقیقت کی طرف گیا ہے۔ چونکہ وہ ضمنی بحث تہی اسلئے اوسکی تکمیل نہین کی اور سرسری طور پر ختم کیا۔ اور یورپین محقق مسٹر میکس میولر کے لکچر کا موضوع یہ تہا ہمکو یہ جاننا چاہئے کہ مذہب کسطرح ممکن ہے۔ کسطرح سے انسانین مذہب داخل ہوا۔ اور مذہب کیا ہے اور کیسے ہوا (صفحہ ۲۲۵) صاحب ممدوح لکچر شروع اسطرح کرتے ہین۔ ہم یہ کہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اوپر ہو دو دروازون سے اوسکو داخل ہونا چاہئے یعنی دروازہ حس اور دروازہ ادراک۔ اور جو اور دروازہ سے خواہ وہ دروازہ الہام ہو۔ خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو وہ غلط ہے۔ (ص ۲۲۶)۔ اس سے ظاہر ہے کہ بغیر مذہب کے حقیقت کی جانچ کرینگے کہ وہ کس راہ سے چلتا ہے اپنا راستہ خود اختیار کر لیا اور اوسی پر چلا یا یعنی موجودات پرستی سے خدا پرستی پر پہونچایا۔ یعنے خدا پرستی۔ اور بت پرستی کی بحث مین یہ ظاہر کیا ہے کہ اصلی مذہب خدا پرستی ہے۔ اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے اور خدا پرستی کا وجود بغیر رہنما اور الہام کے ممکن نہین۔ اور رہنما مین خاص فطرت مذہبی ہے۔ اور عوام مین مادہ نمایش مبدا اور معاد کا ہے۔ یعنی یہ کہ کہان سے آئے اور کہان جائینگے۔ خاص فطرت کے فیضان کا اثر عام پر پڑنے سے مذہب پیدا ہوا۔

انسان وہی کام مین ترقی کرسکتا ہے جو اوسکو بتایا یا انجا کیا ہو۔ مذہب انسان کا بنایا ہوا نہین ہے۔ مذہب بنایا یا رہبر یا رہنما کے ذریعہ سے اسکو پہنچا ہے۔ یہ قانون قدرت رہنما کو خاص فطرت ہونیکے سبب سے

منکشف ہوا اور اوس نے اپنے پیشوا پر اوسکا اعلان کیا - یہ اصل مذہب ہے - رہنما کے بعد جو ابتری
پیدا ہوئی اور قانون قدرت بگاڑا گیا یہ انسانی کام ہے - یہ بت پرستی ہے - اسی کی اصلاح کیلئے
رہنما یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے رہے ہے - مسٹر سپنسر ہیولہ کا یہ فرضی منصوبہ کسی طرح سے نہیں سلجھتا -
ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ محسوس غیر محسوس جو نفع رساں یا ہیبت ناک تھے اونکی پرستش کرنی
شروع کی - پھر غیر محسوس کی طرف عروج ہوا - اور بالآخر خدا تک پہونچے - اگر یہی واقعۂ ترقی کا
تسلیم کیا جائے تو یہ امر تسلیم کرنا لازمی ہوگا کہ انسان میں ایک خاص شے کی تلاش کی
فطرت تھی - اوسکو وہ ہر جگہ تلاش کرتا تھا - اور ناکام رہتا تھا بالآخر منشاے تلاش -
(یعنی خدا) پر پہنچکر رک گیا - مگر اس رکنے اور اطمینان حاصل ہونیکے لیئے کوئی بڑی وجہ چاہیئے
مگر محقق کے بیان میں ہم کچھ نہیں پاتے - وہ وجہ خاص فطرت (یعنی رہنما) ہے جس نے
شہادت دی کہ خدا ہے - اور میں خدا کا حکم لایا ہوں - اور اس رہنما کے افعال اور عادات
اور بے نفسی نے سب کے دلوں میں تاثیر پیدا کی - یہ حقیقی کڑی زنجیر کی محقق لگانا بھول گئے -
رہنما سے پہلے جو کچھ عمل تھا وہ مذہب نہ تھا - وہ مادہ تلاش مذہب کا تھا - رہنما نے اوسکو ٹھیک طور سے بتایا -
اور اوس سے تشفی ہوئی - مذہب کی علت غائی دنیا اور عاقبت ہے - اس دنیا میں انسان اپنی اصلاح دوسری
دنیا کیلئے کرتا ہے - دنیا میں وہ ذمہ دار اور مواخذہ دار امور مذہبی کی جہت سے قرار دیا گیا ہے اور عاقبت
میں اسکا ثمر ملیگا - علاوہ اسکے اس دنیا میں بھی اتحاد باہمی یعنی تمدن کیلئے مذہبی امور فائدہ مند
ہیں اسلیئے یہاں بھی اونکی ضرورت ہے - یہ حقیقی مسئلہ ارتقا ہے جو مذہب نے ظاہر کیا ہے
سوائے مذہب کے جو عقلی نظام ہے انسان خود نفع نقصان اپنے فعل سے اوٹھاتا ہے اور اوس سے
وہ تمدن بناتا ہے - مذہب قانون قدرت ہے وہ انسان کی حالت کی مناسبت سے اوس میں داخل ہوتا ہے
انسان اوس میں اضافہ نہیں کر سکتا - اور جب انسانی رائے داخل ہوتی ہے تو وہ بگڑتا ہے -

حصہ سوم

نمبر ۱

مذہب کا آغاز کیسے ہُوا

مذہب کی دو قسمین ہین - خدا پرستی - بت پرستی -

ان دونون قسمون پر پہلے بحث ہو چکی ہے - اور یہ قرار پایا ہے کہ خدا پرستی اصل مذہب ہے اور مقدم ہے اور افضل ہے

اور بت پرستی بگڑا ہوا مذہب ہے - اسلئے اِس مضمون مین صرف خدا پرستی کے آغاز ہونے پر بحث ہو گی - اور وہی اصل مذہب ہے - مذہب یا خدا کے وجود کو دو قسم کے انسانون نے ظاہر کیا ہے اور اوسیوقت سے مذہب کا آغاز ہونا تسلیم کیا جاتا ہے - سب سے مقدم بانیان مذہب ہین - اونکی زندگی کے حالات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونکا مدعائے زندگی یہی ایک کام تھا اور اسی کام کے لئے وہ مخلوق ہوے تھے اور اسکی اشاعت تاحیات کرتے رہے اور اسی مین خاتمہ ہوا -

دوسرا گروہ بزرگان دین کا ہے کہ اونکے دلون مین خدا کا خیال مرتکز ہوا - اور وہ اوسکی تلاش مین سرگردان رہے - بالعموم اشاعت مذہب انکا مدعا نہ تھا - اپنا ذاتی ولولہ اور شوق تھا جسکے سبب سے وہ مرکز کی تلاش مین بیچین رہتے تھے

اور مرشد کی رہنمائی سے وہ منزل مقصود پر پہونچے
پہلا مقدس گروہ قدرتی مادہ کا اظہار کرنے والا دوسرون کے فائدہ کے لئے تھا۔ دوسرا برگزیدہ گروہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے تھا۔ یہ اسرار حقیقت کا متلاشی تھا۔ وہ اسرار سے فیضیاب تھا۔ ان دونون مین مقدم پہلا قدسی صفات فرقہ ہے اور دوسرا اوسکا ضمیمہ ہے۔ پہلے کو تقدیم اسوجہ سے ہے کہ یہ قدرت عام مخلوق کی فائدہ رسانی کے لئے ہے۔
بانیان مذہب کی مختصر سوانح عمری ظاہر کرنا واجب ہے کیونکہ اسی سے اونکی حقیقت روشن ہوتی ہے۔ اور بزرگان دین کا طریقہ عمل بیان کرنے سے اونکی کیفیت کھلتی ہے۔
اسلئے اس مضمون کے دو حصہ کئے گئے۔
اول حصہ بانیان مذہب کی سوانح عمری کا ہے۔
دوسرا حصہ بزرگان دین کا طریقہ عمل ہے۔

اول حصہ مین
۱۔ سری کشن
۲۔ زردشت
۳۔ گوتم
۴۔ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
کی سوانح عمری درج کیجاتی ہے۔ انکی سوانح عمری مذہب کی عکسی تصویر ہے۔ اور اسی سے مذہب کے آغاز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہی سوانح عمری معیار صداقت

رہنما ہے۔

(سوانح عمری سری کرشن)

ماخوذ از کتاب بابو منمتہ

تخمیناً چار ہزار برس پہلے ممالک متحدہ کے مشہور شہر متہرا مین قدسی صفات سری کرشن مہاراجہ نے ظہور فرمایا۔ اوسوقت متہرا کا حکمران راجہ کنس تہا اوسکے ظلم اور بیرحمی اور ناانصافی سے رعایا اوس سے نفرت کرتی تہی اور اسوجہ سے وہ خود بہی خائف رہتا تہا۔ اوس نے اس امر کے دریافت کرنے مین سعی کی کہ اوسے کس شخص سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے جب اوسکو نجومیون سے معلوم ہوا کہ اوسکی بہن دیوکی کا آٹھوان فرزند اوسکا قاتل ہوگا تو اوس نے اپنی بہن دیوکی کو اور اوسکے شوہر باسدیو کو اپنے محل مین قید رکہا اور اونکے سات بچے یکے بعد دیگرے قتل کئے آٹھوین دفعہ ایک حسین صاحب جمال فرزند دیوکی کے بطن سے پیدا ہوا۔ باسدیو نے راتون رات اوس لڑکے کو موضع گوکل جو گوالون کی بستی تہی وہان لیجاکر اپنے دوست آنند اور اوسکی زوجہ جسبودہ کے سپرد کیا جسبودہ نے باسدیو اور دیوکی کے نور بصر کو بڑی شفقت مادری سے دودہ پلایا اور نند نے بہت احتیاط سے اوسکی پرورش کی۔ اس جادون خاندان کے شاہزادہ نے گوکل مین گوالون کے بچونکی طرح نشو و نما پایا۔ اس لڑکے کا نام اوسکی مان کہنی کہہ کے پکارتی تہی اور گوالون مین اوسکا نام سری کرشن مشہور تہا۔

سری کرشن نے جب ہوش سنبہالا تو گلہ بانی کی خدمت اوسکے سپرد کی گئی اور سری کرشن کو کسی علم و ہنر سے بہرہ ور نہ تہے بانسلی بجانے مین ید طولے رکہتے تہے۔ گوکل کے سب

کہ وہ ایک گھوسی کے لڑکے بن کر رہین ۔ یہ بہی سنا ہے کہ سری کرشن کو تمسے محبت ہے ۔
پس تم ہی اونکو سمجہا بجہا کر باعزاز تمام ایوان شاہی مین لے آؤ ۔

یہ شاہی پیام لیکر اکرور گوکل مین پہونچا سب کو سری کرشن کی قدر افزائی کی جسقدر خوشی نہی اوسیقدر رنج وصدمہ اونکی مفارقت نے دیا تہا ۔

سری کرشن نے رخصت کے وقت سب کی تسلی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ ہم بہت جلد واپس آئینگے ۔ راجہ کنس نے نہایت شفقت اور مہربانی سے سری کرشن کی آؤ بہگت کی اور اونکی آمد کی خوشی مین طرح طرح کی تفریحونکا انتظام ہوا ۔ ان کہیل تماشون مین ایک مشت زنی کی لڑائی بہی تہی ۔ اسمین سری کرشن سے بہی شرکت کی درخواست کی گئی راجہ کنس نے خفیہ طور پر سری کرشن کی ہلاکت کے لیے مفسدون کو اشارہ کر دیا تہا سری کرشن فوراً تاڑ گئے اور ادہر حاضرین جلسہ بہی اس ارادہ سے واقف ہو گئے ۔
سری کرشن نے مشت زن کو بڑی آسانی سے ہلاک کیا اور اوسکے بعد راجہ کنس پر حملہ کیا اور آن کی آن مین اوسے بہی جہنم واصل کیا ۔ آخر کار اہل متہرا نے متفق الرائے ہو کر سری کرشن کو تخت پر بیٹہانا چاہا ۔ اونہون نے کہن سال راجہ اوگر سین کو جو قید تہا طلب کیا اور کہا مجہے سلطنت کی حاجت نہین مجہے تو گوکل کی رمنون مین رہنے کے سوا کوئی بات بہلی نہین معلوم ہوتی ۔ مین نے تمہارے فرزند کو تخت و تاج کی طمع سے نہین قتل کیا ہے اوسکی بدکرداری حد کو پہونچ گئی تہی اور ظلم و تعدی رعایا پر کرتا تہا مین نے صرف رعیت کے حفظ و امن کی غرض سے اوسکی جان لی ہے تمہارا تخت و تاج تم کو مبارک ہو ۔
میری یہی تمنا ہے تمہین تخت نشین ہو کر رعایا پر حکمرانی کرو ۔
اسکے بعد سری کرشن راجہ کنس کی بیوہ رانیون کی طرف مخاطب ہوے اونکو ہر طرح تسلی

تشفی دی اور اونکے پاؤنپر سر رکھکر معافی مانگی پھر شاہی جلوس سے کنس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا
اور راجہ اوگر سین تخت پر بیٹھا۔ سری کرشن نے اسکے بعد تحصیل علم کے لئے سندی پنشی کے
پاس جانے کی تیاری کی۔ یکایک اونکی طبیعت مین ایسا تغیر واقع ہوا کہ سب کو کمال
حیرت ہوئی۔ اونکے ہمجولی لڑکے جب اونکے دربار مین حاضر ہوے تو اونہون نے
بڑی سنجیدگی کے ساتھہ کہا کہ گوکل کی بود و باش کا زمانہ ختم ہوگیا اب تم ہمکو اپنا لنگوٹیا
یار نہ سمجھو اور پیشوا سمجھو۔ جسطرح سے ہم مختلف تفریحون سے گوپیون کا جی بہلاتے تھے
اوسی طرح تم بھی اونہین خوش رکھنے کی کوشش کیا کرو۔ اب یہی مناسب ہے کہ تم گوکل واپس
چلے جاؤ۔ آج سے ہم کو اپنا بادشاہ اور حکمران جانو جسوقت گوپیان آنسو بہاتی اونکے
دروازہ پر آئین تو اونہون نے بکمال متانت اونسے واپس جانے کو کہا اور جب اونکی
مان جسودہا اور باپ نند اونکے دیدار کو آئے تو اونہون نے نہایت ادب سے
التجا کی کہ اب سے آپ مجھے اپنا فرزند تصور نہ کرین۔ بلکہ جادون خاندان کا شاہزادہ اور
اپنا موجودہ فرمانروا مانین۔ سندی پنشی کے مکان پر سری کرشن نے علوم فلسفہ
الہیات اور سیاست مدن اور اصول حکمت کی تعلیم پائی اور فنون سپہ گری بھی حاصل کئے
اپنی فطری قابلیت کے سبب سے سری کرشن چند ہی سال مین علوم رائج الوقت مین یگانہ آفاق
اور فنون سپہ گری مین طاق ہوکر شہر متھرا کو واپس آئے۔
اونکی غیبت مین راجہ جراسندہ نے متھرا پر چڑہائی کی۔ اسکی دو بہنین راجہ کنس کے ساتھ
منسوب تہین وہ سری کرشن کی سخت شاکی ہوئین اسبات پر جراسندہ کو طیش آیا اور
بیشمار سپاہ سے متھرا پر دہاوہ کیا مگر سری کرشن بہت جلد پہونچ گئے اور غنیم کو جادون سلطنت سے
مارکر نکال دیا۔ جراسندہ نے متواتر متھرا پر سترہ حملے کئے مگر ہر مرتبہ شکست پائی۔

اٹھارہوین دفعہ جراسندہ نے پہاڑی راجہ کال باہن کی بیشمار فوج لیکر متھرا پر چڑہائی کی سریکرشن نے پیش بینی کر کے متھرا کو غیر محفوظ خیال کیا اور سمندر کے کنارہ پر اپنے عیال و اطفال کو لیکر آیا اور نیا شہر آباد کیا اور اوسکا نام دوارکا رکھا۔ پہر متھرا کی طرف رجوع ہوے اور کال باہن کو قتل کیا مگر اتفاق وقت سے جراسندہ اس فتحیاب فوج پر ٹوٹ پڑا اور اوسکو شکست دی۔ سریکرشن کسی تدبیر سے بخیر و عافیت دوارکا پہونچ گئے
سریکرشن نے کورو۔ پانڈو۔ کے خاندان سے رشتہ داریان کین اور اونکے معاون اور سرپرست بنے اور جب کورون اور پانڈون مین باہم جنگ ٹہیر گئی اور دونون مستدعی امداد سریکرشن سے ہوے تو ایک فریق کو اپنی فوج دی اور دوسرے فریق کے ساتھ یعنی پانڈون کے ہمراہ جنگ مین موجود رہے۔ قبل شروع ہونے جنگ کے دونون فریق سے یہ کہدیا تھا کہ مین کسی کے ساتھ ہوکر نہ لڑونگا اور اسوجہ سے خود لڑائی نہین کی مگر ایک طرف جنگ مین حاضر رہے اور ترکیبین بتاتے رہے بالآخر پانڈو فتحیاب ہوے اور کورو نکا خاتمہ ہوا۔
سریکرشن کو ابہی ایک اور بڑا کام کرنا باقی تہا اسے اپنے جادون خاندان کی بد اعمالیون سے دنیا کو پاک کرنا منظور تہا۔

جن مین اونکے بیٹے اور پوتے بہی تہے۔
فی الحقیقت اگر سریکرشن جنگ مین موجود نہوتے اور اپنی حکمت عملی سے غریب پانڈونکی اعانت نہ کرتے تو اونکا فتحیاب ہونا ناممکن تہا۔ سریکرشن نے صرف مشورہ اور ترغیب و منہیات ہی سے اپنے پیارے دوست ارجن کو فتحیابی حاصل کرنے مین مدد نہین دی بلکہ اوسے ایک ایسا مذہب تلقین کیا جو بالکل انہو کے اصول پر مبنی تہا سریکرشن نے

کہا کہ اخلاقی نیکیون کی قید اوٹھادو اور کیا والدین اور کیا اوستاد اور کیا برہمن اور کیا حقیقی اور چچیرے بھائی اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ سب کو بیدریغ تہ تیغ کرو اور اسکے عملدرآمد مین ہر طرح کے مکر و فریب اور دروغ اور ناراستی سے فائدہ اوٹھاؤ۔ متھرا کی تخت نشینی کے دن سے سری کرشن کے واقعات زندگی ایک اخلاقی اسرار ہو گئے تھے۔ اگرچہ بدذاتون اور بدکارون کو صفحۂ روزگار سے نیست و نابود کر دینا اونکا اصل مطلب اور دلی منشا تھا اور محبت اور خوشی کی نئی ایجاد کرنا اونکے ہر کام سے پایا جاتا تھا مگر اونھون نے بجاے خود اپنے آپ کو ایک ایسا شخص ثابت کیا جسکے قالب مین انسانی دل ہی نہ تھا۔ جس کو رنج راحت برائی بھلائی کا کچھہ اثر نہوتا تھا جو مجسم دنیاداری کا پتلا تھا اور جو اپنے مطلب براری کے لئے کسی قسم کے نیک و بدکام کرنے مین متنبہی نہ تھا غرض اونکا چال چلن امور اخلاقی سے بالکل متناقض بلکہ بہت بڑا اسرار مخفی تھا۔

(یہ عبارت بجنسہ کتاب سے نقل کی گئی)

سری کرشن مذہبی اصول و فرائض زندگی کی تشریح کئے بغیر دنیا کے سر سے اپنا سایہ اوٹھا لیتے تو اسمین شک نہین کہ لوگون کے خیال اونکی جانب سے بہت ہی فاسد ہو جاتے مگر جب اونکے دوست ارجن نے کرکشیتر کی جنگ عظیم مین انکے اونکے اصول و قواعد مذہبی کی پیروی سے قطعی انکار کیا تو انہین مجبوراً دلائل اور براہین سے اونکی تشریح اور تائید کرنی پڑی اور وہ اصول ایسے معقول سچے اور قابل عظمت ثابت ہوے کہ اونکی بدولت اوس دن سے تمام عالم مین اونکی پرستش خالق اکبر کے اعلیٰ اوتار کی طرح ہونے لگی اور اونکا مذہب

کل بنی نوع انسان کا مذہب ہو گیا۔
اسیطرح وہ اپنے رشتہ دارون کو بلا سزا دئے چہوڑ دیتے تو ضرور ہکو اونکے
مقصد کی صداقت مین کلام ہوتا مگر اوروںکا تو ذکر کیا اونہون نے اپنی ذات
قدسی صفات تک کو باقی نہ رکہا۔
پہلی پہل اپنے قریبی رشتہ دار اور دوستوں کا خاتمہ کیا پہر اپنے خاص
عالیقدر فرقہ کو جسمین اونکے بیشمار لڑکے پوتے بہرے تہے خاک مین ملا دیا۔
امر آخر الذکر کے انجام دہی کے لیئے وہ ان سب کو پرواش کی تیرہ جاترا کے
لئے لیگئے۔ پرواش نہایت خوشنما۔ فرحت افزا۔ اور متبرک مقام تہا۔
اس جاترا کے اہل دوارکا کو بڑی خوشی ہوئی۔ سری کرشن کے لڑکے پوتے جادون
خاندان کے شاہزادہ وغیرہ سب بڑی سرگرمی سے تیاریان کرنے لگے۔
کہانے پینے کو طرح طرح کی نعمتین۔ شراب کے بیشمار قرابے۔ اور جملہ سامان عیش
نشاط ساتہ لیا۔ غرض جاترا کا لطف اوٹہانے کے لئے کسی چیز کی کمی نہ تہی۔ اس
متبرک مقام مین پہونچکر پہلے سب نے دینی رسوم اور مذہبی فرائض ادا کئے۔ غربا
مساکین کو خیرات تقسیم کی۔ برہمنون کو کہانا کہلایا۔ اسکے بعد خورونوش
اور عیش وطرب مین مشغول ہوئے محفل رقص وسرود گرم ہوئی دور شراب چلنے لگا
میخواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین۔ رفتہ رفتہ نشہ ایسا تیز ہوا کہ ہر طرف فتنہ و
فساد کے شعلے بہڑکنے لگے ایک نے کچہہ کہا۔ دوسرے نے سخت کلامی کی۔
باتون باتون مین تلوار کہچ گئی اور کسی کی جان مقتول کے دوست جہپٹ کر کے
قاتل پر ٹوٹ پڑے قاتل کے حامی اوسکی مخلصی کے لیئے دوڑے۔ یون ایک عجیب

خاصی لڑائی وہین شروع ہو گئی۔ تہوڑی دیر مین چارون طرف خون کی ندی بہنے لگی اور جادون کے شاہزادے درختون کے پتون کی طرح کٹ کٹ کر ہر طرف گرنے لگے۔ اِس خانہ جنگی اور کشت و خون کے روکنے کے لئے سری کرشن سے درخواست کی گئی مگر وہ بہی اس ہنگامہ مین بلوائیون کی طرح شریک ہوکر خود اپنے لڑکون اور پوتون کو قتل کرنے لگے اسطرح بہت جلد کل فرقہ کا خاتمہ ہو گیا اور سری کرشن کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔

اِس واقعہ کے بعد سری کرشن نے اپنے رتہ بان کو حکم دیا۔ کہ وہ ہستناپور پہونچکر اونکے رفیق ارجن سے یہ تمام سرگذشت بیان کرے اور پیام دے کہ دوارکا کی بے سرپرست شاہزادیون اور لاوارث بیوون کو وہ فوراً ہستناپور لیجائین اور اونکے حفظ و امن مین مصروف ہون۔ خیر جو کچہ بہی ہوا انہون نے کم توجہی کے ساتہ مقتل مین اپنے عزیز و اقارب کی بے کفن نعشون پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور وہان سے روانہ ہوکر خرامان خرامان ایک طرف کو چلدئے۔

چلتے چلتے وہ ایک درخت کے پاس جا پہونچے اور اوسکے سایہ مین لیٹکر سو رہے بہت جلد وہان ایک شکاری کا گذر ہوا۔ اوسنے دور سے گھنے پتون کی آڑ مین اونکو پڑا ہوا دیکھکر خیال کیا کہ کوئی شکار ہے۔ فوراً شست باندھکر نشانہ لگایا۔

افسوس وہان گھنے جنگل مین ایک سبزپوش درخت کے نیچے سوتے ہوئے اِس فخر روزگار نے زخم کاری کھایا۔ اور ساری دنیا سے الگ تھلگ ایک گوشہ مین بیٹھکر اپنی جان شیرین خالق جہان آفرین کے سپرد کی۔ ہم پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ بہترین ہدایات اور تعلیمات کا مجموعہ بھگوت گیتا مین پایا جاتا ہے مگر یہان یہ ظاہر کر دینا

مناسب ہوگا کہ گیتا کس کو کہتے ہین۔

گیتا سنسکرت کی نظم بدیع مہابھارت کا قصہ درقصہ ہے۔ اِس کتاب مین وہ ہدایات اور نصائح مندرج ہین جو سری کرشن نے ارجن کو کرک شیتر کے میدان مین اوس وقت کی تہین جب اوس نے اپنے اعزا و اقربا کے ساتہ جنگ کرنے سے انکار کیا تہا۔ ہم سے اگلے نازک خیال مصنفین اور منشیان گرانمایہ اس معاملہ مین بہت کچہہ خامہ فرسائی کر چکے۔ پس ہم یہان اس امر کی بحث ہی نہ کرینگے کہ آیا گیتا دراصل اس اعلیٰ نظم رزمیہ کا حصہ ہے یا بعد کا اضافہ۔ ہدایات ونصائح مندرجہ گیتا فی الحقیقت سری کرشن کی تلقین ہین یا مصنف کی قوت متخیلہ کا نتیجہ۔ اور سری کرشن کو اِس حصہ نظم سے کچہہ تعلق بہی ہے یا نہین۔ کچہہ ہی ہو مگر کہا جاتا ہے کہ ہدایات ونصائح مذکورہ سری کرشن کے بیان کئے ہوی ہین۔ خود مہابھارت کے عالیقدر مصنف نے سری کرشن کو گیتا کا متکلم قرار دیا ہے اور سلف سے خلف تک عموماً ہندؤن کا یہی عقیدہ ہے۔ نیز سری کرشن کے واقعات زندگی پر نظر ڈالنے سے بہی یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اونکے پُر ماجرا حیات کے حالات مسائل وملفوظات گیتا مین موجود ہین۔ جسوقت دونون فوجین میدان جنگ مین معرکہ آرائی کے لئے صف بہ صف کہڑی ہوئین تو ارجن نے اپنے دوست سری کرشن سے کہا کہ میرا رتہ ایسے مقام پر کہڑا کیا جائے جہان سے مین لڑنے والی فوجون کو اچہی طرح دیکہہ سکون انہون نے اِس درخواست کو پورا کیا اسوقت ارجن نے غل مچا کر کہا اے سری کرشن اِن یگانون کو دیکہکر میرا مُنہ خشک ہوا جاتا ہے۔ میرا بدن پہنکا جاتا ہے۔ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین جسم تہراتا ہے عضو عضو جدا ہوا جاتا ہے کمان ہاتہ سے گری جاتی ہے۔ مجہہ مین اب کہڑے ہونے کی بالکل سکت نہین

سب مجھے چکر آرہے ہین۔ یہ شگون بہت برے معلوم ہوتے ہین۔ ہائے اپنے عزیزو یگانون کو جنگ مین قتل کر کے مجھے کونسی خوشی اور بہتری حاصل ہوگی۔ مین فتحیابی سے باز آیا۔ اب مجھے نہ ملک گیری کی آرزو ہے نہ عیش وعشرت کی تمنا۔ اُف ہم جنکے لیئے بادشاہت کی خواہش رکھتے ہین وہی یہان اپنے جان نہ مال پر خاک ڈالے لڑنے کے لیئے آمادہ کھڑے ہین۔ ان مین اوستاد شاگرد باپ بیٹے دادا پوتے۔ مامون بہانجے خسر داماد سالے بہنوئی سبھی ہین۔ مجھے تینون لوکون کی سلطنت مل جائے تب بھی انکو قتل کرنا نہین چاہتا خواہ وہ مجھے مار ہی ڈالین پھر دنیا کی بادشاہت کی کیا اصل وحقیقت ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہم جہانداری کی طمع سے اپنے یگانونکو مار ڈالنے کی کوشش کر رہے ہین۔ آہ ہم کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین اے سری کرشن مین آپکا مرید ہوا۔ فرمائیے میرے حق مین کونسی بات مفید ہوگی۔

سری کرشن نے ارجن کے سوالات کے جواب مین فرمایا تم ایسے شخصونکے لیئے رنج وافسوس کرتے ہو جو بالکل اسکے مستحق نہین ہین۔ ذی علم نہ زندون کا رنج کہاتے ہین نہ مردون کا غم کرتے ہین۔ نہ کبھی میرا وجود تہانہ تمہارا۔ اور نہ کسی حکمران کا۔ اسیطرح ہم مین سے کبھی کوئی معدوم بھی نہوگا۔ جو روح کو قاتل ٹھیراتا ہے یا مقتول سمجھتا ہے یقیناً عقل سے خالی اور سمجھ سے عاری ہے۔ وہ نہ کسی کو ہلاک کرتی ہے نہ خود ہلاک ہوتی ہے۔ نہ کبھی پیدا ہوتی ہے۔ نہ مرتی ہے۔ پس روح کو ان صفات سے موصوف سمجھکر تمکو ہرگز کسی بات کا رنج وغم نہ کرنا چاہیئے۔

اسی بنیاد پر سری کرشن اپنے فلسفہ کی عمارت اوٹھاتے ہین وہ فرماتے ہین دنیا عالم مثال ہے یا عالم برزخ کا سایہ ہے اس نمود ارسایہ کے اسطرف ایک اور دنیا ہے

جو لازوال غیر متبدل پیوستہ۔ پائدار مستحکم۔ اور ابدی ہے یہ عالم مثال ایک سراب ہے جس مین ذاتی اصلیت اور پائداری مطلق نہین ہے۔ پس تمہارے دنیوی افعال سرائی تبدیلیان ہین اور اونکا اثر عالم برزخ پر کچھ نہین پڑسکتا۔ تمہین جو پسند ہو وہ کرو۔ تمہارا فعل اس حیرت انگیز عالم کے لئے کچھ نفع و نقصان نہین کرسکتا تمہین رنج محسوس ہوتا ہے کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہمارے افعال سے عالم برزخ پر موثر ہونگے۔ لیکن یہ خیالات اور عقائد بالکل خام اور باطل ہین تمہاری ہستی مثل خواب کے ہے وہ فرماتے ہین جبکا دل خود بینی کے دہوکے مین پڑکر وہ اپنے ہی آپ کو ہر فعل کا فاعل خیال کرتا ہے گو ہر کام حالت مین قدرتی خاصیتون سے انجام پاتا ہے کیونکہ عالم موجودات قدرت کاملہ سے وابستہ ہی۔ پس اسے ارجن جو کام تم مغالطہ کی وجہ سے کرنا نہین چاہتے اوسے بلا قصد و ارادہ کرنے لگوگے ہر متنفس کے دل مین مالک حقیقی جلوہ گر ہے اور وہ اوسے اپنی قدرت سے ہر وقت اس طرح متحرک رکھتا ہے گو یا کوئی چلا رہا ہو۔ اسکا مطلب صاف لفظون مین یہ ہے کہ تمہاری ہستی فی نفسہ سایہ کی مانند ہے تم کوئی کام خود نہین کرتے۔ تمہارے کامون کی فاعل کوئی اور ہستی ہے جسے تم خدا کہتے ہو مگر تم اپنی خود بینی کے پھیر مین اپنے آپ کو فاعل جانتے ہو اور یہ بڑی غلطی ہے۔

اب یہ سوال ہے کہ زندگی کیا چیز ہے۔

حیات انسانی افعال ظاہری اور باطن کا سلسلہ ہے۔ افعال کے بغیر زندگی قائم نہین رہ سکتی۔ افعال سے نتائج اور نتائج سے افعال پیدا ہوتے ہین۔ لوگ مغالطہ مین پڑے ہوے انسان کی موت زیست کا سلسلہ و و ر ابد تک قائم رہتا ہی

اگر ہم کسی آدمی کی حالت پر غور کرین تو ثابت ہوگا کہ اوسکا وجود اصل نہین بلکہ کسی شخص ماسبق کے افعال کا نتیجہ ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اوسکے افعال کے نتائج باقی رہتے ہین اور وہ دوسرا انسان پیدا کردیتے ہین بلا خواہش و آرزو کام کرنے کے یہ معنے ہین کہ ہم اپنے افعال کو غیر موثر بنائین یعنی اون مین اغراض و مقاصد دلی نہ ہون۔ بیشک عالم مثال کا مغالطہ اور اوسکی پیدا کی ہوئی خودی اور خودبینی دور کرنے کا یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔

ہم بیان کرچکے ہین کہ مغالطہ سے شخصیت پیدا ہوتی ہے اور شخصیت سے فعل پس اگر ہمارے افعال سے نتائج نہ پیدا ہون تو اون سے آئندہ بھی افعال منتج نہو سکینگے یون اونکا خاتمہ ہوجائیگا لیکن یہ کیونکر ہوسکتا ہے یہ امر آسان نہین ہے کہ بلا کسی غرض یا بغیر اپنے افعال کا ثمرہ پانے کی خواہش کے ہم کوئی کام کرسکین۔ سر کریشن فرماتے ہین اپنے فرائض ادا کرو مگر اونکے ادا کرنے سے کوئی فائدہ اوٹھانے کی خواہش نہ کرو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

سر کریشن نے جواب دیا مغالطہ دور کرنے سے۔ اور اوسکے اونھون نے چار جداگانہ طریقہ بیان فرمائے۔

(۱) مراقبہ یعنی دھیان۔

(۲) ریاضت ہائے جوگ۔

(۳) استقلال عشق الہی۔

(۴) ادائے فرائض بلا اغراض و خواہش۔

الفاظ ذیل مین سر کریشن اپنی تعلیمات کو مجملاً بیان کرتے ہین۔

تم ثابت قدمی سے میری جانب (اول سے آخر تک گیتا میں سری کرشن نے اپنی ذات قدسی صفات کو خدائے عزوجل قرار دیا ہے) اپنے خیالات کو رجوع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے تو سختی عشق وعبادت سے میری قربت حاصل کرو۔ عشق میں ثابت قدم نہ رہ سکو تو ادائے فرائض میں سرگرم رہو۔ سختی عشق سے علم بہتر ہے۔ علم پر مراقبہ یعنی تصور کو ترجیح ہے اور تصور پر ترک خود غرضی یا خواہشات نفسانی کو فضیلت ہے کیونکہ اوس سے روح کو کامل آزادی کے لیئے ذیل کے چار طریقہ اس ترتیب سے بتائے ہیں۔

اول۔ افعال بلاخواہشات نفسانی (فرائض)

دویم۔ مراقبہ یا تصور (سمادہی)

سویم۔ ریاضت ہائے جوگ۔

چہارم۔ استقلال عشق الہی۔

ان سب میں انہون نے افعال یا فرائض کو فائق قرار دیا ہے مگر یہ افعال ایسے ہون جنکے ادا کرنے میں اغراض ومقاصد کچھ نہون یہان چند طریقہ سری کرشن نے معرفت اور خداشناسی کے بیان کئے ہین مگر ہم ان فلسفیانہ امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بالاخر اونہون نے فرمایا کہ بے دیکھے بھالے خدا کی پرستش کرنی انسان فانی کے لیئے سخت دشوار ہے۔ لہذا بہ شکل نمایان پرستش کرنی چاہئے اور وہ نمایان شکل عالم مخلوقات ہے۔

انسان مخلوقات کی پرستش کیونکر کرسکتا ہے۔ سری کرشن نے فرمایا بھگتی یا عشق کے ذریعہ سے۔

سر بکرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بہروسہ کرنا چاہیے اسکے ساتہ ہی وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیے کیونکہ دنیا کے مغالطہ کی وجہہ سے انسان خدا کو بے دیکہے نہین جان سکتا جسطرح سویا ہوا آدمی اپنی خوابگاہ کو نہین دیکہہ سکتا پس انسان کو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو اوسکے امکان مین ہو اور جسکے ذریعہ سے وہ خدا کا معتقد ہو سکے۔ عالم مثال جہوٹا نا راست اور غیر حقیقی نہین ہے بلکہ مغالطہ کی وجہہ سے وہ انسان کو جہوٹا اور غیر حقیقی معلوم ہوتا ہے فی نفسہ وہ سچا اور اصلی ہے مگر جس نظر سے انسان اوسکا مشاہدہ کرتا ہے ویسا نہین ہے سر بکرشن فرماتے ہین۔ عالم مخلوقات اصل مین ویسا نہین ہے جیسا انسان اوسکو سمجہتا ہے تاہم وہ جہوٹا اور غیر حقیقی نہین ہے عالم مثال گو مغالطہ کی وجہہ سے انسان پیدا کیا ہوا ہو مگر وہ خدا کی شکل نمایان ضرور ہے یعنی وہ شکل جس مین خدا کو انسان اپنی حالت خواب مین دیکہہ سکتا ہے۔

خدائے حقیقی کو جاننا مغالطہ مین پڑے ہوے انسان ضعیف البنیان کے امکان سے خارج ہے۔ ع اوسے کون دیکہہ سکتا کہ یگانہ ہے اور یکتا۔ جو دوئی کی بو
نہوتی تو کہین دوچار ہوتا۔

لہذا قدرت کاملہ یعنی عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیے۔

خدا نہ سہی تو خدا کی شکل ظہوری سہی۔

زردشت کی سوانح عمری کا خلاصہ

(ماخوذ از کتاب جیکسن)

سنہ ۶۶۰ قبل عیسیٰ زردشت بمقام آذربائجان پیدا ہوا۔ بعض رے جائے پیدائش کہتے ہین۔ یہ دونون مقام مغرب ایران مین واقع ہین اور سلسلۂ نسب منوچہر (خاندان پیشدادیان) سے ظاہر کیا ہے۔

جب زردشت کی عمر سات برس کی ہوئی تو اوسکے باپ پورشسپ نے تعلیم کے لئے برزین خسرو کے سپرد کیا۔ اور جب پندرہ برس کا ہوا تو جنیو پہنے کی رسم اور مذہبی پابندی شروع ہوی۔

پندرہ برس سے تیس سال تک کے واقعات اوسکی زندگی کے کم ملتے ہین تاہم یہ صورت نہین کہ کچھہ بھی نہون۔ اوسکی رحم دلی کا ذکر ہے کہ وہ بوڈھون کو کھانا کہلایا کرتا تھا۔ اور قحط کے زمانہ مین اپنے باپ کے مویشیون کا چارہ غیر لوگون کو دیتا تھا۔ راہ مین ایک دفعہ اوسنے فاقہ مرتے ہوی کتیا اور پانچ بچے دیکھے۔ وہ اونکے لئے روٹی لانے کو چھٹا اور جب آیا تو وہ مرچکے تھے۔ اوسکے والدین نے شادی تجویز کی تو اوسنے خواہش کی کہ مین لڑکی کی صورت دیکھہ لون تو رضامندی ظاہر کرون۔

اس قسم کے قصہ بھی مشہور ہین کہ سات برس تک زردشت خاموش رہا۔ بعض کہتے ہین کہ اوسنے تیس سال تک محض پنیر پر جنگل مین زندگی گذاری۔ اوس نے تیس برس عمر کی مذہبی تیاری عبادت مراقبہ۔ اور گوشہ نشینی مین گذاری تیسوین سال اوسکو خواب مین فرشتہ دکہائی دیا اور یہ فرشتہ اوسکو خدا کے حضور مین

لے گیا اسکے بعد زردشت کو سات دفعہ اور الہام ہوا۔

اب یہان سے سب الہامون کی کیفیت لکہی جاتی ہے۔

الہام اول سنہ ۵ جلوس شاہ گشتاسپ مین واقع ہوا۔ صبح کے وقت جبکہ زردشت دریا کے کنارہ پر کہڑا ہوا تہا اوسکو فرشتہ نورانی آتا ہوا نظر آیا اور اوسکے ہاتہہ مین نورانی عصا تہا۔ فرشتہ نے اوسکے قریب آکر یہ کہا کہ اپنا لباس اوتار لے۔ اور بعدازان زردشت کی روح کو فرشتہ خدا کے پاس لے گیا جب وہ خدا کے حضور مین حاضر ہوا تو سجدہ کیا اور فرشتون کی تعظیم کی۔

خدا تعالے نے جو ضروری امور مذہب کے تہے اوسکی ہدایت زردشت کو کی اس واقعہ سے دو برس کے زمانہ تک زردشت اپنے مذہب کا وعظ دیتا پہرا مگر کسی نے اوسطرف توجہ نہین کی۔ زردشت طہران کے پادشاہ کے پاس گیا اوس نے اوسکو امن و امان سے رکہا مگر اوسنے اوسکا مذہب اختیار کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ کے امرا نے زردشت کے قتل کرنے کے لئے شور و غل مچایا۔ بعدازان زردشت دیو دست کے پاس گیا جو کہ بڑا مالدار شخص تہا۔ اس امیر سے زردشت نے سو جوان لڑکے اور لڑکیان اور چار گہوڑے مانگے مگر اوسنے بُری طرح سے اوسکی استدعا نامنظور کی۔ زردشت نے اوسکو بددعا دی۔

زردشت وہان سے ہوا ور ارسج کے پاس گیا اور وہان بہی ناکام رہا۔ زردشت ان لوگون کو بددعا دیتا تہا اور حیران تہا کہ اب کہان جاؤن وہ اسوقت بیم یاس کی حالت مین تہا۔

بعد ازان زردشت فرمان روائے سیستان کے پاس گیا جسکا نام پرشسطو تھا
اِس حاکم سے زردشت نے کہا کہ تم نیکی اختیار کرو - اور بدکارون سے نفرت
کرو اور میرا مذہب اختیار کرو - پرشسط نے پہلی دو باتین قبول کین اور مذہب قبول کرنے سے
انکار کیا - یہان سے لاچار ہوکر زردشت اپنے وطن آذربائیجان کو واپس گیا -

الہام ثانی - سات برس کے بعد ہوا اور اوسوقت چھہ فرشتون سے ملاقات
ہوئی - یہ فرشتے رب النوع حیوانات اور آتش اور فلزات اور خاک اور پانی اور
درخت کے تھے - اونھون نے اِن اشیاء کی حفاظت کیواسطے زردشت کو
ہدایت کی اور انکا محافظ قرار دیا -
یہ الہام کوہ البرز کے قریب واقع ہوا -

الہام ثالث - اسوقت آگ کے فرشتہ سے ملاقات ہوئی اوس نے اوسکی
حفاظت کی ہدایت کی -

الہام چوتھا - مازندران کے قریب واقع ہوا - اور وہان رب النوع فلزات نے
اوسکی حفاظت کی زردشت کو ہدایت کی -

پانچوان چھٹا - اور ساتوان الہام یکے بعد دیگرے واقع ہوے - اور ہر ایک
مین رب النوع خاک اور پانی اور درختون کے فرشتون سے ملاقات ہوئی اور
اونھون نے اون اشیا کی حفاظت کی ہدایت کی -

اسکے بعد اور بھی الہامات ہوے اور دس برس کے عرصہ مین سب تکمیل ہو گئی
اسکے بعد آخری ہدایت خدائے تعالے کے ہان سے اوسکو یہ ہوئی کہ تم مضبوطی سے
ہمارے احکام پر قائم رہنا اور کسی کے بہکانے مین نہ آنا -

جسوقت زردشت خداکے حضور سے واپس آتا تھا تو شیطان اوسکو ملا اور اوسنے گمراہ کرنا چاہا۔ زردشت نے کچھ کلمے اپنے مذہب کے پڑھے اور شیطان بھاگ گیا۔

دس برس کے عرصہ مین جب یہ سب الہام پورے ہوگئے اور زردشت اپنے مذہب کا وعظ کرتا پھرا تو اوسوقت صرف ایک شخص میتی ماہ دین زردشتی مین داخل ہوا۔ بارھوین برس زردشت کو الہام ہوا کہ تم اب شاہ گستاسپ کے پاس جاؤ۔ یہ بادشاہ اور اوسکے مصاحب اور رعایا دین باطل مین گرفتار ہین جاکر انکی اصلاح کرو۔ زردشت تنہا دین کی اشاعت کے لئے بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ایرانی اور عربی مورخ یہ لکھتے ہین کہ بادشاہ اوسوقت بلخ مین تھا۔ اس راہ مین دو اور چھوٹے چھوٹے بادشاہون کی سلطنتین تھین زردشت نے اونکو ہدایت کی کہ تم میرا دین اختیار کرو مگر اونھون نے انکار کیا۔ اوسوقت زردشت نے اونکے واسطے بددعا کی اور ایک بڑی سخت آندھی اوٹھی۔ اوس مین یہ دونون بادشاہ اڑ گئے اور ہوا مین معلق رہے اور چیل کوّے اونکو لپٹ گئے اور سب نے اونکا گوشت کھا لیا اور ہڈیان اونکی زمین پر گر پڑین۔ یہ ذکر افسانہ کے طور مشہور ہے۔

زندوستا مین لکھا ہے کہ زردشت کی ملاقات گستاسپ سے گھوڑدوڑ پر ہوئی زردشت نے بہت قابلیت سے اپنے دین کی تعریف کی اور گستاسپ اوسکو خوب غور سے سنتا رہا اور قریب تھا کہ زردشت سے معجزہ کی فرمایش کرے اوسوقت اونکے امرا اور حواشی نے اوسکے عیوب بادشاہ پر ظاہر کئے اور بادشاہ نے

اوسکو قیدخانہ مین بھیجا گستشپ کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوی کہ اوسکے مخالفین نے
باہم سازش کرکے اوسکے رہنے کے مکان مین بال اور ناخن اور سر گتے اور
بلیون کے رکھوا دے تاکہ اوسپر شبہ جادوگر کا ہووے بعد ازان بادشاہ کو
مخفی خبر کرا کے یہ سب اشیا پکڑوادین۔ بادشاہ نے اوسے جادوگر سمجھکر قیدخانہ
مین ڈالدیا۔ زردشت معجزہ سے قیدخانہ سے چھوٹا معجزہ یہ تہا کہ بادشاہ کا
مشکی گھوڑا جسکو وہ بہت عزیز رکھتا تہا اوسکو عجیب قسم کا مرض پیدا ہوا کہ اوسکے
چارون پانون پیٹ سے چپٹ گئے اور زردشت نے اس واقعہ کو سنکر
بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ چار باتین میری قبول کرین تو یہ گھوڑا بالکل اچھا ہوجائے
بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اوسنے وعدہ کرلیا کہ مین تمہارے چارون
کام پورے کردونگا۔ وہ چارون شرائط یہ ہین جو زردشت نے پیش کئے
اول ایک پانون بادشاہ کے گھوڑے کا اگر سیدھا ہوجائے تو بادشاہ دین
زردشتی قبول کرے اور جب دوسرا پانون اوسکا اچھا ہوجائے تو بادشاہ
یہ وعدہ کرے کہ اشاعت دین کے لئے اوسکا بیٹا اسفندیار جہاد کرے اور
تیسری شرط یہ ہے کہ جب تیسرا پانون سیدھا ہوجائے تو شاہزادی دین قبول
کرے اور چوتھی شرط یہ تھی کہ جب چوتہا پانون سیدھا ہوجائے تو زردشت کے
مخالفین کو جنہون نے جعلسازی کرکے اوسکو قید کرایا تہا سزا دیجائے۔
چنانچہ ہر پانون کے سیدھا ہونے پر بادشاہ زردشت کے شرائط پوری کرتا
گیا یہانتک کہ چارون شرائط پورے کردئے۔ بادشاہ نے دین زردشتی
تو اختیار کرلیا مگر زردشت سے یہ خواہش کی کہ میری چار استدعا اور ہین

وہ بھی آپ اب مہربانی کرکے پوری کردیجیے۔
اول یہ استدعا یہ ہے کہ مجھکو اپنی عاقبت کا حال معلوم ہوجائے۔
دوم یہ کہ میرا بدن ایسا ہوجائے کہ اوسپر کوئی چیز تاثیر نہ کرسکے۔
سویم یہ کہ مجھے علم غیب حاصل ہو کہ مین گذشتہ اور آئندہ اور حال بتلاسکون
چوتھی یہ کہ مین تاقیامت زندہ رہون۔

زردشت نے جواب دیا کہ ایک شخص کے لیئے چارون باتین پوری نہین ہوسکتین آپ کوئی ایک انمین سے انتخاب کرلین۔

بعد بہت سی قیل وقال کے بادشاہ کو ایک جھلک بہشت کی دکھائی گئی اور بادشاہ کو آئندہ کامیابیون کا بھی جلوہ دکھایا۔ بادشاہ کے ایک بیٹے پشوتن کو حیات دوام عطا کی گئی اور دوسرے بیٹے اسفندیار کا بدن ایسا مضبوط کردیا گیا کہ کوئی چیز اوسپر اثر نہ کرتی۔ اور جاماسپ وزیر کو عقل کل عطا ہوئی۔

بادشاہ اور بادشاہزادی کے دین زردشتی اختیار کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ تمام درباریون نے بھی دین قبول کرلیا اور اشاعت دین کی تمام سلطنت مین ہونے لگی۔ زردشت نے جاماسپ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور جاماسپ کے بھائی نے اپنی بیٹی زردشت کو دی۔ بادشاہ کا بھائی ضریر اور اوسکا بیٹا اسفندیار دونون دین زردشتی مین داخل ہوئے اور ان دونون کی تقلید امرانے کی۔ لہراسپ بادشاہ کا باپ اوسوقت زندہ تھا اوسکی بابتہ بھی بعضون کی یہ رائے ہے کہ اوسنے بھی دین زردشتی اختیار کیا۔ زردشت نے بادشاہ کے دین اختیار کرنے کی یادگار مین ایک سرو کا درخت کشمار کے آتشکدہ کے سامنے لگایا اور اس درخت پر یہ لکھدیا کہ بادشاہ

دین مقدس اختیار کیا ہے۔
ایک عربی مورخ ابن اثیر یہ لکہتا ہے کہ جب بادشاہ نے دین اختیار کر لیا تو اوسنے
اپنی رعایا کو جبراً اس دین مین داخل کیا اور جس نے انکار کیا اوسکو مار ڈالا۔
اس طرح سے دین زردشتی ایران مین پہیل گیا اور اہل ایران کا یہ قومی دین ہو گیا۔
طوران مین بہی کچہ کچہ اس دین کی اشاعت ہوئی صرف اسپر اور اسفندیار کی قوت بازو سے
مغرب ایشیا اور ہندوستان مین بہی یہ دین پہیل گیا بعضونکا یہ قول ہے کہ اہل
یونان بہی اس دین کے کچہ کچہ معتقد ہوے اور خود اہل یونان کا یہ قول ہے کہ افلاطون
ہرمودورس ہیپوپاؤن پس دین زردشتی سے موثر ہوئے تہے۔ پیتہی گورس
کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اوسنے بابل مین دین زردشتی کی تعلیم پائی تہی اور
پہلوی کتابون مین یہ بہی لکہا ہے کہ جادو کا کارخانہ جو ضحاک نے بنایا تہا اور تمام
دنیا کو بت پرستی مین مبتلا کیا تہا وہ دین زردشتی سے معدوم ہوا۔
بعض مورخون کی یہ بہی رائے ہے کہ زردشت حکیم بہی تہا۔ شہرستانی نے یہ لکہا ہے
کہ بمقام فداور زردشت نے ایک اندہے کی آنکہ مین ایک نباتاتی عرق ڈالا
اور اس سے اوسکی اصلی روشنی پیدا ہو گئی اہل یونان کے مورخ یہ لکہتے ہین کہ زردشت نے
طبعیات ہیئت اور معدنیات پر کتابین لکہی ہین۔ اور پہلوی کتاب دنکارت مین
یہ لکہا ہے کہ طبابت اور علم قیافہ مین زردشت کو کمال تہا اور وباؤن کو بہی دور کرنے
کی اوسے قدرت تہی اور درندے جانورونکو بہی مطیع کر لیتا تہا۔ اور جسوقت چاہتا
منہ برسا سکتا تہا اور جادوگرون پر بہی وہ غالب تہا۔ زردشتی کتاب ژندوستا
کی بابت مسعودی یہ لکہتا ہے کہ بارہ ہزار گاؤ کے چمڑے پر سنہری حرفون سے

لکھوائیں گئیں اور بمقام اسطخر دفن کرا دین اور پہلوی مصنف یہ لکھتے ہین کہ جاماسپ نے بمقام شائدان لکھوا کر دفن کرا دین ۔

زردشت نے جابجا آتشکدہ قائم کئے ۔ اسلامی مورخ مسعودی اور شہرستانی یہ لکھتے ہین کہ زردشت سے قبل دس جگہ آتشکدہ ایران مین موجود تھے ۔ زردشت نے ایک نیا آتشکدہ نیشاپور مین بنایا اور بادشاہ کے حکم سے جمشید کے آتشکدہ کی تلاش ہوی اور اوسکا پتہ فارس مین معلوم ہوا ۔ اور وہان سے آذربائیجان منگاکر قائم کیا گیا اِس آتشکدہ کی سب سے زیادہ تعظیم وتکریم ہوتی ہے ۔ پورانے آتشکدہ سیستان ۔ روم ۔ بغداد ۔ یونان ۔ ہندوستان ۔ اور چین ۔ مین تھے ساسانیون کے عہد مین تین قسم کے آتشکدہ ہوتے تھے ۔ ایک آتشکدہ بیوپاری آدمیون کے لئے اور ایک فوجی لوگون کے لئے اور ایک مزدورون کے لئے ہوتا تھا ۔

بیوپاریون کے آتشکدون کو آذر فرنبغ کہتے ہین ان آتشکدون کی آگ مقدس خیال کی جاتی تھی اور یہ سب سے قدیم تھی ۔

کہتے ہین کہ جمشید نے خوارزم مین ایک آتشکدہ بنایا تھا اور اوسکو گشتاسپ کابل مین لے آیا ۔ دوسری قسم کے آتشکدہ کو آذر گشتاسپ کہتے ہین یہ آگ بھی بہت قدیم ہے اور اس آگ کا ذکر کیخسرو کے کارنامہ مین مذکور ہے ۔ تیسرے آتشکدہ کو آذر برزین مہر کہتے ہین ۔

اسکے بعد دینی لڑائین طوران سے شروع ہوئین اور ارجاسپ بادشاہ طوران نے گشتاسپ کو نامہ لکھا کہ تم نے باطل دین اختیار کیا ہے اوسکو ترک کرو

ورنہ لڑائی کیواسطے آمادہ ہو۔

گستاسپ نے اوسکا بہت سخت جواب دیا اسپر خونریز لڑائی شروع ہوئی اور لاکھون آدمی دونون طرف کے ضایع ہوئے۔ اس لڑائی مین گستاسپ کا بہائی ضریر اور اڑتیس بیٹے مارے گئے۔

بالاخر اسفندیار کے ذریعہ سے ایران کو پہر فتح حاصل ہوی۔ یہ لڑائی سنہ ۶۰۱ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوئی۔

دوسری لڑائی اس سے بہی زیادہ خونریز تہی جسوقت گستاسپ سیستان گیا ہوا تہا۔ ارجاسپ نے موقع پاکر بلخ پر حملہ کیا اور اس لڑائی مین زردشت اور لوراسپ عبادت کرتے ہوے مارے گئے۔

یہ لڑائی سنہ ۵۸۳ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوی اوسوقت زردشت کی عمر ستتر برس کی تہی۔

حالات زندگی ساکیامنی یا گوتم بدھا

بدھا کا باپ سادھو دانا کپلا وستو کا بادشاہ تھا۔ یہ ملک شمال ملک اودھ اور متصل نیپال کے واقع ہے۔ یہ بادشاہ سورج بنسی راجپوت ساکیا قوم کا تھا۔ جب بدھا مکتب میں بیٹھا تو اوس نے لکھنے پڑھنے میں کم توجہ کی۔ ہمیشہ دھیان میں لگا رہتا تھا۔ جب وہ قابل شادی کے ہوا تو باپ نے بیٹے سے شادی کے لئے دریافت کیا۔ اوسنے سات روز کی مہلت مانگی۔ اور بعدہ یہ جواب دیا کہ میں ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں جو صالح اور پارسا ہو۔ اسکی پروا نہیں کہ وہ کسی قوم کی ہو۔ بعد تلاش ساکیا خاندان کی لڑکی گوپا نام تجویز کی گئی۔ لڑکی کے والدین نے یہ چاہا۔ کہ فن سپاہگری اور علم میں اوسکا امتحان لیا جائے۔ وہ سب باتوں میں کامیاب ہوا بالآخر گوپا کے ساتھ شادی ہوئی۔

شادی سے گوتم کے خیال میں کوئی تغیر نہیں ہوا محل میں تمام عیش وعشرت کے سامان مہیا تھے مگر گوتم اسی سوچ میں رہتا تھا کہ انسان کی زندگی مثل بجلی کی چمک کے ہے۔ جسطرح دریا پہاڑ سے جاری ہوکر بہتا ہے اسی سرعت کے ساتھ زندگی گذرتی ہے۔ وجود۔ خواہشات نفسانی۔ اور جہل یہ تین خرابی کی راہ ہیں۔ جاہل مثل کمہار کے چاک کے چکر میں رہتا ہے خواہشات نفسانی اور خوف مصیبت میں آلودہ کرتے ہیں۔ اپنے ایسا ڈرنا چاہئے جیسے تلوار کی تیز دھار۔ یا زہردار پتہ سے۔ مرض انسان کے حسن کو ضایع کرتا ہے

ضعیف حواس کو قوت سے کو کمزور کرتا ہے ۔ اور دولت کوئی کام نہین آتی پہر موت کا وقت آتا ہے اور تناسخ کے لئے انسان تیار ہوتا ہے ۔

ان دردناک خیالات کے بعد گوتم کہتا ہے کہ سب مرکب اشیا مین زوال شامل ہے ۔ مرکب اشیا مثل مٹی کے جہاز کے ہین کہ ذراسی ٹھیس سے بکھر جاتا ہے دولت مستعار مثل ریتے کے انبار کے ہے جسکا پشتہ نہین بن سکتا ۔ تمام مرکب اشیا کبہی دوسری شے کا سبب ہوتی ہین اور کبہی دوسری شے سے متاثر ہوتی ہین یہ دونون باہم ایسی قوام ہین جیسا کہ تخم مین نمو کا ہونا ۔ مگر اصل مادہ مین کچہہ تفاوت نہین ہوتا ۔ کوئی شے ایسی نہین جو دوسری شے سے پیدا نہوتی ہو ۔ اور یہی صورت پائداری مادہ کی ظاہر کرتی ہے ۔ دانا آدمی ان شکلون سے دہوکہ نہین کہاتا ۔ مثلاً کوئی شخص ایک لکڑی دوسری لکڑی سے رگڑے ان تین کے فعل سے آگ نکلے گی ۔ اور پہر غائب ہوجائیگی دانا آدمی اوسکی تلاش مین سرگردان ہوگا ۔ مگر سوائے حیرت کے اور کچہہ نہ پائیگا یہی سوچیگا کہ کہان سے آئی اور کہان گئی یہ لفظون کی آواز ہونٹ اور تالو اور زبان کی حرکت سے نکلتی ہے اور اوسکو فکر سے بول چال نام رکہتے ہین اور ملکی زبان کہتے ہین ۔ یہ آواز گو وہ کیسی آواز ہے مگر بولی کہین موجود نہین پہر بانسری کی آواز سنکر دانا سوچ کرتا ہے کہ کہانسے آئی اور کہان گئی ۔ یہ سب شکلین جو سبب اور نتیجہ سے پیدا ہوتی ہین اور جوگی یا دانا آدمی غور کرتا ہے کہ یہ سب صورتین لاشے ہین ۔ اور یہی لاشے زوال ہے ۔ جو شے ہمارے حواس کو معلوم ہوتی ہے اوسکو حقیقت مین کوئی پائداری نہین ہے ۔

اور یہی اصل جڑ قانون یعنی فطرت کی ہے۔

ہم سمجھتے ہین کہ اسی قانون سے دنیا کی نجات ہے اور ہم اب دیوتاؤن اور انسانون پر ایسے ظاہر کرینگے۔ مین نے اکثر اسکی فکر کی کہ جب ہم عقل کل ہوجائینگے تو ہم تمام ذی روح کو جمع کرکے یہ بتائینگے کہ یہی صورت بقائی ہے اور ہم اونکو قعر خلقت سے نکالینگے اور اونکو سکون اور اطمینان کی جگہ قائم کردینگے اور اس حواس کے جھگڑے سے چھڑا کر اطمینان کی جگہ رکھینگے۔ یہ مخلوق جو تاریکی جہالت مین غرق ہے ہم اونکو قانون کا انکشاف کرینگے۔ اور ہم اونکو ایسی نظر دینگے کہ ہر شے جیسی ہے اوسے صاف دیکھہ سکین اور ہم اونکو ایک جھلک خالص عقل کی عطا کرینگے جس سے قانون کو بے لاگ لپیٹ کے دیکھہ سکین۔ یہی خیالات تو عمر سد ہارتا کے خواب مین نظر آتے تھے۔ ایک شب کو ہرد یوا جو دیوتا جیا کا تہا تشتا اپنے مقام عیش سے آیا اور خبر دی کہ آپ اپنی خدمت یعنی مشن پر جائیے جسکے لئے آپ اسقدر عرصہ سے تیاریان کررہے تہے۔ دیوتا نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو دنیا مین ظاہر کیجئے۔ جس نے اپنے آپ کو آزاد نہین کیا وہ دوسرون کو آزاد نہین کرسکتا۔ اندہا اندہے کو کیا دکہا سکتا ہے۔ جو آزاد ہوگیا وہ اورون کو بہی آزاد کرسکتا ہے۔ اور جسکی آنکہین ہین وہ راستہ بتلا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفسانی سے مکان کے اولاد کے۔ دولت کے۔ ذوق مین الووہ ہین اونکو تارک الدنیا ہونے کی ہدایت کرو۔ اور مقدس بناؤ۔ بادشاہ اپنے بیٹے کے منصوبہ پر غور کرکے بہت پریشان رہتا تہا۔ اور اوسکی حفاظت کرتا تہا۔ اوسکے لئے تین مکان ہین

تینون موسم برسات گرمی سردی کے لئے بنائے تھے کہ جہان اوسکا جی چاہے رہے ایک روز گوتم اپنے باغ بہشتی کو سوار جا رہا تھا تو راہ مین ایک بہت ضعیف آدمی ملا۔ اوسکے بال سفید۔ بدن لاغر۔ اور رعشہ سے کانپتا تھا۔ رگین سب ابھری ہوئی۔ لکڑے کے سہارے رگڑتا ہوا چلا جاتا تھا۔ گوتم نے کوچوان سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کیا اسکے خاندان مین ایسے ہی پیدا ہوتے ہین۔ اوسنے جوابدیا کہ یہ بوڑھا ہے اور بیکار ہوگیا ہے۔ اور گھر والون پر بار ہے اونہون نے نکالدیا ہے۔ اور آخرکار سب کا بڑھاپے مین یہی حال ہوتا ہے۔ یہ سنکر گوتم کے دل مین خیال پیدا ہوا کہ جاہل اور کمزور طبیعتون مین جوانی سے نشہ غرور پیدا ہوتا ہے اور بڑھاپے کا خیال نہین کرتے۔ اب مجھے باغ کی سیر کو نہ جانا چاہئے اور پیچھے لوٹ چلو کیونکہ مجھہ مین بھی بڑھاپے کی جگہ موجود ہے۔ مین عیش و عشرت کو کیا کرونگا۔ شاہزادہ واپس چلا آیا۔ پھر ایک روز شاہزادہ معہ اپنی ہمراہیون کے سوار چلا جاتا تھا راہ مین ایک بیمار۔ آدمی ملا۔ اوسکے ہمراہ نہ کوئی عزیز تھا نہ دوست تھا۔ بخار کا لرزہ چھڑ رہا تھا۔ اور نہ چلنے کی قدرت نہ تھی۔ اور نہ بیکسی سے موت کا منتظر تھا پھر اوسنے اپنے کوچوان سے اوسکا حال پوچھا اور وہی جواب ملا۔ شاہزادہ نے سوچا کہ صحت بھی ناپائدار مثل خواب کے ہے۔ اور ہوشیار آدمی کے لئے خوشی کبھی نہین ہے شاہزادہ اپنے شہر کو لوٹ آیا۔ ایک دن اور اسیطرح سیر کو جا رہا تھا۔ راہ مین ایک لاش دیکھی۔ کفن اوسپر پڑا تھا۔ اوسکے عزیز روتے ہوئے اور خاک اوڑاتے چلے جاتے تھے۔ پھر شاہزادہ نے اپنے کوچوان سے مخاطب ہوکر کہا کہ

افسوس جوانی پر جسکو بڑہاپہ برباد کریگا۔ اور ہائے صحت جسکو مرض غارت کریگا
اور ہائے زندگی جسکو موت کہائیگی۔ کوئی ایسی جگہ بہی ہے جہان نہ بڑہاپہ ہو
نہ مرض ہو۔ نہ موت ہو۔ اور کیسے یہ تینوں نیست ہوسکتی ہین۔ پہر شاہزادہ نے
حکم واپسی کا دیا اور کہا کہ ہم اسپر دہیان لگائینگے کہ انسے کیسے نجات ملے۔
ایک دن شاہزادہ ہمراہیون کے ساتہ پہرنے کو نکلا تہا کہ راہ مین اوسکو ایک
برہمچاری ملا۔ وہ نیچی نظر کئیے کہڑا تہا اور لباس فقیرانہ پہنے ہوے تہا۔ اور
ہاتہ مین خیرات لینے کا کچکول تہا۔ شاہزادہ نے پوچہا کہ یہ کون ہے۔
کوچوان نے کہا کہ یہ بہکشو ہے اسنے نفسانی خواہشات کو ترک کردیا ہے
اور سختی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ کسی سے کچہہ خواہش ہے نہ کسی سے حسد
کرتا ہے اور گہومتا پہرتا ہے۔ اور خیرات پر بسر کرتا ہے۔ شاہزادہ نے
سواری کی واپسی کا حکم دیا اور کہا کہ جو فیصلہ کیا ہے اوسکو مخفی نہ رکہنا چاہئیے
سب سے پہلے اپنی رانی گوپا سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ پہر باپ کے
پاس جاکر نہایت ادب سے وہی مقصد بیان کیا۔ باپ کو بہت صدمہ ہوا
اور اوسنے بہت سمجہایا۔ اور تمام اکابرین قوم نے منت اور التجا کی کہ اس
ارادہ سے باز آؤ۔ مگر کسی کا کہنا نہ مانا۔ آدہی رات گذری تہی کہ شاہزادہ نے
کپلاوستو سے سفر اختیار کیا اوسوقت ستارہ پشیا جو پیدایش کے وقت
تہا چمک رہا تہا۔ چلتے وقت شاہزادہ کے دل پر سب کی جدائی کا کچہہ قلق ہوا
اور نرم آواز سے یہ کہا کہ اب مین اس شہر مین اوسوقت تک نہ آؤنگا جبتک
موت اور زندگی دونون کا خاتمہ نہ کرلون۔ اور جب تک مجہے عقل کل نہ حاصل ہو

اور جب مین واپس آونگا تو اِس شہر کی کجی اور ستی جاتی رہے گی ۔ شہزادہ رات مین ۳۶ میل چلا ۔ اور صبح کے طلوع پر گھوڑے سے اوترا ۔ گھوڑا ۔ ٹوپی ۔ موتی کی مالا ۔ چندکا کے حوالہ کی اور اپنا ریشمین لباس ایک شکاری کے حوالہ کیا ۔ اور اوسکا لباس کہال کا خود پہن لیا ۔ راہ مین چندکا کو شاہی اُمرا شہزادہ کی تلاس مین پہرتے ہوے ملے ۔ چندکا نے اونسے کہا کہ شہزادہ نہ تم سے ملیگا اور نہ وہ اپنے عزم سے باز رہیگا ۔ واپس چلے جاو ۔ گوتم پہلے چلتے چلتے ویسلا پہونچا ۔ اور راہ مین برہمنون کے یہان مہمان رہتا تہا ۔ یہان سے وہ راجگرہے کدہ کی دارالسلطنت مین پہونچا ۔ اِس شہر مین ایک بڑا نامور برہمن اودر کا رہتا تہا ۔ اور اوسکے ساتہ تینسو شاگرد تہے ۔ اودرکا سے جب ملے بات چیت ہوی تو اوسنے سمجہا کہ یہ بہی بڑا عالم ہے ۔ تو اوسنے اِس سے کہا کہ ہم دونون ملکر لڑکون کو تعلیم دین ۔ گوتم نے کہا کہ یہ طریقہ بہی دنیاوی معاملات اور خواہشات سے بری نہین ہے وہانسے بہی چلدیا ۔ اِس جگہ سے پانچ شاگرد اودرکا کے ساتہ ہوے ۔ سدہارتا اول اون پانچون کے ساتہ گیا کی پہاڑی پر گیا اور وہانسے نرنجنا دریا کے کنارہ پر قریب ایک گانون اُرولہ کے پہونچا اور اِس جگہ اوسنے ارادہ کیا کہ معہ اپنے ہمراہیون کے ٹہیرون ۔ اوسوقت تک برہمنون کے دستور کے موافق نفس کشی کا عمل کرتا رہا ۔ جب سدہارتا اپنے گہر سے نکلا تہا اوسوقت اوسکی عمر اونتیس برس کی تہی اور چہہ برس تک ارولہ مین رہکر نہایت سخت مراسم نفس کشی کے عمل کرتا رہا اور اپنے نیک کامون سے شیطانونکو پسپا کیا ۔ اِن چہہ برس کی تکالیف اور متواتر روزہ داری سے سدہارتا کو

یہ خیال ہوا کہ یہ راستہ عقل کل کے حاصل کرنے کا نہین ہے اور اوسوقت سے
نفس کشی کے مراسم مین کمی کی اور معمولی کہانا کہانے لگا۔ اور یہ کہانا ایک لڑکی سجاتا
گانوسے لاتی تہی۔ تہوڑے زمانہ مین اوسکی طاقت بہی بڑہ گئی اور صورت بہی اچہی
ہوگئی۔ اوسکے پانچون شاگرد اوسکے اس ڈہنگ بدلنے سے پہر گئے اور اوسکا وقار
اونکے دلونسے جاتا رہا۔ اوسے چہوڑکر بنارس چلے گئے۔ اب سدہارتا تنہا رہگیا
اروِلہ کے ایک گوشہ مین رہکر مراقبہ مین مشغول رہا اور اسی جگہ رہکر اوسنے اپنے
اصول واسطے ہدایت اپنے معتقدین کے قائم کئے۔ پورانا لباس جو اوسنے شمشان سے
لیا تہا وہ چہہ برس کے عرصہ مین پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سجاتا کی ایک لونڈی
رادہا نام کی تہی وہ مرگئی اور اوسکی لاش کو موٹے کپڑے مین لپیٹ کر دفن کردیا تہا
سدہارتا نے اوس قبر کو کہود کر چیتہڑے نکالے اور تالاب مین دہویا اور اپنے
ہاتہ سے سیکر اوسکا لباس بنا دیا۔ اور یہی قاعدہ سڑی ہوئی چیتہڑون کے لباس
بنانے کا اپنے معتقدین مین جاری کیا۔ سدہارتا نے اب فکر کرنا شروع کی کہ آیا
مجہکو اب کافی علم اسکا حاصل ہوگیا ہے کہ انسان کے نجات کی تدبیر کرون۔ اوسنے
یہ سوچا کہ جو کچہہ مین نے حاصل کیا ہے وہ انسانی علم سے برتر ہے۔ مگر مین ابہی اپنی
عقل کل کے درجہ پر نہین پہونچا۔ اور نہ ابہی مین نے بڑہاپہ اور موت پر غلبہ
حاصل کیا۔ پہر اوسنے اپنے بچپن کے زمانہ کو یاد کیا کہ اوسوقت اوسکو کیسی کیسی
خواب نظر آتے تہے اور کیسی کیسی امیدین اوسکو ہوتی تہین اور یہ خیال کرتا تہا کہ
انسان کا نجات دہندہ ہونگا یا نہین۔ آخرش ایک ہفتہ تک مراقبہ مین مشغول
رہا اور اس عرصہ مین کئی دفعہ اوسکو جوش پیدا ہوا۔ اور اوسوقت اوسنے

یہ خیال کیا کہ سب امور مجھکو حاصل ہو گئے ہین مجھے ایسی نیکی کا راستہ مل گیا جسمین
نہ حسد ہے نہ جہل ہے نہ خواہش نفسانی ہے جسپر شیطان کا کچھہ اثر نہین ہوتا اور
اس راستہ مین تناسخ کی ضرورت نہین اور یہ راستہ تمام عالم کے بزرگون سے
بہتر ہے اور یہ راستہ عقل کل کا ہے اور یہ راستہ نجات کا ہے۔ اسوقت
سدہارتا نے خیال کیا کہ مین انسان۔ اور دیوتاؤن سے سب سے برتر ہون۔
مجھے عقل کل حاصل ہوگئی اور جس جگہ اوسکا یہ خیال قائم ہوا۔ اوس جگہ کو بودہی منڈا
کہتے ہین۔ اسوقت سے گوتم کا نام بدہی ستوا ہوا۔ جسکے معنے ہین کہ عقل کل کا
تلاش کرنے والا۔ بدہی ستوا دریاے نرنجنا کی طرف چلا جاتا تہا اوسنے دیکہا
کہ ایک شخص نرم اور خوشبودار گہاس چٹائی کے لئے جمع کر رہا ہے۔ بدہی ستوا نے
تہوڑی سی گہاس لیکر ایسی چٹائی بنائی کہ نرم جانب نیچی اور جڑین اوپر کو رکہین اور
پلتھی مار کر اوسپر بیٹھ گیا۔ اور بیٹھتے وقت یہ کہا کہ اگر میرا جسم گل جائے ہڈی۔
چمڑا۔ گوشت۔ سڑ جائے۔ مین اس گہاس سے اوسوقت تک نہ اوٹھونگا
جب تک عقل کل مجھے نہ حاصل ہو۔ تمام دن اور رات بے حس و حرکت
اوسپر بیٹھا رہا۔ اور صبح کیوقت جبکہ نیند سب پر غالب ہوتی ہے اوسوقت
عقل کل اوسکو حاصل ہوگئی۔ اوسوقت اوسنے کہا کہ ہان اب مین انسان کے
غم کو دور کرونگا۔ اور یہ کہا کہ یہ زمین جسمین سب مدفون ہین یہ میری شاہد ہے
کہ مین کبہی جہوٹہ نہین بولتا۔ اسوقت بدہا کی ۳۶ برس کی عمر ہے اور اسوقت سے
نیا مذہب جاری ہوا۔

سواے سجاتا اور اوسکے جوان ہمراہیون کے بدہا نے دو اپنے مرید اور کئے

یہی اپنے مذہب مین داخل کئے۔ یہ شخص دو بہائی تہے اور دونون تاجر تہے بدہی منڈل کے قریب ہوکر گذرے تہے وہان سے اونکا ارادہ تہا کہ شمال کی جانب مال تجارت کا اپنے گہرون کو لیجائین۔ اِنکے پیچہے ایک قافلہ تجارت کا تہا جسمین سیکڑون گاڑیان مال کی بہری ہوی تہین کچہہ گاڑیان ولدل مین پہنس گیئین تو دونون بہائی جنکا نام ترا دپشا دوسرے کا بہلیکا تہا اونہون نے اِس مقدس جوگی یعنی گوتم سے مدد چاہی اور جب اوسکی ہدایت کے بموجب وہ عمل کر رہے تہے۔ گوتم کی نیکی اور عقل کا اونپر اثر ہوا۔ اوسوقت دونون بہائی معہ اپنے سب ساتہیون کے گوتم کے مذہب مین داخل ہوگئے۔

ایک دن گوتم بیٹہا ہوا یہ سوچ رہا تہا کہ اگرچہ مجہکو حقیقت مل گئی ہے آیا مخلوق بہی اِس سے فیض پانے کیواسطے تیار ہے یا نہین اور وہ روشنی حاصل کرنیکے لیئے آنکہین کہولیگی یا نہین۔ اور پہر اِس سوچ مین غرق ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ جو قانون جاری کرتا ہون یہ بہت بڑا ہی روشن ہے۔ مگر مشکل سے سمجہہ مین آتا ہے اوسکی تشریح نہین ہوسکتی احاطہ عقل سے باہر ہے اور صرف عالم اور ہوشیار اوس سے فیض پاسکتے ہین۔ یہ قانون دنیاوی عقل کے خلاف ہے۔ مین نے منفرد حالت ترک کی اور خیالات معدوم کئے مین نے اپنی خواہشات نفسانی فرد کین اور آئیندہ وجود مین آنا بند کیا اور یہ سبب نجات کا ہے مگر یہ قانون لوگون کی سمجہہ مین نہ آئیگا اور مجہکو آزار پہونچاینگے پہر کہا نہین نہین یہ خواہش نفسانی ہے اِس سے بچنا چاہیئے۔

تین دفعہ یہی خطرہ بدہا کے دلمین آیا اگر وہ اپنے ارادہ اور عزم سے باز آتا تو یہ

راز ہمیشہ مخفی رہتا بالآخر یہ خطرہ دل سے کھویا۔

کہتا ہے کہ تمام دنیا کے انسان تین ہی درجہ مین آسکتے ہین یا وہ اچھے ہین یا خراب ہین یا وہ ان دونون سے لاپروا ہین۔

پھر کہتا ہے کہ ایک ثلث غلطی مین ہے اور ایک ثلث حقیقت کا ماہر ہے اور ایک ثلث معلق حالت مین ہے۔ اگر مین ان لوگون کو قانون کی تعلیم کرون تو جو لوگ غلطی مین پڑے ہین وہ کبھی آگاہ نہونگے۔ اور مین کیسے ہی سکھانا چاہون جو حقیقت کے ماہر ہین وہ ہمیشہ ہوشیار رہینگے۔ مگر وہ لوگ جو معلق حالت مین ہین اگر مین اونکو قانون سکھاؤنگا تو اونکو سمجھ آئیگی اور اگر نہ سکھاؤنگا تو وہ ناسمجھ رہینگے

گوتم نے اپنے اصول قائم کرکے یہ ارادہ کیا کہ انکو شائع کرون اور یہ سوچا کہ کس سے پہلے شروع کرون۔ اول اوسکو یہ خیال ہوا کہ اپنے اصول راجگرہی اور ویسالی کے اوستادون پر ظاہر کرون مگر اتفاق سے معلوم ہوا کہ وہ دونون مر چکے ہین پھر اوسکا خیال اون پانچون مریدون کی طرف گیا جو اوسکو چھوڑکر چلے گئے تھے۔ گوتم یہان سے چل نکلا اور گنگا پر پہونچا مگر عبور کرنے مین اوسکو بہت دقت ہوئی کہ اوسکے پاس پیسہ نہ تھا اور جب وہان کے بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو جوگیون کے لیئے محصول معاف کردیا۔ گوتم چلتے چلتے بنارس پہونچا اور جہان اوسکے پانچون مرید تھے اونکی طرف گیا۔ اونہون نے گوتم کو دیکھکر یہ دلمین ارادہ کیا کہ اوسکی ہر طرح سے توہین کرین اور خاطر تواضع نہ کرین مگر وہ جب اونکے پاس پہونچا۔ بے اختیار وہ اوسکی تعظیم کے لیئے اوٹھ کھڑے ہوے اور اوس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے گوتم مہاراج آپ بالکل پاک ہین اور آپ مین ایک ایسی روشنی چمکتی ہے کہ انسان کی

قدرت سے باہر ہے۔ گوتم نے جواب دیا کہ مجھے خطاب مہاراجی کا مت دو
پہلے مین عرصہ تک تمہارے کچھہ کام نہین آیا اور کسی قسم کی مدد تمکو نہین دے سکا۔
اب مجھکو صاف راستہ بقا کا نظر آتا ہے اور اب بدہا یعنی عقل کل ہو گیا ہون مین سب کچھ
جانتا ہون۔ سب کچھہ دیکھتا ہون۔ گناہ سے پاک ہون۔ اور قانون قدرت کا
مالک ہون۔ آؤ مین تمکو قانون سکھاؤن۔ اور تم میرے کہنے پر کان رکھو۔ مین
تمکو نصیحت کرتا ہون۔ اور تمہاری روح گناہ سے نجات پائیگی۔ اور تمکو اپنے
نفس کا علم ہوگا۔ اور تم روز روز کے جھگڑے پیدایش سے چھوٹ جاؤگے۔
اور تم برم چاری بن جاؤگے۔ اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہوگی
اسکے بعد نہایت نرمی سے اوسنے کہا کہ تم ابھی میری نسبت کیا کہہ رہے تھے
اوسکے پانچون مرید شرمندہ ہوے اور اوسکے قدمون پر گر پڑے۔ اور اوسکو
تمام دنیا کا بدہا قبول کیا۔ اور اوسکا طریقہ بھی اختیار کیا یہی لوگ تھے جو بودہ مذہب
مین داخل ہوے۔ بنارس والے بودہ مذہب کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ پہلی
جگہ ہے جہان بودہ مذہب شائع ہوا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدہا بنارس بہت
نہین رہا اور سواے ان پانچ کے اور بھی مرید کئے۔ زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا مگد
اور سراوستی کی سلطنتون مین گذرا۔ یہ دونون سلطنتین شمال مین گنگا کے واقع ہین
اور بقیہ عمر یہین گذاری۔ وہ چالیس برس تک اور زندہ رہا ان دونون ملک کے
بادشاہون نے اوسکو پناہ دی اور اوسکا مذہب اختیار کیا۔ بدہا نے یہان
رہکر بہت بڑے بڑے شخص اپنے مذہب مین داخل کئے اور اپنے شاگرد بنائے
راجگرہی کے قریب ایک اور جگہہ تھی جسکو نالندہ کہتے تھے اور وہان بدہا اکثر

جایا کرتا تہا۔ اِس جگہ ایک آم کا باغ تہا جو حوض کے کنارہ واقع تہا اور بڑے مالدار شخص کا ملکیت تہا۔ پانسو سوداگرون نے ملکر اِس باغ کو بدہا کیواسطے خریدا۔ اور وہان رہکر اوسنے قانون قدرت سکہایا۔ اِس جگہ دس ہزار جوگی رہتے تہے اور بادشاہ کے یہان سے اونکو خرچ ملتا تہا۔ بارہ برس کے بعد بدہا کا باپ اوس سے آکر ملا اور ساکیہ قوم نے اور نیز باپ نے بودہ مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کی تینون بی بیون نے بہی وہی مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کا برہمنون سے ہمیشہ جہگڑا رہتا تہا اور طرح طرح سے اوسکو تکلیف پہونچائی اور اوسکے مارنے کا بہی ارادہ کیا مگر بدہا بچ گیا۔

بدہا کی جائے وفات کی بابت بہت اختلاف ہے مگر اکثر کی یہ راے ہے کہ کوسی نگلا ملک کوسالہ مین مرا ہے۔ اوسوقت عمر اوسکی اسی برس کی تہی اور راجگرہی سے واپس آتا تہا اور اوسکے ہمراہ اوسکا بہتیجا انند اتہا اور بہت مجمع جوگیون کا تہا گنگا کے جنوبی کنارہ پر پہونچا۔ اور دریا سے اوترکر ایک پتہر پر کہڑا ہوا۔ اور نہایت مہربانی سے اپنے ساتہیون کی طرف نکتا رہا اور یہ کہا کہ آخر وقت ہے کہ مین اس جگہ سے اپنے شہر راجگری کو دیکہہ رہا ہون۔ گنگا کو اوترکر شہر ویسالے کو گیا اور وہان بہی اسیطرح خیرباد کہی اور مالا کے ملک مین ایک مقام کوسی نگلا تہا وہان جب اوسکو غشی پیدا ہوی ایک درخت کے نیچے بیٹہہ گیا وہان وہ مرگیا۔

(اخلاقی اصول مذہب)

مصنف کہتا ہے کہ گوتم ایک فلسفی تہا۔ اور اس سے زیادہ اوسنے کبہی اظہار نہ کیا اِس نظام کے باقاعدہ ہونے کی امید نہ کرنی چاہیئے۔ وہ تمام عمر مخلوق کے

سامنے وعظ کرتا رہا مگر اوسنے مشکل طریقہ علم کا کبھی اظہار نہ کیا ۔ کیونکہ عوام اوسکو نہ سمجھہ سکتے تھے ۔ اور برہمن بھی اون اصولون کو پورے طور سے ظاہر نہین کر سکتے تھے گوتم نے یہ ادعا کیا کہ مین انسان کی نجات کے لئے ہون ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہنا کہ تمام کائنات کی اصلاح کے لئے ہون اسلئے اوسنے ایسے اصول ظاہر کئے کہ سب پر حاوی ہون اور سیدہے سادے ہون ۔ گوتم کے دو فلسفانہ اصول تناسخ اور نجات کے ہین ۔ مگر یہ نہایت مبہم ۔ اور مہمل ہین ۔ باقی اصول اخلاقی اور دہیان کے ہین ۔

گوتم نے خود کچھہ نہین لکھا اور اوسکے خاص معتقدین نے اوسکی وفات کے بعد ایک کونسل قائم کی ۔ اور گرو کے الفاظ مین مضامین منضبط کئے پہلی کونسل کے بعد دو اور کونسلین قائم ہوئین اور اونمین قواعد درج کئے ۔ حضرت عیسیٰ سے پہلے دوسو برس یہ کام ہوا ۔ اول کونسل بمقام راجگرہی ملک مگدہ مین ہوئی تھی اور اس کونسل مین تین قسم کی کتابین بنائی گئین ۔ ایک کتاب وہ تھی جس مین مکالمہ گوتم کا تھا ۔ اور دوسری تعلیم ۔ اور تیسری فلسفہ مذہب ۔ اونکا مقدم اصول یہ تھا کہ دنیا مین چار حالتین ہین اول حالت تکلیف کی کہ انسان کسی نہ کسی صورت مین برداشت کرتا ہے ۔ اول دوسرے اسباب اوس تکلیف کے ۔ اور بدہا یہ کہتا ہے کہ یہ سب خواہشات نفسانی گناہ سے پیدا ہوتی ہین ۔ اور تیسرے ایک حالت اطمینان جسکو نجات کہتے ہین ۔ اور چوتھے وہ راہ کہ جس سے رنج دور ہو اور نجات ہو ۔ نجات کے آٹھہ راستہ ہین ۔ اول سچا خیال کرنا ۔ دوسرے سچا فیصلہ جسمین کوئی شک شبہ نہو تیسرے سچے الفاظ جسمین کوئی شائبہ جھوٹ کا نہو ۔ اور چوتھے نجات کی شرائط

یعنی دہیان سچا رکے اور ہمیشہ اوسی ڈہنگ پر رہے۔ پانچوین سچے طور سے زندگی بسر کرنا یعنی یہ کہ مذہبی پیشہ سے۔ چھٹے یہ کہ خیال کو سچائی مین لگانا۔ ساتوین یاد داشت سچی ہو۔ اور آٹھوین دہیان سچا کرنا جس سے نجات ہو۔ بعدازان گوتم اخلاقی اصول ظاہر کرتا ہے اور وہ پانچ ہین۔ ۱ کسی کو قتل نکرو۔ ۲ چوری نکرو۔ ۳ زنا نکرو۔ ۴ جہوٹ نہ بولو۔ ۵ شراب نہ پیو۔ اور اسکے ساتھ پانچ اور ہین کہانا وقت پر کہاو۔ اور ناچ گانا راگ اور کہیل سے پرہیز کرو۔ ہار نہ پہنو۔ خوشبو نہ لگاؤ۔ اور آرام کے بچہونے پر نہ سوؤ۔ کسی سے چاندی سونا نہ لو۔ یہ سب ملکر دس اخلاقی اصول ہوے۔ اول پانچ عام لوگون کیواسطے ہین۔ دوسرے پانچ اصول مریدون کے لئے ہین۔

مریدونکے لئے اوس نے اور بارہ اصول قائم کئے ہین۔ اول یہ کہ کپڑونکے چہتڑے جو قبرستان یا کوڑہ پر ملین اونکو جمع کر کے لباس بناؤ۔ دوسرے لباس کے تین عدد ہووین اور یہ چہتڑون سے اپنے ہاتہ سے بنائے جائین اور اوپر اون کا زرد لباس ہو جو چہتڑون سے بنایا گیا ہو۔ تیسرے کہانا جہانتک ممکن ہو سادہ ہو۔ چوتہے کہانا بہیک مانگ کر جمع کیا جائے اور ایک لکڑی کی لکلول مین رکہا جاسے۔ پانچوین جوگی کو ایک وقت کہانا چاہیے۔ چہٹے دوپہر کے بعد کسی قسم کا کہانا نہ چاہیے۔ ساتوین بود وباش کے لئے بہی قاعدے ایسے سخت تہے مریدون کو جنگل مین رہنا چاہیے۔ آٹھوین درخت کے سایہ مین رہو۔ نوین زمین پر بیٹہو اور درخت سے کمر لگاؤ۔ دسوین بیٹہے بیٹہے سوؤ لیٹو نہین۔ گیارہوین جس ڈہنگ سے چٹائی پڑی ہے اوسکو مت بدلو۔ بارہوین

مرید کو چاہئے کہ رات کے وقت ہر مہنہ مین قبرستان پر جاوے اور اس
امر کا دہیان کرے کہ انسان کیسا ناپائدار ہے۔
گوتم کا یہ خیال تہا کہ انسان کو چاہئے کہ ان سب قواعد کی پابندی کرے اور
ان سب سے اہم یہ چہہ قاعدہ ہین۔ خیرات دینا۔ نیت نیک رکہنا۔
صبر کرنا۔ تحمل کرنا۔ دہیان کرنا۔ اور عقل کل کو سوچنا۔
گوتم چہہ اور نیک کامونکا ذکر کرتا ہے۔ اول صرف جہوٹ کی ہی ممانعت
نہین ہے بلکہ سخت گوئی اور بدزبانی کی اور بیہودہ گوئی کی ممانعت ہے۔
دوسرے انسانیت اور مروت۔ تیسرے اپنے نیک کام کو چہپاؤ۔ گناہون
کو ظاہر کرو۔ چوتہے اپنے رشتہ دارون کے ساتہ مہربانی اور عزت کے ساتہ
پیش آؤ۔ پانچوین اپنے گرو کا ادب کرو۔ چہٹے والدین کی عزت کرو۔
گوتم کے اگرچہ بادشاہ معاون اور سرپرست تہے اور خود باپ بادشاہ تہا مگر
مذہب کے پہیلانے مین اوسنے جبر اختیار نہ کیا اور ہمیشہ لوگون کو اخلاقی طرز سے
سمجہاتا رہا اور ترغیب دیتا رہا۔
جسوقت گوتم ظاہر ہوا اوسوقت ہندوستان کے لوگون کی حالت بہت
خراب تہی اوسنے اونکے عیوب پر اعتراض نہین کیا بلکہ نیکیون کی خوبیان اونکے
دلنشین کین۔ ایک شخص پرانا نام ڈوسی بچہ تہا مگر تجارت سے اوسکو فروغ ہوگیا
تہا اور جسوقت وہ مال تجارت لئے ہوے جاتا تہا تو اوسکے ہمراہیون مین
بودہ مذہب کے بہی سوداگر تہے۔ اونکے مذہبی طریقہ کا اثر پرانا کے دلپر ہوا۔ پرانا
گوتم کے پاس آیا اور مذہب بودہ کا اختیار کیا۔ گوتم نے اوسکو ہدایت کی کہ

اصل اصول اس مذہب کا ترک دنیا ہے پر انکو اسوقت سے خیال کرنا
چاہیے کہ مین دنیا سے مرگیا ہون یا اور مین دوسری دنیا مین اس غرض سے آیا
ہون کہ بودھ مذہب کی اشاعت کرون اور جگہ ایسی ہے کہ جہان بیرحمی اور خونریزی
پہیلی ہے - اور بجز دلیر آدمی کے کوئی وہان جانے کی جرات نہین کرتا -
گوتم اوس سے کہتا ہے کہ یہ آدمی جہان تم جاتے ہو نہایت بابر بے رحم اور
غصہ ور اور مغرور ہین اور جب تم وہان جاؤگے تو تمہارے ساتھ بدزبانی کرینگے
اور تم کو مارپیٹ کرینگے تم کیا کروگے - اوسنے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر غصہ
کرینگے اور مارینگے تو خیال کرونگا کہ وہ اچھے آدمی ہین -
گوتم نے پوچھا کہ تمہارے اوپر پتھر پہینکینگے تو تم کیا خیال کروگے پرانہ نے جواب
دیا کہ مین اونکو نیک سمجھونگا اور خیال کرونگا کہ اونہون نے تلوار - لکڑی سے نہین
مارا پتھر ہی پہینکے - پہر پوچھا کہ اگر وہ لکڑی اور تلوار چلاوین تو تم کیا خیال کروگے جواب
دیا کہ مین اوسوقت بہی اونکو نیک سمجھونگا اور یہ خیال کرونگا کہ اونہون نے میری
جان بہی چھوڑ دی - پہر گوتم نے پوچھا کہ اگر تمہاری جان بہی لے لین تو کیا خیال ہوگا
پرانہ نے کہا مین یہ سمجھونگا کہ مجھے تکلیف سے نجات دیدی -
گوتم اس تقریر سے بہت خوش ہوا - اور پرانہ سے کہا اچھا جاؤ اور لوگون مین
مذہب پہیلاؤ -
دوسرا ذکر ایک بادشاہ کے بیٹے کا ہے جو بودھ مذہب کا تہا بادشاہ نے اس
اپنے بیٹے کو تکششہ ملک کا صوبہ دار بناکر بہیجا - اس شہزادہ کا نام کنالہ تہا اس
شہزادہ نے ایسی حکومت کی کہ ہر شخص اس سے الفت کرنے لگا - اوسیوقت مین

ایک شاہی حکم آیا کہ شہزادے کی آنکھیں نکال لی جائیں۔ یہ حکم بادشاہ کی رانی نے
بادشاہ کی مہر لگا کر براہ عداوت اپنا کینہ نکالنے کیواسطے بھیجا تھا۔ تمام رعایا سے
اوسکی آنکھیں نکالنے کیواسطے کہا مگر سب نے انکار کیا۔ آخر چنڈالوں سے کہا اونہوں نے
بھی انکار کیا شہزادہ نے جب اپنے باپ کی مہر اوس حکم پر دیکھی تو اوس حکم کی
تعمیل کیواسطے آمادہ ہو گیا۔ بالآخر ایک حرامی اس مکروہ فعل کے کرنے پر آمادہ ہوا
شہزادہ تیار ہوا۔ اور جلاد سے کہا کہ اول ایک آنکھ نکالو اور میرے ہاتھ پر
رکھو۔ سب لوگ نالہ و فریاد کرنے لگے اور اس شہزادہ نے اپنی نکلی ہوئی آنکھ ہاتھ پر
رکھی اور اوس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تجھکو ابھی نظر آتا تھا اب بھی تو کچھ دیکھتی ہے
پھر کہا افسوس تو پارچہ گوشت ہے۔ انسان کیا احمق ہے۔ کہ ایسی چیز کو کہتا ہے
کہ یہ میری ہے۔ پھر اوسکی دوسری آنکھ نکالی گئی اوس وقت شہزادہ نے کہا کہ
میرے گوشت کی آنکھ تو جاتی رہی اور میرے علم کی آنکھ کھل گئی اگر مجھکو بادشاہ نے
چھوڑ دیا ہے تو میں ایک بڑے بادشاہ کا بیٹا بن گیا ہوں اگرچہ مجھے ایک بڑے
رتبہ سے زوال ہوا۔ وہ درجہ ایسا تھا کہ جس کے ساتھ رنج اور تکلیف شامل تھی
اب مجھے وہ بادشاہت حاصل ہو گئی ہے کہ مجھکو نہ رنج ہے نہ تکلیف ہے
شاہزادہ نے اس مصیبت کو بہت تحمل کے ساتھ برداشت کیا اور جب اوسکو
یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل رانی کی سازش سے ہوا ہے تو اوس نے رانی کو دعا دی
اور کہا کہ ہمیشہ تم خوش رہو۔ تم نے ایسا فعل کیا کہ مجھکو دائمی نجات ہو گئی ہے
یہ اندھا شہزادہ اپنی عورت کے ساتھ ادھر اودھر گھومتا پھرتا تھا جب اپنے باپ کے
گھر پہونچا تو باپ کو خبر ہوئی غصہ میں آکر رانی کے قتل کا حکم دیا شہزادہ نے اوسکی

شفاعت کی اور یہ کہا کہ یہ مصیبت جو مجھپر پڑی یہ میرے کسی اعمال کا نتیجہ ہے۔
کتاب مین اور ایک قصہ مذکور ہے وہ یہ ہے۔ متہرا کے مقام مین ایک مشہور
عورت تہی وسعدتہ نام تہا اوسکی خادمہ ایک جوان تاجر کے پاس گئی جسکا نام
او یاگفنہ تہا۔ اوس سے کچہ عطریات خریدے جب یہ خادمہ لوٹ کر آئی تو
اوسکے آقا نے اوس سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوان تاجر کو پسند کرتی ہو
اور ہمیشہ اوسی کے یہان لینے خریداری کرتی ہو۔ نوکر نے جواب دیا کہ اے میرے
آقا کی دختر یہ تاجر کا لڑکا بہت حسین ہے اور بہت ہوشیار ہے اور ہمیشہ اپنی زندگی
قانون قدرت کے موافق بسر کرتا ہے۔ یہ سنکر وسعدتہ کو اوسکی طرف رغبت پیدا
ہوئی اور چند مدت کے بعد اپنے نوکر کے ہاتہ یہ پیغام بہیجا کہ میرا ارادہ ہے کہ
مین تمہارے پاس آؤن اور عیش و عشرت سے بسر کرون۔ نوکر نے یہ پیغام پہونچا
دیا۔ اوس نوجوان آدمی نے یہ اوسکو جواب دیا کہ اپنے آقا سے یہ کہنا کہ اسے
ہنوز ابہی تمہارے ملنے کا وقت نہین آیا تہوڑے عرصہ بعد اسی عورت نے
اپنے ایک عاشق کو قتل کیا اور یہ جرم ظاہر ہوگیا۔ اور بادشاہ تک خبر پہونچی اوسنے
جلاد کو حکم دیا کہ اس عورت کے ہاتہ اور پانون اور ناک اور کان کاٹو اور قبرستان
مین ڈالدو۔ اس بات کی خبر تاجر کے لڑکے کو ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ ایسی سزا
اوسکے واسطے تجویز ہوئی۔ اپنے دل مین اوسنے سوچا کہ جب اوسکا بدن خوشنما
لباس سے آراستہ تہا اور قسم قسم کے جواہرات پہنے ہوے تہی اوسوقت ایسے
شخصون کو جو نجات کے خواہشمند ہین اوسکے پاس جانا نہ چاہیئے۔ آج سب اوسکا
غرور خاک مین مل گیا اور وہ بے دست و پا پڑی ہے یہ وقت اوسکے دیکہنے کا

یہ سوچکر تاجر کا لڑکا وہان گیا جو عورت نے دیکھا۔ اپنے نوکر سے کہا کہ جو یہ عضو میرے کٹے پڑے ہین اونکو ایک جگہ کرکے ڈہانک دو۔ تاجر کا لڑکا جب اگر کہڑا ہوا تو اوس عورت نے کہا کہ جب میرا جسم پہول کے موافق تہا اور تمام قسم کے جواہرات سے آراستہ تہا اور آنکھون کو اوسکے دیکھنے سے رغبت تہی اوسوقت آپ میرے دیکھنے کو نہ آئے آج جو یہ میری حالت خراب ہے، اور نگاہ ڈالنے سے کراہت آتی ہے اور نفرت ہوتی ہے تو اوسوقت آپ آئے تاجر کے لڑکے نے جواب دیا کہ اے میری بہن پہلے عیش اوٹہانے کی غرض سے نہین آیا اور اب مین لاچار حالت جو قابل ہمدردی کے ہے دیکھنے کو آیا ہون۔ یہ سنکر عورت کے دل مین اطمینان پیدا ہوا۔ اور فوراً انتقال کیا۔

گوتم کے مذہب مین بادشاہ بہی داخل ہوئے اور پہلا بادشاہ جس نے یہ مذہب اختیار کیا وہ بن بصارہ تہا جسکا دارالسلطنت راجگرہی تہا۔ اس شہر کی بہت گنجان آبادی تہی اور مکان بہی گچ پچ تہے اور لکڑی کے بنے ہوئے تہے۔ وہان اکثر آگ لگا کرتی تہی۔ اس آفت کے روکنے کے لئے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جس کی غفلت سے آگ لگے گی وہ نکال دیا جائیگا اور اوسکو جنگل و قبرستان مین رہنا ہوگا۔ تہوڑے عرصہ بعد خود بادشاہ کے محل مین آگ لگ گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین سب کا مالک ہون قانون کے خلاف ورزی کیسے کرون اور ایسا کرون تو مین توقع کیسے کرسکتا ہون کہ میری رعایا پابندی قانون کی کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بیٹا مسند نشین ہوا اور خود جنگل و قبرستان مین جا کر رہا

گوتم کے حالات مین ایک اور دلچسپ قصہ بادشاہ کے بیٹے کا ہے جس نے

اپنے باپ کو قتل کیا تھا وہ خود جانشین ہو گیا تھا اور ابھی تک بودہ مذہب نہین اختیار کیا تھا - یہ بادشاہ اپنی محل مین بیٹھا ہوا چاندنی کا لطف دیکھہ رہا تھا اوسوقت اوسکے دل مین خیال آیا کہ مین نے کیسا گناہ کیا کہ اپنے نیک باپ کو مار ڈالا اسکے مکافات کے لیئے کسی اچھے برہمن کے پاس جانا چاہیئے - وزیرون سے پوچھا ایک نے گوتم کا ذکر کیا - بادشاہ نے اوسکے پاس جانے کا ارادہ کیا -

گوتم اوسوقت آم کے باغ مین تھا اوسکے گرد ساڑھے تین سو فقیر جمع تھے بادشاہ نے ملاقات کی استدعا کی - گوتم نے اجازت دی - بادشاہ نے ابتدا غرض اپنے آنے کی ظاہر نہین کی اور اپنے گناہ کے اقرار سے پہلے اوسکے متعلق پہلے جو سوال برہمنون سے کیا تھا وہی سوال گوتم سے کیا - سوال یہ ہے کہ آیا اس زندگی مین قطعی طور پر کوئی یہ پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ کسی شخص کے اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا -

برہمنون کے جواب سے بادشاہ کا اطمینان نہین ہوا تھا - اس سبب سے گوتم سے سوال کیا - گوتم نے جواب دیا - کہ ہر شخص کے اعمال کا نتیجہ اوسکے افعال پر ہوتا ہے بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا - اور گوتم سے کہا کہ آپ اپنے مذہب مین داخل کر لیجئے اور مجھے پناہ دیجئے - مجھسے ایسا عظیم گناہ ہوا ہے کہ مین اوسکے سبب سے مغموم ہون - مین نے سلطنت کے لیئے اپنے باپ کو مار ڈالا - میرا باپ نہایت عادل بادشاہ تھا اور گوتم سے کہا کہ آپ میری زبان سے جرم کے اقبال کو قبول کر کے میرے واسطے آئندہ کیا تجویز کرتے ہین - گوتم نے اوس اصول کے موافق اوسکے گناہ معاف کیئے کیونکہ اوسنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تھا اور پشیمانی ظاہر کی تھی -

سوانح عمری حضرت آپ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہید

یہ سوانح عمری اُس آخر نبی کی ہے جس نے سب پرانے مذہبی تمدن بالکل ماند کر دیے اور اپنا مذہبی تمدن مثل آفتاب نصف النہار کے دُنیا مین چوبیس برس کے قلیل زمانے مین روشن کر کے خود غروب ہو گیا اس تمدن کا نشو و نما ملک عرب مین ساتوین صدی عیسوی مین ہوا جس کے جغرافیہ کی سچی حالت عربی النسل ہندی الاصل شاعر الطاف حسین حالی نے اسطرح سے بیان کی ہے

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا — جہان سے الگ ایک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا — نہ کشور ستان تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اُس پہ پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور — کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سی جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسر — کنول جس سے کھل جائین دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان — لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب و بیابان — کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان

نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی

عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

اور تمدنی حالت کی ایسی دلفریب نظم مین ایسی تصویر کھینچی ہے گویا صداقت بیان کے لئے نثر مستزاد اور نظم موضوع ہے۔

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم وفن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمین بن جتی سبز تھی

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرہ تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرہ تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بے محابا
کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا

کرشمون کے راہب کی تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا
کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا ایک بت جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن جتنے اُنکے تھے سب وحشیانہ　　ہر ایک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ　　نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے　　سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے　　تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا
تو اس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی　　صدی جس مین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کر دی تھی جس نے صفائی　　تھی ایک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ ایک اُنکی جہالت کا تھا وہ

کہین تھا مویشی چرانے کا جھگڑا　　کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا　　کہین پانی پینے پلانے کا جھگڑا
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر　　تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور　　کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جیسے سانپ جیسے کوئی جبنے والی

جوا انکو دن رات کی لت لگی تھی — شراب ان کی گھٹی مین گویا پڑی تھی

تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی — غرض ہر طرح ان کی حالت بُری تھی

بہت اس طرح ان کو گذری تھی صدیان

کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھی بدیان

یہ اس ملک کے جغرافیہ اور اس قوم کے تمدن کی تصویر ہے جہان رہنما پیدا ہوا۔ اور تمام دنیا کی حالت وقت پیدایش حضرت رسالتمآب یہ تھی جو مصنف افسانہ قومی نے لکھی ہے۔

رومی سلطنت

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔ شام۔ مصر۔ یونان مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور رومیون کا یہ حال تھا کہ خواجہ سرا غلام اعلےٰ عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر کھلی ہوئی دغا بازی اور علانیہ جھوٹ جاری تھا۔ مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش۔ دغا بازی تھی۔ اور ان افعال نے اُن کو خراب کر رکھا تھا بدی کی بُری سے بُری شکلون سے بڑے شہر کم بچتے تھے۔ اور قسطنطینیہ چھٹی صدی کی لندن انیسوین صدی سے مختلف نہ تھی صلح سنہ ۶۲۹ء کے بعد یونانی۔ ایرانی لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور کسی مین جان باقی نہ رہی تھی۔ اسوقت ان دونون کو ایک نئے دشمن کا مقابلہ تھا۔

جب خسرو۔ اور ہرقل۔ آپس مین لڑ رہے تھے عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب

پیدا ہونے والا تھا۔ یہ سب سے اول اور تاریخ کا آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے۔

جہان سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو دُنیا کی طبیعتوں کو رام کرنے والا اور دنیا کے حالات میں ایک انقلاب عظیم الشان پیدا کرنے والا تھا۔

دُنیا کی یہ افسوسناک حالت بیان کرنے کے وقت اگر مصنف افسانۂ قومی کے سامنے حالی کا مدوجزر اسلام ہوتا تو وہ ضرور ان اشعار کا اعادہ کر کے خدا کا شکر ادا کرتا۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت | بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھی جسکی دیتے شہادت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کی عمر کا حال

ماخوذ از خطبات احمدیہ

عبد اللہ بن عبد المطلب والد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوبیس برس کی عمر تھی جبکہ انہوں نے بنت وہب سے شادی کی۔ آمنہ بنت وہب قریش کے قبیلہ سے تھیں۔ جو عرب کے قبیلوں میں نہایت معزز اور

شریف قبیلہ تھا۔ حضرت آمنہ حمل ہی سے تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
والد عبد اللہ نے بغرض تجارت یثرب یعنی مدینہ کی طرف سفر کیا اور قبل پیدا
ہونے آنحضرت کے اُنھون نے وفات پائی۔ بنی نجار کے دار نابغہ مین مدفون ہوئے
اُنکی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے جمہور مورخون کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارھوین ربیع الاول عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے
مگر اس بات مین کہ عام الفیل سنہ عیسوی کے کونسے سال مین واقع ہوا تھا
مورخون کی رائے مین اختلاف ہے۔ منقح امر یہ قرار پایا ہے کہ عام الفیل سنہ ۵۷۰ء
کے مطابق تھا کیونکہ سب مورخین اس بات پر متفق ہین۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا ہوئے تو حضرت آمنہ نے کسی کو عبد المطلب کے پاس بھیجا اور آپ کے پیدا
ہونے کی اطلاع کی۔ عبد المطلب فی الفور وہان آئے اور آنحضرت کو اپنے
ہاتھون پر اُٹھا کر کعبہ کے اندر لیگئے اور اللہ تعالے کی حمد و ثنا کی۔

چند روز تک ثوبیہ نے جو آنحضرت کے چچا ابو لہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھین
آنحضرت کو دودھ پلایا۔ ثوبیہ نے آنحضرت کے چچا حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔
اور اس سبب سے حمزہ اور مسروق ابن ثوبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
دودھ بھائی تھے۔ عبد المطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
محمد رکھا مگر حضرت آمنہ نے خواب مین ایک فرشتہ کو دیکھا تھا جس نے کہا
تھا کہ آپ کا نام احمد رکھنا اس لیے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نام احمد رکھا اور اس طرح توریت و انجیل دونون کی بشارتون کی تصدیق
ہوگئی جن کا بیان ہم نے خطبہ بشارات مین کیا ہے۔ ولادت کے ساتوین روز

عبدالمطلب نے قربانی کی۔ اور تمام اراکین قبیلہ قریش کو دعوت مین بلایا۔
شرفاے مکہ کا دستور تھا کہ آب وہوا کے لحاظ سے اور اس غرض سے کہ بچون
کے لہجہ اور زبان مین عمدہ زبان کا اثر ہونے پائے اپنے بچون کو جب کہ وہ
دودہ پلانیکے ہوجاتے تھے دودہ پلانے والیون کے سپرد کرکے باہر بھیجدیا کرتی
تھے۔ اسی رسم کے موافق آنحضرت کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا گیا اور وہ اپنے
گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر اُن کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھین
دو برس بعد آپ کا دودہ چھٹایا گیا اور حضرت حلیمہ آپ کو لیکر حضرت آمنہ
پاس آئین مگر حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب وہوا آپ کو موافق نہوگی
پھر حضرت حلیمہ کے سپرد کردیا اور وہ ان کو اپنے گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر
ملاجاتی تھین۔ جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ نے آپ کو اپنے
پاس رکھ لیا۔ پس حضرت حلیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ پلائی
ماں اور اُن کے خاوند حارث ابن عبد العزی دودہ کے رشتہ سے باپ اور
اُن کی اولاد عبد اللہ اور انیسہ خذیمہ عرف شیمان دودہ بھائی اور دودہ بہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودہ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کی برابر سمجھتے
تھے۔ اور حضرت حلیمہ سے نہایت محبت رکھتے تھے اور انکا ادب اور اُن کی تعظیم
ماں کی برابر کرتے تھے۔ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رداے
مبارک جس کو مسلمان سر پر رکھنے اور آنکھون سے لگانے کے لائق سمجھتے ہین
حضرت حلیمہ کے لیے بچھادی تاکہ وہ اُس پر بیٹھین دودہ کے رشتہ کا ایسا پاس
لحاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور محبت اور الفت کہ حضرت

حلیمہ اور اُن کی اولاد کے ساتھ برتتے تھے۔ اور جس احسان مندی کا اظہار وہ وہ
کے رشتہ داروں کے ساتھ کیا کرتے تھے نہایت اعلیٰ اور عمدہ مثالیں آنحضرتؐ کی
اخلاق حمیدہ نیک خوئی اور نرم دلی کے ہیں جس کی نظیر اس سے پہلے کبھی نہیں پائی
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آپ کو
اپنے عزیز و اقارب سے ملانے کیلئے مدینہ منورہ لے گئیں کچھ عرصہ تک وہاں
ٹھہریں اور پھر مکہ معظمہ کو مراجعت کی اور راستہ میں بمقام ابواء وفات پائی
جبکہ آنحضرتؐ مکہ میں پہونچے تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش
اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آپ کے ساتھ شفقت پدری سے پیش آتے رہے
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھواں برس شروع ہوا تو آپ کے دادا
عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی عبدالمطلب کی وفات کے
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ابوطالب آپ کے چچا نے جو
آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے اپنے ذمہ لی۔ یہ بھی آنحضرتؐ سے
نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ اور مثل پدر مہربان کے ہر طرح سے
خبرگیری کی جب آپ کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابوطالب کو تجارت کے سبب سے
شام کا سفر درپیش آیا اور اس کے سرانجام کے بعد پھر مکہ کو واپس آئے بارہ برس
سے آگے بھی مورخوں نے کوئی سلسلہ وار واقعات تا زمان بعثت ایسے نہیں
لکھے کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے آثار ہیں
یہ سب کچھ کمی قوم عرب کے جاہل ہونے کی وجہ سے ہوئی ایام جاہلیت میں
الامین کے نام سے آپ کا پکارا جانا خود کثرت واقعات کی دلیل ہے۔ وغیرہ

ایک دو کام کرنے سے امین کا لقب نہین ملسکتا ہے۔
گوشہ نشینون کے قیافہ شناسی قبل نبوت اور ایک شریف اور مالدار بیوہ کا آپکو
اپنا کارکن بنانا اور پھر عقد کی خواہش کرنا۔ یہ واقعات ایسے ہین جن سے گذشتہ
و آئندہ زندگی پر روشنی پڑتی ہے پچیسوین سال آپنے حضرت خدیجہ سے
عقد کیا۔ اور پچیسوین سال کا یہ واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ مین سنگ اسود کے (جو ابھی
قربانگاہ کا پتھر تھا اور مقدس سمجھا جاتا تھا) استحقاق نصب پر اقوام عرب
مین تنازعہ تھا آپ مصلح قرار پائے۔ آپنے ایسا فیصلہ کیا کہ سب سردار
قوم اُس سے راضی ہوے۔ آپنے یہ کیا کہ اپنی چادر بچھا کر سنگ اسود کو اسپر
رکھ دیا اور سب سرداران قوم نے گوشہ چادر پکڑ کر احترام نصب کا حاصل کیا۔
حضرت کے زہد اور عبادت کا اسقدر پتہ لگتا ہے کہ قبل بعثت حضرتؐ کا یہ
دستور ایک عرصہ تک رہا کہ غار حرا مین جا کر عبادت کرتے مگر یہ نہین
کھلتا کہ طریقہ عبادت کا کیا تھا حضرتؐ کبھی اپنی منکوحہ کو بھی ساتھ لیجاتی
تھے۔ اسی غار حرا مین تھے اور چالیس سال کی عمر تھی جب پہلی وحی نازل ہوئی۔
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ
الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ ترجمہ۔ پڑھ اپنے
پروردگار کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے جمے خون سے انسان سا شخص بنایا۔ پڑھ اپنے
پروردگار کے نام سے کہ کیسا کرم اُس نے کیا جس نے قلم (کتابت) کے ذریعہ سے علم سکھایا۔
ایسا علم جسکو انسان کچھ جانتا نہ تھا۔
یہ سمجھنا چاہیے کہ ان آیات سے ایک خاص قدرت اسوقت سے عطا ہوئی۔

اور حضرتؐ نے خاموشی سے اپنی رسالت اور توحید کا معتقد بنایا اور مسلمان کرنا شروع کیا تین سال تک بعد ازان وحی بند رہی۔

چوتھی سال جب وحی اسلام کے اعلان کی آئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ اُسوقت پیغمبرؐ کوہ صفا پر گئے اور عرب کے قبیلوں کو نام بنام پکار کر بلایا اور یہ کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہین ہے۔ اور دعوت اسلام کی کی۔ کسی نے اس ہدایت کو منظور نہ کیا۔ اور جب حضرتؐ نے بتون کی مذمت اور عذاب کی تہدید کی تو قریش نے سخت مخالفت اور ایذادہی شروع کی اور تیرہ برس متواتر قیام مکہ تک آزار رسانی جاری رہی۔ اندر اور باہر دونون جگہ ایذائین پہونچائی جاتی تھین گھر مین عین کھانے کے وقت کوڑا پھینکا جاتا تھا جس راہ سے گذر ہونا تھا وہان کانٹے ڈالے جاتے تھے تاکہ حضرتؐ کے پانون زخمی ہون۔ حضرتؐ پانون سے کانٹے نکال لیتے اور راہ سے کانٹے دور کرتے تاکہ دوسرون کو تکلیف نہو۔ جب نماز پڑھتے یا کوئی ہدایت کرتے تو شور و غل مچاتے تاکہ خود پریشان ہون اور دوسرون کے کان تک بات نہ پہونچے یہان تک ہوا کہ سجدے کے وقت مویشی کا اوجھ میلہ سے بھرا ہوا اوپر ڈال دیا۔

حج یا طواف کے وقت اینٹین پتھر پھینکتے۔ اور جہان کہین مجمع ہوتا وہان حضرتؐ کے افعال اور اقوال کا مضحکہ اڑاتے۔

اہل اسلام کو جانکندن کی تکلیفین پہونچاتے یہان تک کہ وہ مرجاتے

آخر حضرتؐ سے مسلمانون کی تکلیف نہ دیکھی گئی۔ پانچوین سال نبوت کے
مسلمانون کو حبش کی ہجرت کا حکم دیا وہان بھی قریش نے مہاجرین کے نکلوانے
کی سعی کی مگر ناکام رہی۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ قریش نے
تو مہاجرین کی ذلت کی کوشش کی تھی شاہ حبش نے ان مہاجرین سے
پیغمبر عربی کے حالات سنکر ان کا احترام کیا اور کہتے ہین وہ بعدہٗ اسلام بھی لایا۔
ساتوین برس قریش جمع ہوکر ابوطالب حضرتؐ کے چچا کے پاس گئے اور
کہا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو۔ یا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو
اور یا محمدؐ کو ہمارے بتون کے برا کہنے سے روکو۔
ابوطالب نے حضرتؐ کو قریش کے ارادے سے متنبہ کیا اور کہا کہ تم انکے
بتون کی برائی نہ کیا کرو۔ حضرتؐ سمجھے کہ چچا حمایت سے معذور ہو گئے اور
فرمایا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ہو اور ماہتاب بائین ہاتھ مین
ہو تو بھی مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا تاوقتیکہ ختم نہ ہو جاؤن۔ اسوقت
ابوطالب نے کہا کہ جو تمھاری خوشی ہو مین تمھارا حامی رہونگا جب
کفار قریش ناکام ہوئے اور ترقی اسلام باوصف ان صعوبتون کے ہوتی
رہی تو حضرتؐ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابوطالب نے قبیلہ بنی ہاشم
کو جمع کر کے آن سے حفاظت مین اعانت چاہی اور سب نے منظور کیا اور
شعب ابوطالب مین بنو ہاشم رہے۔ وہان انکا کھانا پینا۔ راہ رسم رسد
بند کر دی۔ اور آپس مین اس کا معاہدہ لکھکر خانہ کعبہ مین رکھدیا تین سال
تک ایسی تکلیف و عسرت مین خاندان بنی ہاشم مبتلا رہا بعد ازان چند قریش نے

رجسم کہا کہ اس قید سے نجات دلوائی اور معاہدہ چاک کیا۔

دسوان سال کثرت حوادث اور غم اور اندوہ کا تھا۔ اول ابو طالب شریف مکہ اور چچا حضرتؐ نے انتقال کیا۔ اور چند روز بعد حضرت کی بیوی خدیجہؓ نے انتقال کیا۔ اندر اور باہر سب سناٹا تھا۔ اب قریش نے ایذا دہی مین اور بھی شدت کی۔ حضرت طائف کو چلے گئے کہ شاید امن ملے اور وہان اسلام شائع ہو۔ وہان اینٹ پتھر مار کر نکالدیا حضرتؐ اُسی تکلیف اور مایوسی کی حالت مین مکہ واپس آئے۔ گیارہوان اور بارہوان سال بھی انہین تکالیف مین گذرا۔

تیرہوین سال ہجرت مدینہ کی تیاری ہوئی وہان کے لوگ مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ حضرتؐ نے اول مسلمانون کو اجازت ہجرت مدینہ کی دی اور وہ لوگ روانہ ہونے شروع ہوئے۔ کفار قریش کو اس کی خبر ہوئی اور وہ متردد ہوئے۔ یہ مشورہ ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر حضرتؐ کو قتل کرین تاکہ حضرتؐ کا قبیلہ انتقام نہ لے سکے۔ اس ارادے سے مکان جا کر گھیر لیا۔ حضرتؐ کو بھی خبر ہوگئی اور ابو بکرؓ کے یہان چلے گئے اور حضرت علیؓ کو وہان چھوڑ گئے۔ جب قاتل مکان مین گھسے تو وہان نہ پایا اور پھر اشتہار گرفتاری کا دیا۔ مگر حضرتؐ نے ابو بکرؓ کو ساتھ لیا اور غار ثور مین جا چھپے اور تین دن تک وہان رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا لڑکا وہان کھانا پہونچاتا رہا۔ تین دن کے بعد مع ہمراہی ابو بکرؓ مدینہ کو تشریف لے گئے اور اہل مدینہ نے حضرتؐ کا خیر مقدم کیا اور بہت خوشی سے اپنا مہمان کیا۔ اسوقت حضرتؐ کی عمر ۵۳ برس کی تھی اور تیرہ برس نبوت کو ہو چکے تھے۔

اب چودھوان سال نبوت کا شروع ہوا۔ اور یہی سنہ اول ہجری قرار دیکر پھر آغاز مطلب کیا جاتا ہے۔

مدینہ مین پہونچکر حضرت ؐ نے مسجد بنائی۔ یہان ایک سردار یہود عبداللہ اور دوسرا سلمان فارسی مسلمان ہوے۔ قبلہ نماز ایک سال تک بیت المقدس رہا۔ سال دوم مین کعبہ قبلہ نماز ہوا۔ گیارہ سال تک حضرت ؐ بعد ہجرت زندہ رہے اور مدینہ مین ہی رہے قیام مکہ مین انفرادی ایذادہی بانی مذہب اور مسلمانون پر جاری رہے۔ اور جب مسلمانون کی جماعت مدینہ مین منتخب ہو گئی تو وہان یہود منافقانہ برتاؤ مسلمانون سے کرتے۔ اور قریش مکہ سے سازش کرتے رہتے تھے۔ اب دو دشمن اسلام بڑے جتہ اور گروہ کے پیدا ہو گئے۔ اب جنگ یہود اور جنگ قریش مسلسل ہوتی رہی اور اس جنگ کی وجہ سے مسلمانون کی شہرت بڑہتی گئی اور نئے نئے قبائل مسلمان ہوتے گئے اور علاوہ اس کے بہت سے قبائل شریک مسلمانون کے بذریعہ صلح نامہ کے ہو گئے اور مسلمانون کو دن بدن عروج ہونے لگا اور قومون سے صلح اور جنگ کے عہدنامہ ہونے لگے۔ عرب کے حصہ اسلام کے زیر نگین ہوتے گئے۔

چھٹی سال ہجرت اور بعضے کہتے ہین ساتوین ہجرت کے حضرت ؐ نے شاہ ایران شاہ روم شاہ حبشہ۔ ملک غسان کے نام نامے بذریعہ مسلمان سفیرون کے بھیجے۔ اور اسلام کی دعوت کی شاہ ایران نے حضرت ؐ کا نامہ لکھنا اپنی تحقیر سمجھی اور اسکو پھاڑ ڈالا شاہ روم ہرقل نے

سفیر کی خاطر تواضع کی اور دعوت اسلام قبول کرنے کو تھا مگر قوم کے خوف
سے اعلان نہ کر سکا۔ شاہ حبشہ۔ اور ملک غسان نے سفیر کی بہت خاطر
مدارات کیے۔ اور دونون نے اسلام قبول کیا۔ حضرت نے اسی زمانے مین
حج کا ارادہ کیا اور بلا ہتھیار کے ساتھ کئی ہزار مسلمانون کے سفر اختیار کیا۔
قریش مطلع ہوکر آمادہ جنگ ہوئے بالآخر صلح نامہ حدیبیہ عمل مین آیا۔ اور حضرت
اور مسلمانون کی جماعت بلا حج کے واپس آئی یہی صلحنامہ فتح مکہ کا ضمیمہ ہے
فتح مکہ کا واقعہ حضرت کی تمام زندگی کا نتیجہ ہے۔

سال ہشتم ہجرت مین خلاف ورزی عہد نامہ حدیبیہ کی قریش نے یہ کی کہ
بنی خزاعہ جو حضرت کی حمایت مین از روے صلحنامہ کی تھی اُن کے خلاف بنی
بکر کے جو قریش کی حمایت مین تھے معاونت کی۔ اور بنی خزاعہ کو قتل اور
غارت کیا۔ بنی خزاعہ نے مدینہ پہونچکر عہد شکنی کی شکایت کی اور طلب
نصرت کی حضرت نے جواب دیا کہ نصرت دادہ نشوم اگر نصرت ندہم
قریش نے اپنی بد عہدی کا خیال کرکے معافی اور تجدید عہد نامہ کے لیے
ابو سفین کو مدینہ بھیجا۔ اور وہ سب سے پہلے ام حبیبہؓ اپنی دختر کے پاس جو زوجہ
آنحضرت کی تھین گیا اور حضرت کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ ام حبیبہؓ نے
اُس کو تہ کر دیا اور کہا کہ یہ پاک ہے اور تو کافر اور نجس ہے۔ ابو سفین وہان سے
ناخوش ہوکر خود حضرت کے پاس گیا اور تجدید عہد نامہ کی چاہی اور وہان سے
انکار ہوا بعد ازان ابو بکرؓ عمرؓ علیؓ۔ اور فاطمہؓ کے پاس گیا اور اُن سے تجدید
عہد کی درخواست کی اور انکار ہوا۔ حضرت نے مہم مکہ کی تیاری کی اور اپنی

ہمسایہ قوموں سے معاونت کی شرکت چاہی۔ سب بخوشی آکر شریک ہوئے
بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ دس ہزار کا لشکر حضرت کے ساتھ فتح مکہ کے وقت
تھا حضرت نے مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مع لشکر پہونچکر قیام کیا
اسوقت تک اہل مکہ کو اس مہم کی بالکل خبر نہ تھی۔ اتفاقاً ابو سفین سردار قریش کے
عباس چچا حضرت سے ملاقات ہوگئی اسوقت ابو سفین کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر
حضرت کا ہے اور وہ خوف زدہ ہوکر عباس سے ملتجی امان کا ہوا۔ اور عباس
اپنے اونٹ پر بٹھا کر لشکرگاہ کو لیچلے۔ اہل فوج غیر کو دیکھکر معترض ہوتے تھے
مگر جب یہ دیکھتے کہ حضرت کے چچا کے ساتھ ہے اُسے جانے سے نہ روکتے
حضرت عمرؓ ابو سفین کو عباس کے ساتھ جاتے ہوے دیکھکر بہت مشتعل
ہوئے اور اُنکے پیچھے پیچھے حضرت کے خیمہ گاہ تک پہونچے۔ ابو سفین کے
گذشتہ واقعات کا ذکر کرکے قتل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے عباس سے کہا
کہ اسے شب کو اپنے پاس رکھو اور صبح کو ہمارے پاس لاؤ۔ دوسرے روز صبح
کو جب ابو سفین حاضر ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے
سزاوار الوہیت نہیں ہے۔ ابو سفین نے کہا کہ آپ نہایت کریم اور حلیم ہیں
اور باوصف میری جفاؤں کے آپ میرے اوپر لطف فرماتے تھے میں نے
اب جانا کہ کوئی معبود سوائے خدا کے اگر ہوتا تو میری مدد کرتا۔ اور یہ کہکر
ابو سفین مسلمان ہوگیا۔ ابو سفین نے قریش کے لیے امان چاہی۔
حضرت نے فرمایا۔
جو تیرے گھر میں پناہ گزین ہو وہ امان میں ہے۔

جو خانہ کعبہ مین جائے وہ امان مین ہے۔

جو ہتھیار ڈالدے وہ امان مین ہے۔

جو دروازہ بند کرکے خاموش رہے وہ امان مین ہے۔

چنانچہ بروقت داخل لشکر ایسا ہی ہوا۔ جو مقابلہ پیش آئے اُن سے لڑائی خفیف ہوئی مگر حضرتؐ نے اسکو بھی پسند نہ کیا اور یہان تک ہوا کہ اکثر اہل مکے کے مجرم قتل اور غارت کے تھے اُن مین سے بعض بعض بچ گئے۔ یہانتک عنایت اہل مکہ کے ساتھ حضرتؐ نے کی کہ انصار (اہل مدینہ) کو خوف ہوا کہ حضرتؐ نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اب مکہ ہی جائے قیام ہوگا۔ حضرت نے ان توہمات کو رفع کیا اور خانہ کعبہ مین جاکر بتون کو دور کیا اور تصویرون کو مٹایا۔ اور نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر جوق جوق اہل مکہ آکر مسلمان ہونے لگے جب حضرتؐ نے اپنے خیمہ مین آئے اور غسل سے فراغت ہوئی تو اُسوقت خواہش طعام ہوئی اور کھانا مانگا تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا۔ اور بہت رغبت سے کھایا۔ اور خانہ کعبہ کے سامنے اہل مکہ جمع تھے اور یہ انتظار تھا کہ نہین معلوم حضرتؐ کیا کرینگے حضرتؐ نے اہل مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ کیا کہتے ہین اور میری نسبت کیا گمان ہے سب نے بالاتفاق کہا۔ نقول خیرا۔ نظن خیراً۔ تو کریم و پسر برادر کریمی حضرت نے فرمایا کہ اے اہل قریش حق تعالی نے تم سے فخر جاہلیت باپ دادے کا دور کیا اور تم کو چاہئے کہ تم انسان پر فخر نہ کرو۔ افعال پر کرو۔ فتح مکہ کے بعد اور کئی لڑائیان بیرون مکہ دیگر اقوام سے ہوتی رہین اس مین غزوہ حنین قابل تذکرہ ہے۔ اِس غزوہ کے وقت اہل اسلام کو اپنی جماعت کی کثرت اور

متواتر کامیابیون سے خوف اور انجام بینی کم ہوگئی۔ حضرت کو یہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ ظاہر ہوا۔ اور اہل اسلام کو شکست ہوئی۔ اور وہ فرار ہونے لگے حضرت نے استقلال نہایت درجہ کا ظاہر کیا اور قلیل جماعت کو ہمت دلاکر متحد کیا۔ کہتے ہین قریب سو کے یہ مجمع تھا۔ اسی نے اہل حنین کو پس پا کیا اور بشمار غنیمت ہاتھ آئی قریش کو اس غنیمت سے زیادہ حصہ دیا۔ انصار مدینہ کو یہ ناگوار ہوا حضرت نے فرمایا کہ انکا حصہ مال و دولت کا ہے اور تمہارے حصہ مین دین اور پیغمبر ہے۔ اس مختصر ہدایت نے ناگواری کو سرد کیا۔ اور اپنے حصہ پانے سے اہل مدینہ زیادہ محظوظ ہوے۔

حضرت نے اسی سال حاکم بحرین کے نام نامہ لکھا اور اسلام کی دعوت کی اُس نے بخوشی اسلام قبول کیا۔

صدر سردار نے ازخود آکر اسلام قبول کیا اور قایم مقام بھی اُس ملک سے آئے اور اسلام قبول کیا۔ عرب نے بذریعہ قایم مقامون کے دعوت اسلام قبول کرنی شروع کی۔ اور اس سال اس کثرت سے سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین اور اس سال کا نام سال وفود عرب کہنے لگے۔ اکثر سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین۔ اور جہان سے سفارت آئی وہان ہدایت کے لیے نقیب اور حاکم بھیجا تاکہ ارکان اسلام اور قرآن کی تعلیم دے اور زکوۃ وصول کرے۔ سال نہم مین حضرت نے ابوبکر کو حج کے لیے بھیجا اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو خاص پیام لیکر بھیجا۔ کہ اُس کا اعلان کرین کہ سال آئندہ مین کوئی برہنہ حج نہ کرے جیسا کہ ایام جاہلیت مین کرتے تھے۔ اور نیز کوئی

کافر مجاز حج کا نہین۔ سوائے مومن کے کوئی کعبہ مین نہ داخل ہوگا اور مسلمان اور کفار سے جو عہد ہوا وہ اتنی مدت تک قائم رہے گا۔

دسوان سال حج الوداع ہے اس سال حضرتؐ بنفس نفیس حج کو تشریف لے گئے اور اسوقت حضرتؐ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حج کے شریک تھے۔

گیارہوان سال وفات ہے۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین حضرت نے انتقال کیا (اور انتقال کے وقت کی آخری تحریر مین ایک عیسائی مورخ ڈریپر کی کتاب سے نقل کرتا ہون) آخری تقریر جو آپنے مسلمانون کی جماعت کے سامنے کی اُس کے الفاظ یہ تھے۔ ہر شے خدا کی مرضی کے تابع ہے۔ اُس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے جس مین نہ تقدیم کو دخل ہے نہ تاخیر کو جس نے مجھے دنیا مین بھیجا تھا مین اُس کی طرف مراجعت کرتا ہون اور تم کو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ بھائی بھائی ہو کر رہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ عزت اور محبت کا برتاؤ کرو۔ وقت پر ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ایک دوسرے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے دو اور نیک عمل کی ہدایت کرتے رہو۔ مین جبتک زندہ رہا تمہارے بھلائی کی تدبیرین کرتا رہا۔ اب مرتےوقت بھی اگر مجھے کوئی خیال ہے تو تم لوگون کی بہبودی کا ہے۔ (۱۱۶)

حالت نزع مین آپ کا سر حضرت عائشہؓ کے زانو پر تھا۔ فرط کرب سے آپ رہ رہ کر اپنا ہاتھ پانی کے طشت مین جو پاس رکھا ہوا تھا ڈالتے تھے اور اپنا چہرہ تر کرتے تھے۔ آخر اس کی بھی طاقت نہ رہی آپ کی نگاہین عرش برین کی طرف اُٹھ گئین اور ٹوٹی

ہوئے لہجہ مین یہ آخری الفاظ آپ کے منہ سے نکلے۔ الٰہی میرے گناہ معاف کر۔

اس سوانح عمری مین تین حصے عمر کے ہین۔ پہلا حصہ قبل نبوت چالیس سال کا ہے اس کے حالات بہت کم ہین۔ دوسرا حصہ تیرہ سال قیام مکہ یہ تکلیف اور رنج اور اندوہ سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا حصہ فروغ اسلام گیارہ سال کا ہے یہ لڑائیون کی کشمکش مین گذرا۔

چوبیس سال نبوت مین دشمنون کے مقابلہ اور اشاعت مین گذرے اس سے ہر شخص استنباط کر سکتا ہے کہ اصلی مدعا کیا تھا۔

خون ریز جنگین ہوئین مگر سب مدینہ کے نواح مین یہود۔ قریش۔ (اندرونی بیرونی دشمن) سے اپنی جان بچانے کے لیے ہوئین۔

صرف ایک مہم مین مسلمانون نے چڑہائی کی اور فتح مکہ ہے۔

اس کے حالات پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے قاتلون کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جنگین اس تہذیب کے زمانہ مین ہوتی رہتی ہین (روم۔ روس۔ جاپان۔ روس جرمن۔ فرانس۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ وحشی اقوام) انکی خونریزیون کا نتیجہ دیکھنا چاہیئے کیا ہوا۔

اور اس گیارہ برس کی جنگ کے نتیجہ پر غور کرنا چاہیئے۔ گیارہ سال جنگ کا نتیجہ اور اخلاقی حالت۔ اور صداقت رسالت مضامین ذیل وہان سے ثابت ہوگی۔

عیسائی مصنفون کی راے

اس سے ظاہر ہوگا کہ بانی اسلام نے کیسا انقلاب کیا اور اس سے نوع انسان کو

کیا فائدہ پہونچا۔

مسلمان مورخ کی رائے

جس سے بانی اسلام کی اخلاقی حالت ثابت ہوگی۔

بشارات

جن سے یہود۔ عیسائی۔ چینیون۔ زردشت۔ کی کتابون سے رسالت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

عیسائی مورخون کی راے نسبت آنحضرت صلعم

مسٹر جان دیون پورٹ لکھتے ہین۔ کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس مین اُس کے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوے تھے۔ خدائے واحد برحق کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشے کی چیزون کے استعمال کو اور قماربازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا نہایت سے کثرت ازدواج کا اسوقت مین رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسی بڑی اور سرگرم کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی۔

نہین ایسا نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمد بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے اتنے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے جو خدیجہؓ سے بیان کی آخردم تک جبکہ عائشہؓ کی گود مین شدت مرض مین

وفات پائی مستند نہین رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو
اُن سے بہت ربط و ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی اُنکی ریاکاری مین شبہہ نہین ہوا۔
اور کبھی اُنھون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا۔

بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہو اور جو ایمان
اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین صاف صاف خدا
کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ خدا کا پیغمبر ہے جسطرح خدا تعالے کے
وفادار خادم گذرے ہین اگرچہ اُنکی خدمت مین کامل نہ تہین اسی طرح محمد کو بھی
ہم خدا کا ایسا سچا خادم کیون نہ سمجھین جس نے خدا تعالے کی خدمت ایسے ہی
وفاداری سے کی جیسے اورون نے کی ہو مثل اورون کی خدمت کے پورے اور
کامل نہ تھے اس بات پر کیون یقین نہ کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین اپنی
قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظیم سکھلانے کے لیے اورون کی حالت کے مناسب
اُن کو ملکی اور اخلاقی اُمور مین نصیحت کرنے کیلئے خدا نے بھیجا تھا۔ اور وہ راست
بازی اور نیک کرداری کا وعظ تھا۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمے "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" مین یہ رائے
لکھی ہے کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضون نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے
کہ قرآن مین جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اُسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی
تھی کیونکہ جن لوگون کی طبیعتین تعصب سے مبرا ہین وہ سب بلا تامل اس بات کو
تسلیم کرینگے کہ حضرت محمد کا دین جس کے ذریعہ سے انسانون کے خون یعنی قربانی
کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑون

کسی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں مین پھونک دی اور جس کا اسی وجہ سے بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا) مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاصکر اُس کو اُن خونریز تدبیرون کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثنار اور بلا امتیاز کے حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کہا تھا۔

پس ایسے اعلی وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسے لغو اور بیہودہ بات ہے۔

جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجاے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاے۔

اس امر مین کچھ بھی شبہہ نہیں ہوسکتا کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیون کو مقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُن پر غور کی ہے اُن مین سے بہت ہی کم ایسے ہین کہ جو اس تحقیقات مین اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوے ہین کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہین بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہوے ہین کہ آخرکار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے "کہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصون نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو ویدکی

اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان مین بطور ایک سلسلہ کے بیان کیے
گئے ہین۔ بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مورخ تھے جو خلفاء عباسیہ
اور بنی امیہ کے عہد مین وہان رہتے تھے۔ علم جو ابتدا سے ایشیا سے یورپ مین
آیا تھا۔ اُس کا وہان دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات
مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب مین چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون
جاری تھے اور یورپ مین جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب
قریباً نیست اور نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اِس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیے کہ
تمام علوم طبعیات ہیئت۔ فلسفہ۔ ریاضی جو دوسری صدی مین یورپ سے
جاری تھے ابتدأ عرب کے علما سے حاصل ہوئی تھے اور خصوصاً اندلس کے مسلمان
یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیے جاتے ہین"۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون
ہے کیونکہ اگر اُن جھگڑون سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت مین بیت المقدس
کی لڑائیون مین ہوے جس کو فرنگی مین جہاد کہتے تھے قطع نظر کیجاوے تو بالتخصیص
مسلمانون کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیان اور امیرون کی خود مختاری یورپ
سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثرون پر ہمارے ملک یورپ کی آزادیون
کی نہایت بڑی عالیشان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی
یاد دلانی چاہیے کہ وہ حضرت محمدؐ کے پیرون کے (جو قدیم اور زمانہ حال کے
علم ادب کے درمیان مین بطور سلسلہ کے ذریعہ ہین) اس لحاظ سے بھی ممنون ہین
کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز مین یونانی حکما کی بہت سی کتابین انہین کی کوششون

سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کی بعض نہایت بڑے بڑے شعبون کی اشاعت ہوئین"

نہایت مشہور و معروف عالم جان ملٹن تعدد ازدواج کا ایک مشہور حامی ہے جس نے اِس امر کی تائید مین بائبل مین سے بہت سی آیتین نقل کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ "علاوہ اِس کے خدا نے ایک تمثیلی صورت (حزقیل) مین دستمان اہولا و اہولیبا سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہے کہ اُسکو خداوند تعالیٰ بھی بالتخصیص اِس طوالت کے ساتھ ایک تمثیل مین بھی ہرگز نہ اختیار کرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی دلالت اُس سے ہوسکتی ہے فی نفسہ معیوب یا مذموم ہوتی۔ پس جس رسم کا امتناع انجیل مین بھی کسی کو نہین ہے وہ کیون کر معیوب یا مذموم خیال کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ انجیل مین ان ملکی آئین مین سے کوئی بھی منسوخ نہین کیا گیا ہے جو انجیل سے پیشتر جاری تھے"

جان ملٹن یہ بھی کہتے ہین کہ "عبرانیون کے خط کے باب ۱۳ درس ۴ سے اس طرز سے جواز تعدد ازدواج پر استدلال کرتا ہون کہ تعدد ازدواج کی رسم یا تو نکاح جائز ہے یا فجور ہے یا زنا ہے۔

پس اُس مقدس رسول نے کوئی چوتھی صورت تسلیم نہین کی پس مین یقین کرتا ہون کہ اُن بہت سے بزرگون کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک شخص اُس کو فجور یا زنا خیال کرنے سے باز رہے گا۔

کیونکہ خدا حرامکارون اور زانیون کو سزا دے گا۔

حالانکہ اِن بزرگون پر خدا کی خاص نظر تھی جیسا کہ خود اُس نے فرمایا ہے۔

پس اگر متعدد نکاحون کا کرنا ٹھیک نکاح ہو تو وہی جائز ہے" اسی حواری کا
قول ہے کہ "سب مین نکاح کرنا بھلا ہے اور بستر ناپاک نہین۔
ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہین کہ محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک
و صاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔
مکہ کے پیغمبر نے بتون کی۔ انسانون کی ستارون کی اور سیارون کی پرستش
کو اس معقول دلیل سے روکیا کہ جو شئے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے
اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے
اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا
جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل مین محدود و نہ کسی مکان مین نہ کوئی اس کا
ثانی موجود ہے جس سے اُسکو تشبیہ دے سکین۔ وہ ہماری نہایت خفیہ
ارادون پر آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عمل کا
کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ اُن بڑے
بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا۔ اور اُس کے پیروون نے اُنکو نہایت مستحکم طور
سے قبول کیا۔ اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی
کے ساتھ اُنکی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کے
صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے مذکورۂ بالا کے عقیدہ کی نسبت یہ کہ
سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے
بہت بڑھکر ہے اس لیے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز (یعنی خدا) کو زمان و مکان
اور حرکت اور مادہ اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے

اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنی باری تعالے) جس کی بنا عقل وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا۔

مشہور اور نہایت لایق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب مین جہان یہ بحث کرتا ہے کہ حضرت محمدؐ اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اِس طرح پر لکھتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی سیرت مین سب سے آخر بات جو غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اُنکا عظیم وشان لوگون کی بھلائی اور بہبودی کے حق مین مفید ہوا یا مضر۔ جو لوگ کہ آنحضرت کے سخت دشمن ہین وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اِس بات کو تو ضرور تسلیم کرین گے کہ آنحضرت نے دعوی رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لیے اختیار کیا گو وہ یہ کہین کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اُس سے اچھا ہے (گویا وہ اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ سوائے ہمارے مذہب اور تمام دنیا کے مذہبون سے مذہب اسلام اچھا ہے) آنحضرت یہودیون اور عیسائیون کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور اُنکی بانیون یعنی اگلے پیغمبرون کی نیکیون اور معجزون اور ایمانداری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے۔ عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو توڑ دیے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز۔ روزہ۔ خیرات سے بدل دیا۔ جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادہ طریقہ کی عبادت ہے (یعنی جو انسان کی قربانی بتون پر ہوتی تھی اُسکو معدوم کیا اور بعوض اُس کے نماز۔ روزہ۔ اور خیرات

کو- بطور کفارہ قرار دیا) اُن کے نیکی کی جزا دوسرا ایسی تمثیلون مین بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہایت موافق تھین شاید وہ اپنے ملک کا اخلاقی و ملکی انتظام درستی سے نہ کرسکے ہون مگر آنحضرت نے مسلمانون مین نیکی اور محبت کی ایک روح ڈالدی-

آپس مین بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتون سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتون اور یتیمون پر ظلم اور ستم ہونے کو روک دیا-

قومین جو مخالف تھین اعتقاد مین- فرمانبرداری مین متفق ہوگئین خانگی جھگڑون مین جو بہادری بیہودہ طریقہ سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے مقابلہ پر مائل ہوگئی-

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہین کہ "ہم لوگ (یعنی عیسائیون مین) جو یہ بات مشہور ہے کہ محمدؐ ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُنکا مذہب بیوائگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتین لوگون کے نزدیک غلط ٹھہرتی جاتی ہین جو جو جھوٹ باتین دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون (یعنی عیسائیون) نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تھین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین- چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکرک صاحب نے جب گروٹین صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تمنے لکھا کہ محمدؐ نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان مین سے سیل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اِس قصہ کی کیا سند ہے تو انھون نے جواب دیا کہ "اِس قصہ کی کوئی سند کچھ

ثبوت نہیں"۔ حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل
چھوڑ دیا جاوے۔ جو جو باتین انسان (یعنی محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالین بارہ سو
برس سے اٹھارہ کرور آدمیون کے لیے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہین ان اٹھارہ کرور
آدمیون کو بھی خدا نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح ہمکو پیدا کیا اسوقت
جتنے آدمی محمد کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہین اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر لوگ
اس زمانہ مین یقین نہین رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کر سکتے کہ جس کلام پر خدا سے
قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اسی پر مر گئی کیا وہ ایسا جھوٹا کھیل
ہے جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے۔

مین اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہین کر سکتا بلکہ مین بہ نسبت اور چیزون کے
اس پر جلد یقین کرتا ہون۔ اگر جھوٹی اور فریب کی باتین دنیا مین اسقدر زور آور
ہون اور رواج پکڑ جائین تو پھر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھے گا۔ اس قسم کے
خیالات جو بہت پھیلے ہوئے ہین بہت ہی افسوس کے قابل ہین۔ اگر ہمکو
خدا کی سچی مخلوق کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتون پر یقین
کرنا ہرگز نہ چاہیئے۔ وہ باتین ایسے زمانے مین پھیلی تھین جب کہ توہمات کو دخل
تھا اور انہین توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحین غمگین خرابی مین پڑی
ہوئی ہین جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک
جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قائم کیا اور کوئی اُس سے زیادہ بد اور ناخدا
پرست خیال دنیا مین نہین پھیلا۔

بھلا یہ کب ہوسکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ اور مصالح کی

حقیقت کو سچ نہ جاننے اور پختہ مکان بنانے سے وہ پختہ مکان کاہے کو ہوگا بلکہ خاک کا ایک ڈھیر ہوگا - بارہ سو برس تک اس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ آدمی اس میں کب رہ سکتے ہیں - بلکہ اینٹ وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا - ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقوں کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت کے سامانوں کی حقیقت کو سمجھے اور پھر عمل کرے ورنہ قدرت سے اسکو یہ جواب ملے گا کہ ہیہات ہرگز نہیں ہو سکتا -

جو جو قانون اور قاعدے خاص ہیں وہ خاص ہی رہتے ہیں عام نہیں ہو جاتے افسوس ہے کہ کوئی شخص مسٹر کاگلسٹرو یا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے سربرآوردہ لوگوں کے چند روز کے لیے اپنی قدرت فطرت سے کامیاب ہو جاتے ہیں مگر انکی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کے مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالائق ہاتھوں سے جاری کرتے ہیں اور خود الگ تھلگ رہتے ہیں اور اوروں کو اس کے سبب سے نقصان پہونچاتے ہیں مگر قدرت آگ کے شعلوں اور فرانسیسی ہنگاموں اور اسی قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا پر ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویاں جعلی ہی ہیں -

ٹامس کارلیل نے جو اس زمانہ کی دنیا میں نہایت نامور عالم ہیں اپنی کتاب میں جس کا نام "لکچرز آن ہیروز" ہے اس مضمون کی نسبت جس پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ رائے لکھی ہے کہ اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلی ہی پہل اس کے ذریعہ سے زندہ ہوا - اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے

اور کسی شخص کو اُن کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس قوم مین ایک اولوالعزم پیغمبر اپنے ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا مین مشہور و معروف ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز ہوگئی۔ اُس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ ہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتے رہے۔

اعتقاد ایک بڑی چیز ہے اور جان ڈالنے والا ہے۔

جسوقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد لاتی ہے تو اُس کے خیالات بارآور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہوجاتے ہین یہی عرب اور یہی حضرت محمد اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی جو ظلمت مین کس مپرس ایک ریگستان تھا۔ مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے اُڑ جانے والی باروت نے نیلے آسمان تک اُٹھتے ہوئے شعلون سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کردیا۔

مسٹر کمٹر صاحب لکھتے ہین کہ علم قوائے انسانی اور علم طبیعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسے دریافت کیے ہین جو کثرت ازدواج کے واسطے ضروری متصور ہو سکتے ہین اور ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے مینڈک کے سے مزاج کے جانورون سے متعلق نہین ہوسکتے ہین۔ مگر بنی اسمعیل سے جو گرم ریگستان کے رہنے والے ہین متعلق ہو سکتے ہین۔ علاوہ اس کے وہ بیان کرتے ہین کہ سر ڈبلیو اوسلی صاحب کے مشرقی مجموعہ صفحہ ۱۰ مین یہ بیان کیا

گیا ہے کہ ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر سے دونون گروہ یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف
ہوتا ہے جو یورپ کی آب و ہوا مین نہین ہے جہان دونون برابر اور بتدریج عالم
ضعیفی کو پہونچتے ہین مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے ضعیفی
مین بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے
اس بات کی کہ اُنہون نے متعدد جورؤن کی اجازت دی ایک وجہ بڑی تھی اور
یہ ایک کافی سبب اِس بات کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اِس مضمون کی نسبت اپنی
کوئی راے ظاہر نہین کی بلکہ اس کو ملکون کے گورنمنٹون کے آئین پر چھوڑ دیا کیونکہ
جو بات ایشیا کے واسطے مناسب ہوگی وہ یورپ کے واسطے نامناسب ہوگی۔
مسٹر بکٹر بیان کرتے ہین کہ حضرت محمدؐ نے اُس نہایت قدیم موسوی کے مقنن کی پیروی
کرکے اپنی قوم کو جو اسمعیل کی اولاد ہے (جو مسلمانون کے باپ کا بیٹا تھا) متعدد بیبیون
کی اجازت دی اس واسطے عیسائی ہمیشہ اس پر عیب نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ
اُنہون نے اپنے پیروؤن کی کینہ خواہش کو پورا کیا۔ لیکن مین نہین جانتا کہ متعدد
بی بیون کی اجازت کی نسبت ایسا سخت طعن کیون کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ
کی نظیر اور حضرت داؤدؑ کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی کے مطابق چلتے تھے اور
جن کو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لیے بنایا تھا) یہ امر چندان
اعتراض کے لائق نہین ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ عیسیٰ مسیح نے بھی اُن بیش
انجیلون مین سے جن کو اُن کے معتقدون کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اُن
کے احکام قلمبند کرنے کے واسطے تحریر کیا تھا کسی انجیل مین اِس کی
ممانعت نہین ہے۔

پھر زمان سیکلوپیڈیا مین ایک ارٹیکل لکھنے والے نے مذہب اسلام کی نسبت یہ رائے لکھی ہے کہ مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس مین بہت کم تغیر تبدل ہوا ہے اور جس سے اُس کے بانی کی طبیعت نہایت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اُس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔

ناانصافی۔ کذب۔ غرور۔ انتقام۔ غیبت۔ استہزا۔ بخل۔ طمع۔ اسراف۔ عیاشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی۔ نہایت قابل ملامت کی گئی ہین۔

نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا۔ تحمل۔ صبر۔ بردباری۔ کفایت شعاری۔ سچائی۔ راست بازی۔ ادب۔ صلح۔ سچی محبت۔ اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اُسکی مرضی پر توکل کرنا سچی ایمانداری کا رکن ہے اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے اسی مصنف نے یہ بھی لکھا کہ ہم اس بات پر غور نہین کر سکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون کی بھلائی کے لیے کیا کیا۔ لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک کہا جاے تو یورپ مین علوم و فنون کی ترقی مین اُسی کا حصہ تھا۔ مسلمان علی العموم نوین صدی سے تیرھوین صدی تک وحشی یورپ کے لیے روشن ضمیر معلم کہے جا سکتے ہین۔

خاندان عباسیہ کے خلفا کی نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سر نو سرسبز ہونا شمار کیا جا سکتا ہے۔ قدیم علم ادب ہمیشہ کے واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہو جاتا اگر مسلمانون کے مدرسہ مین اسکو پناہ نہ ملتی عربی فلسفہ۔ قدرتی چیزون کی تواریخ۔ جغرافیہ۔ علم تاریخ۔ صرف نحو۔ علم کلام۔ اور فن شاعری۔ کی (جن کی تعلیم پر لسنے استاد دیتے تھے)

بہت سی کتابین پیدا ہوگئین جن مین سے اکثر اُسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجاوے گی جبتک نسلین تعلیم ہونے تک کیواسطے پیدا ہوتی رہین گی۔

ایک جواب مضمون لکھنے والے نے جس سے یہ مضمون اختیار کیا تھا کہ "اسلام ایک ملکی انتظام ہے جو مشرق و مغرب مین جاری ہے۔"

اسلام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ "اسلام نے بچہ کشی کا انسداد کر دیا جو اس زمانہ مین قرب و جوار کے ملکون مین جاری تھی

گو عیسائی مذہب نے بھی اُسکو روکا تھا مگر اسلام کی برابر اُسکو کامیابی نہین ہوئی اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا جو اُس ملک کی پُرانی جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا اور صرف انہین لوگون کے حق مین انصاف نہین کیا جو اس مذہب کے معتقد تھے بلکہ اُن شخصون کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا جنکو اُس کے ہتیارون نے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسوان حصہ کر دیا۔ اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مزاحمتون سے آزاد کر دیا۔ اسلام نے مذہب کے معتقدون کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو یا مذہبی کام کو جبراً روپیہ دین اور تمام لوگون کو اس بات سے کہ غالب مذہب کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ دین بالکل بری کر دیا اسلام نے فرقہ فتحمند کے تمام حقوق مفتوحہ لوگون مین سے اُن شخصون کو دیے جو اُس مذہب کے پابند تھے اُن کو ہر قسم کی پناہ دی۔ اسلام نے مال کی حفاظت کی سود دینے کو اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لینے کو موقوف کیا۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی اور ان باتون کی صرف ہدایت ہی نہین بلکہ اُن کو پیدا

کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا۔ غریبون کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی"۔

وہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ "جو نتیجے اسلام سے ہوئے وہ اسقدر وسیع اور دقیق اور مستحکم ہین کہ اُن کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہین کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال مین بھی آسکین اسی سبب سے بعوض اس کے کہ اسکی نسبت اس طرح پر دلیلین کی جاوین جسطرح کہ سوسن کے قانون یا نپولین کے فتوحات کے نتیجون کے اندازہ کرنے مین کیجاتی ہین یہ ٹھیک نہین ہے۔ یا تو اُن کی نسبت یہ کہا جاوے کہ اتفاقیہ ہو گئی ہین یا بہ مجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جاوے۔ بااین ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندون مین اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم و تکریم کا خیال جو کسی انسان کے واسطے کبھی ظاہر نہین کیا گیا نقش کر دیا۔

جو سلسلہ قوانین و اخلاق کا انھون نے بنایا وہ اعلی درجہ کی ترقی سے بھی اسی طرح موافق تھا جیسا کہ ادنے ترین لوگون سے اور اُس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم مین گذر کر ہر ایک قوم کو جس نے اُس کو قبول کیا اُن قومون اور سلطنتون سے فائق کر دیا جن سے اُن کا میل ہوا۔

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از مدارج النبوۃ

حضور کا اخلاق اعظم واتم واکمل اخلاق تھا جسقدر اخلاق حمیدہ صبر و حلم ورحم وشفقت وسخاوت وغیرہ اصناف واقسام اخلاق ہین وہ سب ذات اقدس مین مجتمع تھے۔ صبر ورحم کی یہ کیفیت کہ غزوہ احد مین جب کفار نے مقابلہ ومحاربہ حضرت سے کیا۔ اور جسقدر آزار پہونچاسکے سب پر آپ نے صبر فرمایا۔ اور عفو کیا۔ اور کچھہ صبر وعفو پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اُن پر شفقت ورحم کیا۔ اور آپ کو جہالت اور ظلم مین معذور رکھا اور دعا کی کہ اللہم اھد قومی فانہم لایعلمون۔ یعنی یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ بہ تحقیق وہ جانتے نہین ہین۔ یہ دعا صحابہ کرام پر شاق ہوئی۔ اونہون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کاش حضور اُن کی ہلاکت کی دعا فرماتے آپ نے فرمایا کہ مین لعان مبعوث نہین ہوا بلکہ مین مبعوث ہوا ہون اللہ کیطرف بلانے کو اور رحمت واسطے عالمین کے۔ اور روایت ہے کہ علماے یہود مین سے ایک شخص اسلام لائے۔ اُنکا نام زید بن نعیہ تھا وہ کہتے ہین کہ حضور کے چہرۂ مبارک مین مین نے تمام علامات نبوت پہچانین مگر دو چیزون کو امتحان نکیا تہا۔ ایک یہ کہ توریت مین لکھا ہے کہ اُنکا حلم طیش پر غالب ہوگا دوسرے یہ کہ مقابلہ درشت گوئی نرمی زیادہ کرین گے۔ سو مین حضرت کے ساتھ تلطف

کرتا تھا۔ تاکہ اُن سے مخالفت کرون اور اُنکے حلم و علم کو پہچانون۔ مین نے
اُن سے ثمر وعدہ پر خریدے گئے زرِ قیمت پیشگی دیدیا اور ثمر دینے کا وعدہ ٹھیرالیا
اُسوقت موعودہ سے دو تین روز پیشتر مین نے حضرت کے پاس جاکر مجمع مین
آپ کی قمیص اور ردائے مبارک کو پکڑ کر آپ کی جانب بنظر تیز نظر کی اور کہا
اے محمد میرا حق ادا نہین کرتے۔ قسم خدا کی اے پسران عبد المطلب تمہارا
خاندان ادائے حق مین لیت ولعل کرتا رہا ہے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
اے دشمن خدا پیغمبر صاحب کی نسبت جو کچہ مین سنتا ہون۔ تو قسم خدا کی اگر
اُن کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تلوار سے تیرا سر کاٹتا۔ حضور نے حضرت
عمرؓ کیطرف نرم نگاہ اور تبسم کے ساتہ دیکہکر فرمایا کہ مین اور یہ شخص اس بات
کے علاوہ دوسرے بات کی تم سے احتیاج رکہتے ہین اور وہ یہ کہ مجہکو اداے حق
کا حکم کرو اور اُسکو حسن تقاضہ کا امر۔ اب جاؤ اور اُسکا حق ادا کرو اور اُسکے
حق سے تیس صاع زیادہ دو۔ بعوض اس کے کہ تم نے اسکو ڈرایا اور تہدید
کی۔ پس حضرت عمرؓ نے ویسی ہی تعمیل کی۔ جیسا ارشاد ہوا تہا اُسوقت کہا اُس
یہودی نے کہ اے عمر مین نے تمام علامات نبوت کے آپ کے چہرۂ مبارک سے
پہچانی تہے مگر دو خصلتین باقی تہین جنکا اسوقت امتحان کیا۔ پس مین تمکو گواہ
کرتا ہون۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو
اپنے ہاتہ سے نہین مارا۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ مین۔ اور کبہی اپنے نفس کے لئے
بدلہ نہین لیا۔ اور خادم کو بہ آواز سخت نہین جہڑکا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچہا

کہ حضور گھر مین کس طرح خلوت کرتے تھے اونہون نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ ترنرم مزاج تھے۔ تبسم اور خندہ پیشانی رہتے تھے۔ حضرت کو کبھی اصحاب کے درمیان مین پیر پھیلاتے نہین دیکھا۔ اور جو کوئی اصحاب اور اہلخانہ مین سے بلاتا۔ اس کے جواب مین لبیک فرماتے۔ جس کے معنی ہین۔ حاضر ہون۔ اور آپ تالیف کرتے تھے نہ تنفر۔ جو کسی قوم مین بزرگ ہوتا۔ اوسکا اکرام فرماتے اور اُسکی قوم کا اسکو والی کرتے اور اپنے اصحاب کے ساتھ مہربانی فرماتے اور ہمنشین کے ساتھ التفات وعنایت سے پیش آتے۔ آپ کا ہر ہمنشین یہ گمان کرتا تھا۔ کہ مجھسے زیادہ حضرت کے نزدیک کوئی بزرگ نہین اور جو آپ کے پاس آکر بیٹھتا۔ آپ اُسکے پاس بیٹھے رہتے اور جب تک وہ اوٹھکر نہ جاتا۔ آپ وہان سے نہ اٹھتے۔ اور جب کوئی آپ سے سرگوشی کرتا۔ تو آپ سر مبارک اُسکی طرف سے نہ پھیرتے۔ جب تک وہ خود نہ پھیرتا۔ اور جو کوئی آپ کا دست مبارک پکڑ لیتا۔ آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دیدیتے۔ اور نہ چھوڑاتے۔ جب تک وہ خود نہ چھوڑتا اور لڑنے جھگڑنے سے پرہیز فرماتے۔ آپ نے تازہ روئی اور خوشخوئی کو آدمیون مین گویا پھیلا دیا تھا۔ اور سب انکے لئے مثل باپ کے ہوگئے تھے اور سب آپکے نزدیک حق مین برابر تھے۔ کسی طرح درشت وسخت گو نہ تھے۔ نہ آواز کبھی بلند فرماتے نہ کسیکو برا کہتے۔ نہ کسی کا عیب ظاہر کرتے۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہین۔ کہ آپ سے زیادہ کوئی خوش خلق نہ تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہین۔ کہ مین نے رسول خدا صلعم کی دس برس خدمت کی آپنے کبھی اُف تک نہ کیا اور کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام ایسے کیون کیا اس طرح

کیون نہ کیا۔

جریر ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے حضور کو جب دیکھا تبسم کرتے دیکھا اور کبھی نہین دیکھا کہ اپنے ہمنشینون کے سامنے آپ نے پیر پھیلایا ہو اور جو کوئی آپ کے پاس آتا اوسکا اکرام فرماتے۔ اور اس کے واسطے اپنے کپڑے کو فراخ کر دیتے اور تکیہ جو اپنے پاس رکھا ہوتا وہ اسکو دیتے اور نہ کاٹتے تھے کسی کی بات یعنی ہر ایک کی بات حد سے زیادہ سنتے تھے اور اسکو کاٹتے نہین تھے جب تک وہ خود نہ اٹھ جائے یا چپ ہو۔ اور کبھی آنے والے کی خاطر سے نماز مین کمی فرماتے۔ اور اس کی حاجت دریافت فرماتے اور جب اوس کی حاجت سے فارغ ہوتے۔ تو پھر نماز پڑھتے۔ مساکین کی عیادت فرماتے۔ فقرا کے ساتھ بیٹھتے۔ غلامون کی دعوت قبول۔ جو کی روٹی اور چربی بودار کی بھی دعوت قبول فرماتے۔ مجلس کی آخر صف مین بیٹھ جاتے اور جب سوار ہوتے کسی کو پیچھے بٹھا لیتے۔

تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ حضور ایک روز سفر مین تھے یارون سے فرمایا کہ آج ایک بکرے کے کباب کرنا چاہتے ہین۔ اونھون نے عرض کیا بہتر ایک نے ان مین سے کہا کہ مین ذبح کرونگا۔ دوسرا بولا کہ مین کھال اوتارونگا تیسرے نے کہا کہ گوشت کاٹنا میرے ذمہ۔ چوتھے نے پکانا اپنے ذمہ لیا غرض سبکا آپس مین تقسیم کر لے۔ تا کہ جلدی تیار ہو جائے وہ لوگ اپنے اپنے کام پر مشغول ہوئے۔ آنحضرت صلعم اوٹھ گئے اور تھوڑی دیر بعد جنگل سے لکڑیان لیکر تشریف لائے اصحاب نے عرض کیا کہ اس کام کو ہم کر لیتے کیا ضرور تھا کہ آپ نے

بنفس نفیس محنت اوٹھائی - فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ سے اس بات کو مکروہ رکہتا ہے کہ اپنے یارون مین ممتاز ہوکر بیٹھے - اور انکا شریک نہو -

بخاری مین لکھا ہے - کہ مدینہ کی چھوکریون مین سے کوئی چھوکری حضور کا ہاتھ پکڑ کر جہان چاہتی تھی - لیجاتی تہی - آپ انکار نہ فرماتے تھے اور حضرت کے عہد مبارک مین ایک عورت تھی - کہ اُس کی عقل مین اختلال ہوگیا تہا - اسکو خیالات فاسد آتے تھے - اور اُن خیالات کا اظہار آدمیون کے سامنے کرنے سے حیا آتی تھی - بار بار حضور کے پاس آتی - اور تنہا بیٹھتی - اور وہ سب واہی کہتے - اور جب کسی کو دور سے آتا ہوا دیکہتی - تو متوہم ہوکر کہتی کہ اس جگہہ سے اوٹھکر کھڑے ہو - دوسری جگہہ خلوت مین چلو حضور یہ سب تکلیفات اُس کی قبول فرماتے تھے

آپکی خوش خلقی یہانتک بڑی ہوئی تھی - کہ چہوٹے چھوٹے بچون کے ساتہ آپ کا اخلاق بہت وسیع تھا - حضرت انس ابن مالک کا ایک بھائی لڑکا تھا کہ اس نے ایک لال پال رکہا تھا اتفاقاً وہ لال مرگیا - تو حضور اس لال کی تعزیت کے واسطے اُس لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا - یا ابا عمیر فعل النغیر تاکہ اُس بات کے سننے سے وہ خوشدل ہو اور غم نہ کرے - حضرت اپنے گھر والون کی خدمت کرتے تھے اپنے کپڑے اور جوتون مین پیوند آپ لگاتے تھے - بکریون کو دوہتے تھے چارہ انکو ڈالتے تھے خادم کے ساتہ کہاتے تھے - اوسکے کامون مین اُسکو مدد دیتے تھے - حالانکہ خادم اور غلام بہت تھے - کبھی بنفس نفیس کام کرتے تھے - کبھی دوسرے کو حکم دیتے تھے - بازار سے اپنی چیز آپ اوٹھا لاتے تھے - سخاوت حضور کی اسدرجہ بڑہی ہوئی تہی - کہ جو کوئی جو چیز مانگتا تھا دیدیتے تھے - اور کبھی کسی کے جواب مین

لفظ لا نہین کہا۔ چنانچہ فرزدق شاعر نے آپ کی نعت مین یہ شعر کہا ہے ؎

ما قال لا قط الا فی تشہده   لولا التشہد کانت لاءه نعم

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ فارسی مین کسی ظالم کی مدح مین کہا ہے جو اسکا مستحق نہ تہا

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز   مگر به اشہد ان لا الہ الا اللہ

اور اگر فرضاً کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ تو آپ سکوت فرماتے اور سائل کی دلجوئی کرتے اور معذرت فرماتے مگر صریح نہ کہتے کہ نہین دیتے۔ غرض کہ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ پاس نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ ہم پر قرض کر لو۔ جب میری پاس آئیگا۔ مین ادا کر دونگا۔ ایک بار ایک سائل آیا آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہین تم جاؤ اور قرض لے لو۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا تعالے اس چیز کی تکلیف نہین فرماتا۔ جو آپ کی قدرت مین نہین۔ یہ بات حضور کو ناگوار ہوئی۔ ایک شخص انصار مین سے تھے اونہون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ دیجئے۔ اور خداوند عرش سے اندیشہ نہ کیجئے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور چہرہ مبارک پر تازگی اور خوشحالی پائی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین ایسا ہی حکم کیا گیا ہون۔

ترمذی سے روایت ہے کہ نو ہزار درہم حضور کے پاس آئے اور ایک تخت پر رکہے گئے۔ آپ نے سب تقسیم کر دئے۔ اور کسی سائل سے انکار نہ کیا۔ روز حنین ہر ایک عرب کو سو سو شتر اور ہزار ہزار گوسفند دئے۔ غرض جو کچھ ہاتھ آتا آپ دیدیتے۔ اور فقر تنگدستی کا اندیشہ نفرماتے۔ جب کسی محتاج کو دیکہتے با وصف اپنی حاجت کے اُسکو عنایت کرتے کبہی کوئی چیز ہبہ کرتے۔ اور اگر کسی پر حق اور قرض آپ کا ہوتا۔ تو اُسکو بری فرماتے۔ اور کبہی صدقہ دیتے کبہی ہدیہ کرتے کبہی اسباب

خرید فرماتے اور قیمت ادا کرکے پھر اُس اسباب کو اُسی بیچنے والے کو بخشدیتے - اور
کبھی قرض لیتے - اور قرض سے زیادہ ادا کرتے - اور کبھی اسباب خرید فرماتے اور قیمت
زیادہ دیتے کبھی ہدیہ قبول فرماتے - اُس سے دو چند انعام دیتے - اپنی زندگانی فقیرانہ
کرتے ایک ایک دو دو مہینہ گذر جاتے - آپ کے گھر مین آگ روشن نہ ہوتی اور پیٹ
شکم مبارک پر بوجہ گرسنگی پتھر باندہے -

انتخاب خطبات احمدیہ

بشارت توریت نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بشارت اول

مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی۔ ہان مین نے اُسکو برکت دی اور اُسکو بارآور کیا۔ اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔ اُس سے بارہ امام پیدا ہونگے۔ اور اُسکو بڑی قوم کرونگا (توریت کتاب اول باب ۱۷ - ۲۰) کہا اللہ نے ابراہیم سے تیری نظرون مین بُرا نہ معلوم ہو اس لڑکے اور اپنی لونڈی کی وجہ سے جو کچھ تجھے سارہ کہے۔ اسکی بات مان لے کیونکہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے لڑکے کو بھی ایک قوم کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے (توریت کتاب اول باب ۲۱ - ۱۲ - ۱۳) ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح بشارت ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل کو برکت دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اسطرح پر پورا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اسمٰعیل کی اولاد سے تھے۔ تمام دنیا کے لئے دنیا کی ختم ہونے تک نبی معقول مقرر کیا۔ جو لوگ ہمارے مخالف ہین وہ یہ کہتے ہین کہ خدا نے اسمٰعیل سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اسکی اولاد مین بارہ سردار پیدا ہونگے چنانچہ حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے جو بمنزلہ بارہ بادشاہون یا بارہ سردارون کے تھے پیدا ہوئے۔ اور جس برکت دینے کا اسمٰعیل سے وعدہ ہوا تھا وہ دنیاوی برکت تھی نہ روحانی۔ مگر یہ تاویل کسی طرح صحیح نہین ہوتی۔ ہر ایک منصف مزاج ان آیتون کو پڑھکر معلوم کریگا۔ کہ ان آیتون مین جدا جدا تین لفظ استعمال

ہوئی ہین۔اول یہ کہ مین نے اُسکو برکت دی۔ دوم یہ کہ اُسے بارآور کیا۔اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی۔سوم یہ کہ اُسکو بڑی قوم کرونگا۔پس اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے۔کہ ان تینون جدا جدا لفظون کے ایک ہی معنی ہین۔یعنی اولاد کا زیادہ ہونا۔

بشارت دوم

خداوند تعالے نے حضرت موسیٰ کو بہت سے احکام بتلائی ہمین یہ بھی فرمایا قائم کرے گا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھ مین تیرے بھائیون مین سے مجھ سا اُس کو مانیو۔ان کے بھائیون مین سے نبی تیرا سا قائم کرونگا۔اور اپنا کلام اُسکے منہ مین دونگا۔اور جو کچھ مین اس سے کہونگا وہ انسے کہدیگا (توریت کتاب پنجم باب ۱۸۔ ۱۵۔ ۱۸)

ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی ایسی صاف اور ایسے مستحکم بشارت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہین کرسکتا خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بھائیون مین سے ایک نبی مثل موسیٰ کے مبعوث کریگا۔اور کچھہ شبہ نہین ہوسکتا۔کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہین اور بنی اسمٰعیل مین بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی نہین ہوا اور اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ بشارت ہمارے ہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

بشارت سوم

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی عربی حجازی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دی ہے اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا۔

(توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲)

آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانون کو جلال سے چھپا دیا۔ اسکی ستایش سے زمین بھر گئی (کتاب حبقوق باب ۳-۳)

ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا اور شریعت کا اسکی ہاتھ مین ہونا بیان ہوا ہے۔ علانیہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے اور قرآن مجید کے نازل ہونے کی کہ وہی شریعت ہی بشارت ہے۔

یہ بات عرب کے قدیم جغرافیہ سے اور بڑے بڑے عالمون کی تحقیق اور تسلیم سے اور توریت کے محاورات سے بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ مکہ معظمہ کے پہاڑون کا نام فاران ہے۔ چنانچہ امر مذکور کے ثبوت کی کافی دلیلین بیان کرتے ہین۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک آرٹکل چھپا ہے جو ایک بہت بڑے عالم یہودی زبان جاننے والا کا لکھا ہوا ہے اسکے صفحہ ۹۹۳ مین لکھا ہے کہ سٹیفر نے ان خاص آیتون کی جنمین سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت مذکور ہے۔ اس طرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے نکلا۔ یعنی عبرانی زبان مین شرح دی گئی (جس سے مراد توریت ہے)

اور سعیر سے چمکا۔ یعنی یونانی زبان مین بھی شریعت دی گئی (جس سے مراد انجیل ہے) اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے تھے۔

اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اور اُسکے ہاتھ مین شریعت روشن یعنی عربی زبان مین شریعت دی گئی۔ جس سے مراد قرآن مجید ہے۔ پس اس عالم کے قول سے ثابت ہے کہ فاران وہی جگہ ہے جہان سے مذہب اسلام ظاہر ہوا یعنی حجاز یا مکہ معظمہ۔

بشارت چہارم

حضرت سلیمان اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہین۔ اور جب نہین ملسکتے تو خدا کی مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف اسطرح پر کرتے ہین میرا دوست نورانی گندم گون ہزارون مین سردار ہے اوسکا سر ہیرہ کا سا چمکدار ہے۔ اُسکی زلفین مسلسل مثل کوتے کے کالی ہین۔ اُسکی آنکھین ایسی ہین۔ جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر دودہ مین دُہلے ہوئے نگینہ کی مانند جڑے ہین خانہ مین۔ اُسکے رخسارے ایسے ہین۔ جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور چیکلے پر خوشبو رگڑی ہوئی اسکے ہونٹ پھول کی پنکھڑیان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے۔ اسکے ہاتہ مین سونے کے ڈہلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے اسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی اسکی پنڈلیان ہین۔ جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکے پر جڑے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے جوان مانند صنوبر کے اُسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو

یروشلیم کے (کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ - آیت ۱۰ لغایت ۱۷)

اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے اور اسکی مناجات کی ہے۔ مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے متوقع ہین - اور اسکی بشارت دیتے ہین - اور اسی کو اپنا محبوب بتاتے ہین اور اپنی اس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہین اور پھر صاف بتاتے ہین - کہ وہ میرا محبوب محمدؐ ہے - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

محمدؐ کے معنے تعریف کئے گئے ہین -

پس حضرت سلیمان نے اپنی مناجات مین اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے اسکا نام ہی لے دیا - کہ اگر اسکے معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریف ہے ورنہ صاف صاف نام تو ہے یہ مقام ایسا ہے جسمین صاف نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتادیا گیا ہے - مگر ہماری خطبہ کے پڑہنے والون کے دل مین شبہہ جائیگا - کہ اگر نام بتانا تھا - تو محمدؐ کہا ہوتا (محمدیم) کیون کہا - مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے - کہ عبرانی زبان مین تے اور میم علامت جمع کی ہین اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے - تو اسکے اسم کو بھی جمع بنالیتی ہین - جیساکہ خدا کا نام الوہ ہے اسکی جمع الوہیم بنالی ہے - اسی طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے اس کی جمع بعلیم بنالی تھی اور یہی قاعدہ اسم استروث مین لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا نام ہے - پس اسطرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمان نے بسبب ذیقدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اُسکے نام کو بھی صیغہ جمع کی صورت مین بیان کیا ہے

اور سچ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلانیکا مستحق ہے۔

پس یہ ایسی بشارت ہے جس مین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتلایا گیا ہے

بشارت پنجم

حجی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دیتے ہین۔

سب قومون کو ہلادونگا۔ اور حمد سب قومون کو آوے گا اور اس گھر کو بزرگی سے بھرونگا۔ کہا خداوند خلائق نے (کتاب حجی نبی باب ۲۔ آیت ۷)

اس آیت مین لفظ حمدث جو آیا ہے۔ اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بشارت نکلتی ہے۔ ریورنڈ مسٹر پارکہرسٹ حمد کے مادہ کی نسبت کہتے ہین۔ کہ ہر قسم کی پاک چیزون کے لئے بولا جاتا ہے اسی مادہ سے محمد اور احمد اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نام مبارک نکلے ہین اور اس مین لفظ حمدث کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونیکی اس مین بشارت ہے۔ وہ ایسا شخص ہے۔ کہ اُسکا نام حمد کے مادہ سے مشتق ہے اور وہ کوئی نہین۔ سوائے محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہین کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہین۔ اول۔ اسلئے کہ

حضرت متی نے جسقدر بشارتین عہد عتیق مین حضرت عیسیٰ کی کی ہین۔ اُن سب کو بالتفصیل اپنی انجیل مین لکھا ہے۔ کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان مین یہودیون کی ہدایت کے لئے لکھی گئی تھی۔ اور اسی سبب سے تمام بشارتین جو توریت و زبور و صحف انبیا مین حضرت عیسیٰ کی نسبت تہین۔ ان سب کو حضرت متی نے لکھا تھا مگر اس بشارت کا ذکر حضرت متی نے نہین کیا۔ اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ سے متعلق ہوتی۔ تو ضرور حضرت متی اسکا ذکر کرتے۔

دوسرے یہ کہ حمد کے مادہ سے حضرت عیسیٰ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہ اشارہ خاص اُسی شخص کے نام کا ہے۔ جس کا نام اسی مادہ سے مشتق ہوا ہے۔ اور اس لئے یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہے۔ بلکہ اُسکی بشارت ہے۔ جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے بشارت دی تھی۔

کاڈفری ہیگنس نے بھی اپنی کتاب مین استدلال قول ریورنڈ پارک ہرسٹ کی لکھا ہے۔ کہ یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہوسکتی۔ بلکہ اُس شخص کی ہے جس کے آنے کی بشارت خود حضرت عیسےٰ نے دی تھی

بشارت ششم

حضرت اشعیا نبی وحی کی روسے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرینگے۔ اسطرح پر کرتے ہین۔

اور ایک جوڑی سوارون کی دیکھی۔ ایک سوار گدہے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور متوجہ ہوا (کتاب اشعیاہ نبی باب ۲۱۔ آیت ۷)

اس آیت مین حضرت اشعیاہ نبی نے دو شخصون کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرین گے ۔ اُن مین سے ایک کو گدہے کی سواری کے نشان سے بتلایا ہے ۔ اور اس مین کچھہ شبہ نہین ہے ۔ کہ اس سے حضرت عیسےٰ کی طرف اشارہ ہے ۔ کیونکہ جناب ممدوح گدہے پر سوار ہوکر یروشلم (بیت المقدس) مین داخل ہوئے تھے ۔ اور بلاشبہ حضرت عیسےٰ نے خدا کی سچی پرستش قائم کی ۔ اور یہودیون نے جو مکاری اور دغابازی سے شریعت کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری سے پابندی اختیار کی تھی اور دلی نیکی اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا ۔ اُسکو بتلایا اور سچی پرستش خدا کی قائم کی

دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے بتایا ۔ اور اسمین کچھہ شبہ نہین ۔ کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اشارہ ہے ۔ جو عرب کی خاص سواری ہے ۔ بچے سے بوڑہے تک اور عالم سے جاہل تک جس سے چاہو پوچھو ۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھہ جائیگا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے واحد کی پرستش قائم کی ۔

حضرت عیسےٰ کے بعد جو لوگون نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانا اور تین خدا قائم کرکے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا ۔ اور خدائے واحد کی پرستش مین خلل آگیا تھا ۔ اُسکو مٹایا ۔ اور پھر سے خدا کی سچی پرستش قائم کی ۔

بشارت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل مین سے

بشارت اول

عید فسح سے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ اب اُن کا وقت بہت قریب آگیا ہے - اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو انہون نے اپنی حواریون کو بہت سی نصیحتین کین - انہین نصیحتون مین یہ بھی فرمایا - کہ یہ امور مین نے تم سے کہے - جبکہ تمہارے ساتھ ہون - لیکن پیریکلیطاس پاک روح جس کو باپ بھیجے گا - میرے نام سے ہر بات تم کو سکھا دیگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ باتین جو مین نے تم سے کہی ہین -

(انجیل یوحنا باب ۱۴ - ۲۵ و ۲۶)

تاہم مین تم سے سچ کہتا ہون - یہ بھلا ہے تمہارے لئے کہ یہان سے مین چلا جاؤن - کیونکہ اگر مین نہ جاؤن - تو پیریکلیطاس تمہارے پاس نہ آوے گا (انجیل باب ۱۶ - ۷)

بالفعل جو انجیل کے نسخے موجود ہین - ان مین لفظ پیریکلیطاس اسی املا سے لکھا ہوا ہے - جسطرح کہ ہم نے لکھا ہے -

مگر ہم مسلمان یہ یقین نہین کرتے کہ حضرت عیسیٰ نے یہ یونانی لفظ بولا تھا کیونکہ اُن کی زبان عبرانی تھی - جس مین کالدی یعنی خالدیہ زبان کے لفظ بھی ملے ہوئے تھے -

عبرانی و خالدی دونون زبانین ایک ہین -

پس ہم مسلمانون کا یہ یقین ہے۔ کہ حضرت عیسٰے نے اس مقام پر فارقلیط کا لفظ فرمایا تھا۔ کہ بشپ مارش صاحب کی بھی راے ہے۔

بشارت دوم

جب بعد مصلوب ہونے اور قبر مین دفن کئے جاتے کے حضرت عیسٰی زندہ ہو کر اٹھے اور حواریون سے ملے اور آنکے سامنے مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عینا مین جانے اور آسمان پر چلے جانے سے تھوڑی دیر پہلے انھون نے اپنی حواریون سے یہ فرمایا۔ دیکھو مین بھیجتا ہون۔ وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھیرو۔ شہر یروشلم مین جب تک کہ تم مین عطا ہو قوت اوپر سے۔ (انجیل لوقا باب ۲۴- آیت ۴۹)

اب ہمکو اوس شخص کی تلاش کرنی مناسب ہے۔ جس کے آنے کی حضرت عیسٰے نے بشارت دی جب ہم اس آیت کو دیکھتے ہین کہ حضرت عیسٰے نے حواریون سے فرمایا۔ کہ اس وعدہ کے آنے تک تم شہر یروشلم مین ٹھیرے رہو۔ تو سب کو تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس وعدہ کے آنے اور شہر یروشلم مین ٹھیرے رہنے سے کیا تعلق ہے۔ اگر بالفرض اُس وعدہ سے حواریون پر روح قدس کا نازل ہونا ہی مراد تھی۔ تو بھی یروشلم مین رہنے اور روح قدس کے آنے سے کوئی ضروری مناسبت نہین پائی جاتی کیونکہ اگر حواریون مین شہر کے باہر چلے جاتے۔ تو بھی اُنکے پاس روح قدس

اُسی طرح آسکتے تھے۔ جیسے کہ شہر مین رہنے کی حالت مین آسکتے تھے۔

پس شہر یروشلم مین ٹھرے رہنے سے یہ مطلب نہین ہے۔ جو اُسکی لفظی معنون سے نکلتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک وہ وعدہ پورا ہو تم شہر یروشلم سے وابستہ رہو۔ اور اُسی کی عزت و تعظیم جیسے کہ پیشتر سے کرتے آئے ہو کرتے رہو اُسی کی طرف اپنا سر جھکاؤ اپنا منہ اُسی کی طرف رکھو جب تک وہ وعدہ پورا ہو چنانچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ اور یروشلم مین رہنے کا زمانہ منقطع ہو گیا۔ اور بیت اللہ مین رہنے کا زمانہ آیا۔ باپ کا وعدہ پورا ہوا۔

اور اوپر سے عطا ہو گئے۔ بیت المقدس کی طرف جو مدت دراز سے قبلہ تھا موقوف ہوا۔ اور مکہ مین ابراھیم کے بنائے ہوئے خانہ خدا اور کعبہ معظم کی طرف قبلہ اہل ایمان قرار پایا۔ پس یہ بشارت صاف ہمارے پیغمبر کے مبعوث ہونے اور بیت المقدس کے قبلہ رہنے کے زمانہ کے اختتام اور بیت اللہ الحرام کے قبلہ ہونے کی بشارت ہے۔

بشارت سوم

جبکہ یحیے پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو انکے پاس بھیجا۔ تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین چنانچہ وہ لوگ گئے اور اُن سے یہ گفتگو ہوئی۔ اُس نے یعنی حضرت یحیے نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ اور اقرار کیا کہ مین کرسٹاس یعنی عیسے مسیح نہین ہون اور انھون نے

پوچھا۔ اُس سے پھر کون۔ کیا تو الیاس ہے۔ اور اس نے کہا مین نہین
ہون۔ تو وہ نبی ہے۔ اور اُس نے جواب دیا نہین۔
تب اونہون نے اُس سے کہا کہ کون تو ہے تاکہ ہم جواب دیسکین۔ اُن کو
جنہون نے کہ ہمکو بھیجا ہے۔ اپنے تئین تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا مین ہون
آواز اُس کی جو کہ جنگل مین چلاتا ہے۔ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیسا کہ
نبی اشعیاہ نے کہا۔ اور وہ جو بھیجے گئے تھے۔ فردوسی تھے۔ اور اونہون نے
اُس سے پوچھا۔ اور اس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے۔ جبکہ تو نہ
کرستاس ہے یعنی عیسےٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔
(یوحنا باب ۱۔ آیت ۲۰ لغایت ۲۵)

ان اوپر کی آیتون مین تین پیغمبرون کا ذکر ہے۔ ایک حضرت الیاس کا
اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا تیسرے اُس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت عیسیٰ کے
ہونے والا تھا۔ یہودی یقین کرتے تھے۔ پیغمبر الیاس جنکو مسلمان خضر کہتے
ہین۔ مرے نہین ہین۔ بلکہ صرف انسانون کی نظرون سے غائب ہوگئے
ہین۔ اور یہودیون کو حضرت عیسےٰ مسیح کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہے
کہ وہ کسی نہ کسی دن آوین گے۔ لیکن اُن آیتون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی اُمید رکھتے تھے اور وہ
پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہے اُسکے بتانے کو
کافی تھا۔ جیسا کہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام کی جگہ کی آنحضرت اشارہ مین
لکھتے بولتے ہین۔

اور یہ مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہے - بجز اُسکے جسکے سبب خدا تعالے
نے ابراہیم و اسمٰعیل کو برکت دی - اور جس کی نسبت خدا تعالے نے موسیٰ سے
کہا - کہ تیرے بھائیون مین تجھسا پیغمبر پیدا کرونگا - اور جس کی نسبت حضرت
سلیمان نے کہا - کہ میرا نام محبوب سرخ و سفید سب مین تعریف کیا گیا محمدؐ ہے
یہی میرا محبوب ہے - اور یہی میرا مطلوب ہے - اور جس کی نسبت یحییٰ نبی نے
فرمایا - کہ حمد تمام قومون کا آوے گا - اور جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے فرمایا
کہ میرا جانا ضرور ہے - تا کہ فارقلیط آوے - اب مین نہایت مضبوطی سے
کہتا ہون - کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بن عبد اللہ حضرت محمدؐ ہین

غیر قوموں کی اخبار
انتخاب از کتاب سیل صاحب مصنف ترجمہ قرآن

صفحہ ۱۹۹ - ۲۰۰ - مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ء

پہلے مسلمان جو چین میں آئے - وہ عرب کے تاجر تھے - یہ کہتے ہیں کہ تجارت کے تعلقات مابین عرب اور چین کے حضرت کے زمانہ سے پہلے سے تھے زبانی ایک اہلِ چین کی روایت ہے - کہ بادشاہ چین جسکا نام تای سانگ تھا - اوس نے سنہ ۶۲۶ء میں خواب دیکھا - اور خواب میں ایک سپاہی نظر آیا - جو پگڑی باندہے ہوئے تھا - اور وہ سپاہی ایک دیو کے پیچھے تھا - اور یہ دونوں کمرہ میں داخل ہوئے - نجومیوں نے ستاروں کی نظام پر غور کرکے یہ تعبیر خواب کی دی - کہ ایک مقدس شخص عرب میں پیدا ہونیوالا ہے - اور سپاہی جو تم نے خواب میں دیکھا ہے - وہ سلطنت عرب سے آیا ہے اور جو تم نے دیکھا ہے - کہ سپاہی نے دیو کو قتل کیا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قوم بہت قوی ہے - اور شاہ عرب دولتمند اور طاقتور ہے اور نیز ایک ولی اللہ ہے - اور اُسکے تولد کے وقت عجیب عجیب واقعات ظاہر ہوئے ہیں اگر اُسکے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے جائینگے تو سلطنت کو نفع ہوگا - بادشاہ نے بعد غور و تامل کے فیصلہ کیا - کہ ایک سفیر تحائف لیکر عرب کو بھیجا جاوے - اسکے بعد سفارت عرب سے آئی - جسکا سرغنہ قاسم تھا

شہنشاہ چین نے اس سفارت مین سے ایک شخص کو شناخت کیا۔ کہ اُسکو ہین نے خواب مین دیکھا تھا۔ شہنشاہ نے عرب کے حالات دریافت کرنے کے بعد یہ کہا۔ کہ تمہارے ملک مین کانفیوکس کے اقوال پہونچے ہین یا نہین۔ تو سفیرون نے جواب دیا۔ کہ ہم اون اقوال سے واقف ہین اور یہ بھی کہا۔ کہ ہمارے پاس جو کتاب مقدس آسمانی ہے۔ ہم اُسکو قرآن کہتے ہین۔ اور وہ تمام دنیا کی کتابون سے بہتر ہے۔ اسمین بہت قسم کی ہدایتین چھوٹی و بڑی تحریر ہین۔

قاسم نے نماز کے ارکان ظاہر کئے۔ اور اسلام کے اصول بھی بتلائے بادشاہ قاسم کی مستعدی سے خوش ہوا۔ اور مسلمان سفیرون کی خاطر تواضع کی۔ اور اُنکو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور اُنکو اجازت دی۔ کہ آپ لوگ نانکن اور کانٹن مین آباد ہون۔ اور وہان انہون نے ایک مسجد بنائی اور اُسکا نام یادگار مقدس رکھا۔

اس گروہ نو آباد کے سرغنہ کا چینی نام دنگ قاضی تھا جس کے معنی صحابی رسول ہین۔

مصنف ویری پرسینٹ یہ کہتا ہے۔ کہ اس شخص کا عربی نام وہاب تھا اور حضرت کا چچا تھا۔ اور تاریخ اس سفارت کی ۶۲۸ء ہے۔ ہکو رشتہ داری کا تذکرہ ٹھیک نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اس نام کا حضرت کا کوئی چچا نہین تھا۔

یہ شخص جو کوئی تھا۔ یہ پہلا چینی مسلمان ہے۔

سنہ ۶۳۲ء مین وہ عرب کو واپس آیا۔ مگر اُس وقت حضرت کا انتقال ہوچکا تھا۔ یہ شخص اپنے گھر بہت دنون نہین رہا۔ اور پھر کانٹن کو واپس آیا اور اپنے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کا قرآن مرتب کیا ہوا لایا۔ یہ شخص کانٹن مین رہا اور وہین وفات پائی۔

مسلمان اس کے مزار کی بہت تعظیم کرتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے چین مین اسلام پھیلایا۔

اخبار زردشت بآمدن پیغمبر آخر الزمان صلی الله علیه و آله

چنانکه در همین کتاب منسوب بزردشت رسالهٔ مفصلی در اخبار بآمدن او صلی الله علیه و آله هست که عنوانات آن رساله چترم بیاد است - که چترم بمعنی آشکار است وبیاد بمعنی بیداری و هوشیاری است - پس در آیهٔ اول میگوید -

چترم بیاد اهمه نماند فتوم بیاد اهمه نماند تواهم فتوم بیاد اهمه نماند بیداے باد اندرین این مان دمان که همیشه پد سخ وادادانه فرستنه باده یزدان بادره دمان ماهمانی دوستان اندرش باد - معنی که خود ایشان کرده اند این است آشکار باد - درین خانه دمان همیشه آسانی و آبادی برساد و درین خانه باده فرشتگان دمان مهمانی دوستان - عرض میشود که لغت این کتاب را بطوریکه باید وشاید ندانسته اند - ابتدائی ترجمه را ازین عبارت کرده اند که گفته پیدائی باد و مقصود این است که پیدا شوند - در این خانهٔ دنیا خوبان که همیشه بواسطهٔ ایشان آسانی و آبادی برسد باید فرشتگان مهمانی دوستان یعنی ارزاق ظاهره و باطنهٔ ایشان و در آیهٔ دوم میگوید ده وشتو خشتیا

اشتو اهمه نمانه خشتیا و بچیر تتو همه نمانه خشتیا افریشتوا همه نمانه بکم تنم خانچه راهم خشتیا بادہ میتو بچه اتهاد نمانا و ستو باچه زاره نیچه هر تنو ونتو شتوا اهچه ره فروا اشتنام ستنام باچیم کره تو ابا باده نشیو بچه اهاو نمانا و اهاکچه مزده لیستنام وخشنودی ایند اشتا بیند اان وفره و میران اندر این مان فه خشنودی آیند و نه اندرین مان فه خشنودیا

آخر کنند اندرین مان فه خشنودی فراز پروند ازاین مان ادی وادار
آوَر هَرْدو امشاسفندان مه فه چشیج گرزشن بروند ازاین مان ماهما که مازد
یسنی ایم معنی که خود ایشان کرده اند این است امشاسفندان ازین مان
پرش وستایش شایه کار وکرمه برند هیچ وفره وهران خشنود گردیده در این
خانه بیایند وخشنود گردیده دراین خانه دیپاسے ارشوالک یعنی دولت که از
خویش کاری وفراخی جمع شده باشد بکنند وبدهند وخشنود گردیده ازین خانه
بگذرند وازین خانه ستایش ونیایش کار وکرفه کرپا کی وفروتنی کرده شده
بداوار اورهرد وامشاسفندان ببرند وآن فره وهران ازین خانه که ازان
ما مازدیسنان است فریاد وزاری کنان وازرده شده نروند - عرض میشود
که ترجمه این عبارت را مثل عبارت سابق مطابق نکرده اند بجهته ندانستن
بعضی از لغات یا بجهته اختصار وبه هر تقدیر مقصود معلوم است که بعد ازان که
هَرده میدهد - در چهار موضع که خشنود باشید میگوید وخبر میدهد بآمدن مردمان بزرگ
که بخوشنودی میآیند ودر بزرگی ایشان همین بس که میگوید امشاسفندان وفره
وهران اندرین مان بخوشنودی آیند وروند وملایکهاے بزرگ را امشاسفندان
میگویند - که گویا آن مردمانی که باید بیایند ملایکهاے مقرب بزرگ هستند وعبارت
آخری که میگوید وآن فره وهران ازین خانه که ازان ما مازدیسنانست فریاد
وزاری کنان وآزرده شده نروند دلیل است برآن که این آیندگان از مجوس
نیستند چراکه میگوید - ایشان از این خانه که خانه ما مازدیسنانست - پس چون
در آن زمانها سلطنت باکیانیان بود وایشان بدین مجوس بودند مملکت

ایشان وخانه خانهٔ ایشان که آنمردمان خوب که باید بیایند در مملکت ایشان خواهند
آمد و دلیل اینکه از مجوس نیستند۔ اگر میخواست خبر دهد۔ از آمدن یکے از بزرگان
مجوس مے گفت۔ از خانه ما از دیستان چراکه اگر بزرگ مجوس مے آمد مملکت
مملکت خود آنها بود و معنی نداشت که بگوید از مملکت ما فریاد وزاری کنان نروند
ومقصود ازاین که مردمان آینده فریاد وزاری کنان و آزرده شده نروند
این است که ایشان بر مجوس غالب خواهند شد۔ پس فریاد وزاری و آزردگی
از مجوس نخواهند داشت۔ یا آنکه مجوس عداوت زیاد با ایشان نخواهند داشت
مثل سائر فرقها که آن مردمان نیک را آزار کنند که ایشان از دست فریاد و
زاری کنان و آزرده بروند۔ بارے ومقصود از مردمانے که باید بیایند عیسےٰ
وتابعان عیسےٰ نخواهند بود چراکه بعد ازین خواهد گفت که این مردمان آینده
مانند زردشت هستند۔ در پیغمبری و مانند گشتاسپ هستند در پشوتنی وحضرت
عیسےٰ کتاب مفصلے نداشت۔ در احکام شرع بلکه بتوریته رجوع میکرد در احکام
شرع مگر نادری وخود او و اصحاب او جهادی نکردند۔ ومملکتی را تسخیر نکردند
اما پیغمبر آخر الزمان صلے الله علیه وآله بود که بعد از زردشت آمد وکتاب مفصلے
آورد مانند کتاب مفصل زردشت وجهاد برخواست ومملکتها تسخیر کرد مانند گشتاسپ
گشتاسپ را بصفت پشوتن توصیف میکنند چراکه بسیار شجاع وقوی البدن
بود وشجاعت هائے حضرت امیر علیه السلام وقوت هائے بدنی او بود که شهرهٔ
آفاق بود۔ مانند گشتاسپ که در زمان خود مشهور بود به پشوتنی بارے وکسی گمان نکند
که عقیده مجوسان اینست که دین حق دین مه آباد است وبس۔ پس چگونه میشود

کہ جز دہند - از مردمانے کہ آنہارا باوصاف حسنہ نامیدہ باشند وحال آنکہ ایشان دینے غیر از دین مہ آباد داشتہ باشند - چراکہ مراد بزرگان مجوس از دین مہ آباد دینے است - کہ از جانب خدا باشد - نہ آنکہ بنیان جمیع جزئیات دین حق باید از کتاب مہ آباد باشد واگر چنین بود بایستی تفاصیلے کہ در کتاب زردشت است و در کتاب مہ آباد نیست - باطل بدانند وحال آنکہ با اینکہ تفاصیل کتاب زردشت در کتاب مہ آباد نیست - بسیارے از ایشان تصدیق حقیہ زردشت وکتاب او را دارند - حتے آنکہ کشتن زندبار کہ در کتاب مہ آباد وسائر کتب مہ آبادیان جائز نیست وگناہ آنرا از اغلب گناہا بزرگ تر دانستہ اند زردشت از براے قربانی بہرام کشتن گوسفندان سفید را جائز دانستہ بلکہ امر کردہ کہ در مہماتے کہ باید بہرام امداد کند گوسفندے سفید را قربانی کنند وگوشت آن را مردمانے کہ اہل از دین ایشانند وپرہیزگارند بخورند نہ غیر ایشان وبا این حال بسیارے تصدیق او را دارند واین مطلب را خود ایشان ہم تصریح کردہ اند - چنانکہ در سیمناد سیم در آیہ دویم از کتاب ساسان اول است کہ گفتہ آئین مہ آباد استوار کن وخود ایشان در شرح این فقرہ میگویند اینکہ یزدان ہمہ جا می فرماید آئین بزرگ آباد را استوار کنید نہ آنست کہ این آئین بر نہادہ آباد است پیش ما درست آن است کہ آئین یزدان پسند گوئیم - چہ بائینے کہ یزدان پسند یزدان پسند است وآن آئین یزدان پسند را ایزد بزرگ آباد روان شاد دادہ وبرہمان آئین وخشوران ہمہ آمدند وچم آباد یزدان

کہ یزدان بشخص باشد
یعنی یزدان باشد

پسند است- پس یزدانی را چون پرسند چه کیش داری گوید یزدان پسند
کیش و من یزدانیم - بارے پس بتصریح خود ایشان معلوم شد که پیشوے پیغمبر
بیاید- و امرے را از جانب خداوند عالم جلشانه بیاورد که آن امر بر نهاده
مه آباد نباشد- پس ازین جهت خبر میدهند از آمدن مردمانے نیک از جانب
خداوند عالم جل شانه که امورے چند را اظاهر کنند که آن امور بر نهاده مه آباد
نیست و با این حال یزدانیت بارے بعد از آیه دوم آیه سیم و چهارم و پنجم
را در مژده کسانے که خبر آیندگان نیکان را با ایشان داده و ستاو ثنائی و
دعاے در حق ایشان ذکر میکند و در آیه ششم باز عود میکند مطلب اول و میگوید
که هرچه زود تر شهد بید تا برسادا نه مردان دادار استار کیهان و پیرا ستارا
شایه ور زید ار مرد اشید رزره تشتان و پشوتن و شتاسبان و دبهرام هماوند
زود ادی پیدا یه دین ده آیند و رسند و اردین ده اوااته او رهزد دین پد وید
یعنی که آنچه زود تر شایسته برساد تا ازان مردان مردانے که راستی از ستا
کیهان پیراستار و اشایه ور زنده اند چون اشید رزردشت و پشوتن گشتاسپ
و بهرام هماوند یعنی همت مند با شکار کردن دین ده زود بیایند و برسند و راستی
دین ده با آن دین او رهزدی پاینده بجا نا دعرض میشوند- که عبارت صریح است
در اینکه با آن مردمانے که مژده داده که بعد ازین مے آیند مانند زردشت
و گشتاسپ و بهرام اند پس مانند زردشتند در آوردن کتاب مفصل چرا که
زردشت کتاب مفصلے داشت - اگرچه الحال درمیان نیست و آن را سوزانیدند
و مانند گشتاسپ و بهرامند در جنگ کردن و کشور بدست آوردن و شجاع بودن

و قوت بدنی داشتن - و صاحب سخاوت بودن و بخشش کردن و دین زردشت
آزاد گرفتن و رواج دادن و مشهور کردن و سبب معلوم است که بعد از زردشت
کسانی که از مجوسان بودند و پیغمبر ایشان بودند - ساسان اول و ساسان
پنجم بودند - که هیچ یک صاحب کتاب مفصلی مانند زردشت نبودند و پیغمبری
که غیر از ایشان بعد از زردشت آمد - پیغمبران بنی اسرائیل بودند مانند یحیی
و عیسی و هیچ یک صاحب کتاب مفصلی نبودند و کتاب مفصل ایشان توریة بود
که بآن عمل میکردند و آن را حضرت موسی پیش از زردشت آورده بود - و
هیچ یک جهادی نکردند - و کشوری بدست نیاوردند - پس بسی واضح است
که زردشت مژده آمدن پیغمبر آخر الزمان صلی الله علیه و آله را داده که بعد
از او می آید که مانند زردشت صاحب کتاب مفصل است و بنای او بر جنگ
و جهاد کردن و کشور بدست آوردن و حضرت امیر المومنین علیه السلام بود
که مانند گشتاسپ که دین از زردشت گرفت دین را از رسول خدا صلی الله
علیه و آله گرفت و دین او را در حیات و ممات او رواج داده و جهادها در حیات
و ممات او کرد و شجاعتها و قوتهای بدنی و پشتیبانی از و ظاهر شد و همتها و سخاوتها از و بروز
کرد و فتحها از و ظاهر شد بارے در آیه هفتم میگوید - هو دینه هو فرمانه اندر ایران کیهان روان
کناد و جُد دینه جُد فرمانه اندر ایران کیهان بیا د سهناد یعنی نیک دینی و نیک فرمانی در کشور ایران
رواج کناد و جز دین نیک و جز فرمان نیک و راستی از کشور ایران نابود
گرداناد - عرض میشود - که اگرچه جمیع ادیانی که از جانب خداوند عالم
جلشانه در این عالم ظاهر شده همه نیک است و هر کتابی و هر فرمانی که از

جانب او جلشانه آمن همه خوب و راست است ولاکن مخفی نیست که چون خداوند عالم
جلشانه حجتی و پیغمبرے فرستاد و فرمانے وکتابے براو نازل کرد و تغیرے
و تفصیلے از جانب او جلشانه ظاهر شد مردم نمیتوانند تخلف ازان حجت
و پیغمبر و فرمان او کنند و نمیتوانند. اکتفا کنند. بانچه سابق در دست دارند
و اگر اکتفا کنند. بانچه در سابق داشته اند بهانه آنکه انچه در سابق بود از جانب
خدا بود. دین ایشان دین نیک و فرمان سابق ایشان بعد از فرمان لاحق
در حق لاحقین نیک نخواهند بود. پس بر مردمان صاحب شعور مخفی نخواهد ماند
که زردشت این مطلب را درین عبارت پروروه و بعد از عبارت اول گفته
که دین نیک و فرمان نیک که بعد ازین خواهد آمد همان دین و فرمان از برای
اهل آن زمان نیک است و ازین جهته دعا کرده که آن دین نیک و فرمان
نیک در ایران کیهان رواج کناد و جز آن دین و فرمان راستی و نیک از کشور
ایران و کیهان نابود گرداناد و چون این دعا را کرد باز رفت بر سر اصل مطلب
و در آیة هشتم گفت. که دین بهداران شان از دین نیکه رساد تا آنه
مدن مردان داد ار آستار کیهان و پیراستار اشایه ورزیدار مرداشید
زره تشتان پشوتن وشتاسپان وهرام هماوند دین فرخ پادشاه زمانه او
اوربماوهان وهد نیان بسته کشتیان هفت کشور زمین هوچشم هونکر بیار کنان
یعنی و او شان که دین پذیرندگان اند. از دین نیکی باو شان رساد تا برسیدن
آن مردانے که داد آراینده و جهان پیراینده و آشوبے و پاکی ورزنده
اند چون اشید رنده تشت و پشوتن گستاسپ و بهرام هماوند یعنی همت ازنده

یعنی عدل گستندگان
یعنی آرایندگان
یعنی پیرایندگان

که باین دین فرخ و پادشاد زمانه که همه دهان و به دینیان وبسته گشتیان هفت کشور
زمین را نیک نظر و نیک بینیده میکناد - عرض میشود که این عبارت صریحست
که آن نیکان و نیک دینیان و کمر بستگان و داد آرایندگان و جهان پیرایندگان
پادشاه زمان و هدایت کنندگان هفت کشور زمین که تمام روے زمین باشد
و رهنمائے جمیع روسئے زمینند - که جمیع آنها را نیک نظر و نیک بین مے کنند از این
جهت دعاے کنند - کسانے را که پذیرندگان و ایمان آوران بان بهدینیان اند
که از آن دین نیکی بایشان برسد که جزاے پذیرفتن و ثواب آن باشد تا وقتیکه
آن نیکان بیایند و آن دین نیک را بیاورند و پذیرندگان آن دین را
بپذیرند و ایمان آورند - و بعد از این توضیح مے کند و در توصیف آن آیندگان
بجهت تاکید در آیه نهم و میگوید دهان اور دست اوی دستار و پروراز بند
و تران اور دست اوی زدار او سیدار بند تاو بان اوی کامد رسند
یعنی نیکان بدست دارنده و پرورش کننده باشند و بدکاران بدست
زدار و نابود باشند تا نیکان بمراد و کام رسند - عرض میشود که ممکن است
که مراد از نیکان و بدکاران مطلق مردمان خوب و مردمان بد باشد پس دعا
کرده برائے خوبان و نفرین کرده بر بدان و احتمال قوی میرود که مقصودش
از نیکان همان مردمانے باشد که پیش مژده داده که مے آیند و مانند زردشت
و گشتاسپ و بهرامند و مقصودش از بدکاران دشمنان ایشان باشد بلکه
در نزد مردمان صاحب شعور نکته دان واضح است - که مقصودش از نیکان همان
اشخاص موعودی است که در عبارت سابق مژده داد پس دعا میکند بعد از ان

بلافاصله که آن نیکان دست آور باشند یعنی قدرت داشته باشند که
دشمنان خود را بدست آورند و دشتار باشند یعنی دارا باشند که بتوانند
عطا کنند و پرورتار باشند یعنی بتوانند مردم را پرورش دهند و تربیت
کنند و بدکاران و دشمنان ایشان دست شان از کار مانده و مغلوب و
مقهور باشند تا نیکان بمراد خود برسند و بازده در آیهٔ دهم دعا میکند با آن
اشخاص موعود میگوید - هرچه وهمان وهان آفرین پیدایه ایزدیک را ده ده را
صد صد را هزار هزار تا بیوران بیور زود رساد و دیرنتا ما همان باد -
یعنی انچه آفرین نیکان و دهان پیدا است با یزدیک تا ده ده تا صد صد
تا هزار هزار تا بیوران بیور زود برساد و پایدار و رسیده باد عرض
میشود - که مقصود این است که انچه آفرین خداوند درباره آن نیکان پیدا است
و مراد از آفرین خدا درباره ایشان رضامندی اوست از ایشان پس دعا
میکند در حق ایشان که یک را ده و ده را صد و صد را هزار و هزار را
ده هزار هزاران کرده بایشان زود برساد و بیوده هزار است و دیرو
پاینده و جاوید همان باشند - یعنی در فیوض آلهی منعم باشند بعد ختم میکند
دعا را در آیه یازدهم باینکه میگوید انه یزدان اوی یزدان رساد
آنه وهان اوی وهان رساد - هرچشی یعنی هرچیز که آن یزدان است
بیزدان رساد و هرچیز که آن نیکان است به نیکان رساد و مقصود این است
که انچه شایسته خداوند عالم جلشانه و ثنای اوست بازگشت آن باو باد
و انچه شایسته و جزای آن نیکان موعود است - بایشان برساد بعد میگوید

ایدون باد ایدون تر ج باد قہ اور مزد اشا سفندان کامہ باد۔ یعنی اینچنین باد اینچنین تر باد۔ بیاری خداوند و ملائکہ مقربان کام و مراد ایشان بر آوردہ باد واین عبارت آخر آن رسالہ ایست کہ تمام آن مژدہ آمدن آن مردمان نیک است۔ کہ بعد از زردشت باید بیایند کہ مانند زردشت صاحب کتاب و فرمانے مفصل باشند و مانند گستاسپ پشوتن و قوی البدن و شجاع و کشور کشاد مانند بہرام باہمت و سخاوت باشند۔

انتخاب از ورنخفیہ صفحہ ۲۷۹ لغایت ۲۸۶

اول رہنما سری کشن کی سوانح عمری مکمل نہین ملی - کیونکہ ان کو تین چار ہزار برس کا زمانہ گذرا - اس زمانہ کے حالات قصون اور افسانون مین منتشر تھے - اور کتابت کا بھی وجود اس وقت پایا نہین جاتا - تاہم جو کچھ اس سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ سن تمیز سے تا وفات وہ جنگ وجدل مین آلودہ رہے - مگر اس جنگ وجدل کا عقدہ کچھ نہین کھلتا - ان لڑائیون سے مطلق فائدہ ذاتی سری کشن نے نہین اٹھایا - جب کنس بادشاہ متھرا کو مارا - اسوقت سلطنت ان کے ہاتہ مین تھی - مگر کنس کے چچا کو تخت پر بٹھایا - پھر کورو - پانڈون کی باہمی لڑائی مین کورون کو اپنی فوج دی اور پانڈون کے خود شریک ہوکر انکو داؤن گھات بتائی - اور فتحیاب کرایا تیسرے واقعہ کے ساتہ ان کا خاتمہ ہے - اپنے تمام خاندان کو جمع کرکے جلسہ کیا - اور شراب پلاکر کشت وخون کرایا - بعد ازان خود ایک شکاری کے نشانہ بنے - اور عالم بقا کو سدہارے -

اس زندگی کا نتیجہ یہ ہے - کہ بلا غرض یہ سب کام دنیا کے کیئے اور خدا سے بھی لو لگائے رہے - اور بالآخر خود انا الحق کہا - اور دوسرونکو مظاہر قدرت کی پرستش کی رہنمائی کی - ان کی ابتدا عمر کے حالات حضرت موسئے سے ملتے ہین - مگر یہ ان سے پہلے گذرے ہین - ان کے الوہیت کے ادعا نے بالآخر معبود خلائق بنایا -

دوسرے رہنما زردشت ہین - یہ حضرت عیسئے سے سات سو برس پہلے ہوئے ہین - ان کی آغاز زندگی سے آخر تک ایک خاص رنگ مذہبی

پایا جاتا ہے - وہ حیوان اور انسان دونون سے بہت ہمدردی کرتے تھے - اور ریاضت ہاے شاقہ کرتے تھے اور عبادت کرتے ہوئ باری گئ

اونھون نے سیارون - اور اگ کو محض قبلہ نماز ہی نہین بنایا تھا - بلکہ ان کو ذریعہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - وہ سمجھتے تھے - کہ ہر ستارہ اور آگ کا رب النوع یعنی پروردگار ہے - اور وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہے اس لئے اسکو واسطہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - اور بالآخر توحید ابتر ہوئ - اور نتیجہ یہ ہوا - کہ ایرانیون مین رب النوع کی خود پرستش ہونے لگی - یہ اپنے سلسلہ کے آخر رہنما ہین - اور اپنے مقدم رہنماؤن کی ہدایتونکو تسلیم کرتے ہین -

تیسرے رہنما گوتم ہین - یہ حضرت عیسےٰ سے چار سو برس پہلے گذرے ہین یہ اسوقت پیدا ہوئے کہ سانکیا فلسفہ جاری تھا - اور تصوف پر اعلیٰ تصنیفات ہو چکی تھین - اور عوام مین بت پرستی پھیلی ہوئی تھی - یہ بھی ابتدای عمر سے تا زمان وفات مذہب پر فدا رہے - اور سب سے نرالا فلسفہ نکالا - نہ سری کشن کے موافق بے غرض کام کئے - نہ علامہ الوہیت کا ادعا کیا نہ سانکیا فلسفون کی طرح انکار خدا کا کیا مگر اپنے آپ کو عقل کل قرار دیا جو دوسرے لفظون مین الوہیت مراد ہے - ان کا مذہبی طریقہ درویشانہ ہے دنیا داری بہت کم تھی - گوتم اپنے سلسلہ کے رہنماؤن مین آخر ہے - اور اپنے پہلے جینی بودھون کو اور ان کی ہدایتون کو تسلیم کرتا ہے -

اس سلسلہ مین توحید بالکل نہین ہے -

چوتھے اور آخری رہنمائے دین اسلام کے ہین۔ان کو تیرہ سو برس ہوئے۔ان کی زندگی بھی مذہب کی اشاعت مین گذری۔انھون نی توحید کی بہت سختی کی۔اور معاشرت مین نیک و بد کا امتیاز بتلایا۔

اس سلسلہ مین پچھلون نے آیندہ رہنماؤن کی بشارت دی ہے چنانچہ آخر رہنما کے متعلق بشارتین درج ہین۔

ان چارون رہنماؤن کی زندگی کا خاص کام مذہبی ہے۔اور بلحاظ نسب کے سب اپنی قوم مین اعلے درجہ رکھتے تھے۔اور بعض شاہی خاندان سے تھے۔رہنمائے دوم و چہارم جو مغربی ایشیا کے تھے اُن کا اصول توحید خالق اور مخلوق مین امتیاز پیدا کرنا تھا۔

رہنمائے اول اور سویم جو مشرقی ایشیا کے تھے وہ مظاہرِ قدرت اور اصل قدرت کو جدا نہین سمجھتے تھے۔

حصہ دوم بزرگان دین

اس حصہ مین بزرگان دین کا طریقہ عمل مندرج ہے - اس حصہ مین زردشتی (یعنی پارسی) آریہ (یعنی اہل ہند) اور اہل اسلام کے مقدس لوگون کا طریقہ عمل لکھا جاتا ہے -

طریقہ بزرگان دین کا عمل ریاضی کا سا نہین ہے کہ نتیجہ فی الفور سامنے آجاے عمل کی بابت روایتین چلی آتی ہین - اور جن پر اُس عمل کا اثر ہوا وہ مذہب کے سرگروہ ہین - اور وہ سب تاریخی قصہ ہین - مگر جو آثار ان بزرگون کے باقی ہین وہ مذہب کا نمونہ ہے -

میری اس مضمون سے یہ غرض ہے - کہ سرگروہان مذہب نے خدا شناسی کے لئے کیا کیا عمل کئے - اور کس طریقہ سے خدا کو پہچانا - جو اصل مذہب کا ماخذ ہے -

یہ امر خیال کرنا یا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے - کہ جب خدا شناسی کے خاص طریقہ ہین - تو کیون نہین اس امر کو پہلے ہی نہ ثابت کیا گیا - اور محض خدا کا تسلیم کرنا منقول پر منحصر رکہا - اور ہمیشہ کے لئے یہ عقدہ اور راز رہا - بزرگان دین کو چاہئے تھا - کہ جو منکر تھے اُن کو خدا شناسی کے طریقہ بتلاتے اور وہ عمل کرکے خود قائل ہو جاتے -

یہ سوال ایسا ہی ہے - کہ ہر انسان کی طبیعت اور مزاج اور عادت کیون ایک سی پیدا نہ کی گئی - کہ سب مساوی ہوتے - اور یہ سب دشمنین

رفع ہوجاتین۔ خداشناسی کے لئے مقدم خلوص عقیدت تلاش کی ہے معترض ہین کس طرح ممکن تھا۔ کہ یہ کیفیت پیدا کیجاتی۔ اور علاوہ اِسکے ہرکسی را بہرِ کارے ساختند۔

ہر شخص جبکہ اعلےٰ ریاضی دان نہین بن سکتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص مین قابلیت خداشناسی کی ہو۔

طریقہ عمل بزرگان دین کو دیکھکر ہر ذیشعور یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ مجبوانہ ہین یا شعبدہ بازی ہے۔ یا نمایش دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یہی لوگ اس کے مدعی ہین۔ کہ ہمکو روح موجودات سے فیضان حاصل ہوا ہے سب سے پہلے پارسیون کے طریقہ عمل کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

صاحب دبستان مذاہب پارسیون کے طریقہ عمل کو اس طرح سے بیان کرتا ہے۔ در شرح موسوم بجام کیخسرو کہ متن منظومہ شت آذر کیوان نوشتہ آوردہ است کہ رہ سپر را باید خود بہ پژشکی دانا نماید۔ تا آنچہ از اخلاط برتر و بیشتر بود بہ اصلاح آرد۔ پس ہمہ عقائد دین و آئین و کیشہا و راہ ہا از خویش دور کند۔ و با ہمہ صلح گیرد۔ و در جاے تنگ و تیرہ نشیند۔ و خواہش بتدریج کم سازد۔ و آئین کم خوری در سارستان حکم آلہی فرزانہ بہرام ابن فرہاد چنین آوردہ کہ از غذاے میعاد روزی سہ درم کم کند تا بدہ درم رسد آنگاہ تنہا نشیند۔ و بخود پردازد۔ و ازین گروہ بساکس بہ یکدرم رسانیدہ اند و مدار ریاضت ایشان بہ پنج چیز است۔

(۱) گرسنگی۔

(۲) خاموشی۔

(۳) بیداری۔

(۴) تنهائی۔

(۵) یاد یزدانی۔

واذکار در ایشان بسیار است۔ انچه پسندیده این فرقه است ذکر یک ژوپا است۔ ومک در لغت اذربان چار را گویند۔ ژوپ ضرب است واین ذکر را چار سنگ وچار کوب نیز خوانند۔ ودیگر ذکر سیا ژوپ است۔ سیاسه را نامند۔ یعنی سه ضرب وسه کوب هم سرائند۔ ونشستهاے نزد ایشان بسیار است وانچه پسندیده برگزیده آید هشتاد وچهار است وازان هم چهارده انتخاب بوده اند۔ وازان پنج برآورده۔ وازان پنج دو برگزیده اند وچندی ازجلسات موبد سروش۔ وزردشت افشار آورده۔ ویکے ازان برگزیده اند۔ آنست که چارزانو نشیند۔ وپای راست به فراز ران چپ گذارد۔ وپاے چپ بربالاے ران است۔ ودستهاے پس پشت۔ وبدست راست نر انگشت پای چپ گیرد وازچپ پشت۔ پاے راست وچشم بر سر بینی بدارد واین جلسه را فرشین خوانند۔ وجوگیان هند پدم آسن گویند۔ پس اگر ذکر یک ژوپ کند بدستها نر انگشتان پا بگیرد۔ بلکه اگر خواهد پاے ها از ران بردارد وبه جلسه متعارف نشیند۔ که پسندیده وکافی است۔ وچشم فرو بندد ودستها بر ران ها گذارد وبغل ها کشاده دارد۔ وپشت راست سازد۔ وسر در پیش افگند وکلمه نیست را از سر ناف به نیروے۔ تمام برآهیخته کند۔ وآهسته گویان بسوی پستان راست

بسر اشارت نماید - و مگر سرایان سر بالا برد - و یزدان خوانان بجانب پیشانی چپ که آن جاے دل است سر خم کند - و در میان کلمات جدای بیاورد - و اگر تواند چند ذکر بیکدم گوید - و به آہستگی بیفزاید - و کلمات ذکر نمودہ اند - نیست ہستی مگر یزدان - یعنی نیست موجودے مگر اللہ - یا نیست ایزدی جز از یزدان - یا نیست بایستی جز از بایست - یا آنکہ پرستش سزاے این معنی ہست ناپسند بود یا آنکہ بیچون و بیچگون - بیرنگ - بیمون - و این ذکر بہ جہر نیز جائز است - ولے پسندیدہ بمریدان و پرہیزگاران ذکر خفی است - چہ از افعال و خروش حواس پریشان گردد - مراد از خلوت ہمہ جمعیت حواس است و در عین ذکر سہ چیز حاضر دارند - نخست ایزد - دوم دل - سوم روان استاد - و معنی ذکر در دل گذارند - یعنی نیست موجود مگر حق - و اگر بدم گرفتن پردازد ودل دانش مردم و سمر اد است - یعنی علم دم و وہم - پس چشم نہ بندد کشادہ بر سر بینی برگمارد - چنانچہ در نخست جلسہ گفتہ آید -

و این آئین در سرودستان است - و این نامہ گنجایش بیان بہ تفصیل ندارد -

آریہ ہند کا بھی قریب قریب یہی طریقہ ریاضت کا ہے - جوگ بششٹ سے چند فقرہ یہان نقل کئے جاتے ہین -

اگر انانیت و پندار از خود دور کنی و دل را از حرکت باز داری و نسبت وجود و فعل تعین خاص نہ کنی - کہ من چنین کردم ہیچ چیز غیر ہستی باقی نماید و اگر ادراک خود را از محسوسات نگاہداری - چنانکہ تغیر و تبدیل محسوسات

در تو اثر نکند۔ و با وجود حیات و حس ظاہر اگر باد سرد و گرمے آفتاب ببدن تو برسد کیفیت آن ندانی کہ چیست و چنان باشی۔ کہ جان ترا خواب و بدن توان گفت وخواب کلان کہ عبارت از بیداری عوام است نیز برو اطلاق نتوان کرد در صورت خبر داناے لطیف کہ از تغیر و زوال منزہ است۔ ہیچ باقی نمے ماند۔ و آن عین حق است۔

مسلمانون کے اوستادِ طریقت یعنی مولانا روم تصور خداشناسی کیلئے فرماتے ہین۔

مدتے بے گوش بے فکرت شوید ۔۔۔ تا خطاب ارجعی را بشنوید
مدتے خاموش خو کن ہوشدار ۔۔۔ گفتگوے ظاہر آمد چون غبار
پنبہ اندر گوش حس دون کنید ۔۔۔ بند حس از چشم خود بیرون کنید
پنبہ آن گوش سر گوش سر است ۔۔۔ تا نگردد این گران باطن کر است
تا بہ گفت و گوے پندار اندری ۔۔۔ تو بہ گفت خوب بوئے کے بری
ہمچو آہن زآہنے بے زنگ شو ۔۔۔ در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
جہد کن تا ترک غیر حق کنی ۔۔۔ دل ازین دنیائے فانی بر کنی

بعد اس کے مولانا یہ ہدایت کرتے ہین کہ رہبر کی تلاش کرو۔

پیر را جوئے زانکہ بے پیر این سفر ۔۔۔ بس دراز است و پُر از خوف و خطر
آن رہے را کہ ہمیشہ رفتہ ۔۔۔ بے قلاوز را اندرو آشفتہ
پس رہے کہ ندید ستی گہے ۔۔۔ اندران رہ چون روی بی ہمرہے
ہے بجو پیرے کہ باشد زاہدان ۔۔۔ مرد را انگہ نین عین راہ دان

هر که او بے مرشدے در راه شد　　　او ز غولان گمره و در چاه شد

مولانا فرماتے ہین کہ ہر شخص کو یہ قابلیت نہین ہے کہ فیضان حاصل ہو

بدگهر را علم و فن آموختن　　　دادن تیغ است دست راه زن

تیغ دادن در کف زنگی مست　　　به که آید علم ناکس را بدست

علم و مال و منصب و جاه و قران　　　فتنه آید در کف بدگوهران

چشم خاکی را به خاک افتد نظر　　　باد بین نوعے بود چشم دگر

اسپ نے راکب چه داند رسم راه　　　شاه باید تا بداند شاه راه

چون که نور حس نمے بینی به چشم　　　چون به بینی نور آن غیبی به چشم

مولانا تلاش کی صورتین بتلاتے ہین۔

در طلب زن دائما تو هر دو دست　　　کین طلب در راه دنیا رهبر است

گه بگفت و گه به خاموشی و گه　　　بوے کردن گیر هر سو بوے شه

هر کجا بوے خوش آید بو برید　　　سوے آن سر کاشناے آن سرید

اسم خواندی رو مسمی را بجو　　　مه به بالا دان نه اندر آب جو

در گذر از نام و بنگر در صفات　　　تا صفاتت ره نماید سوے ذات

مولانا مثالاً فرماتے ہین کہ اس تلاش صادق کا نتیجہ کیا ہے۔

دانهٔ پر مغز با خاک دژم　　　خلوتے و صحبتے کرد از کرم

خویشتن در خاک کلی محو کرد　　　تا نماندش رنگ و بوے و سرخ و زرد

پیش اصل خویش چون بے خویش شد　　　رفت صورت جلوهٔ معنیش شد

مولانا کی یہ ہدایت ہے کہ یہ راز مخفی رہے۔

تا توانی پیش کس مکشای راز | بر کسے این در مکن زنہار باز
چون کہ اسرارت نہان در دل شود | آن مرادت زود تر حاصل شود
گفتمش پوشیدہ بہتر سر یار | خود تو در ضمن حکایت گوش دار

یہ طریقہ ریاضت اور تصور بزرگان دین کے ہین۔ بانیان دین نے بجز ظاہری طریقہ عبادت اور خلوص نیت کے کبھی زبان نہین کھولی۔ اگر کچھ کہا تو رمز اور کنایہ مین کہا۔ جس کو خاص سمجھ سکتے ہین۔ عوام کو کبھی طریقہ معرفت کی ہدایت نہین کی۔ کیونکہ عوام مین قابلیت نہ اس راز کے سمجھنے کی تھی۔ اور نہ وہ ضبط کر سکتے تھے۔ جیسا کہ وہ مولانا کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس طریقہ کو ہر شخص دیکھکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسمین کہان تک دنیا داری کا شائبہ ہے۔ اور اگر بانیان دین اس طریقہ کی عام ہدایت کرتے۔ تو دنیا کیسے آباد رہ سکتی۔ اور کیسی ابتری ناقابلون کی وجہ سے تمدنی حالت انسان مین پڑتی۔ یہ فریشن کا سارا راز سینہ بسینہ اس وجہ سے چلا آتا ہے جب کہ انسان خواب کی حالت مین ہوتا ہے۔ کہ اُسکی حس بغیر جگانے کے کام نہین دیتی۔ اور ادراک بغیر حس کے ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ خیالات خواب کی حالت مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ ہمیشہ صحیح نہین ہوتے۔ اسی طرح حس کو بظاہر معطل کرکے قوت واہمہ و ارادہ سے نامعلوم قدرت کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ حس اور ادراک بیکار ہونے سے یہ کیفیت روح کو حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ فاتر العقل اور وہ اشخاص جن کے حواس زائل اور نکمے ہو جاتے ہین۔ ان مین زیادہ تر ایسی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ مگر یہ ہرگز نہین ہے

حس و ادراک کا دنیاوی یا ظاہری دروازہ بند کیا جاتا ہے - اور ان سے محض نامعلوم شے کیطرف ارادہ اور خیال سے ہیجان پیدا کیا جاتا ہے - اور وہ ہی روح اپنی مرکز اصلی سے ملجاتی ہے - اُسوقت روح مخفی آئینہ بن جاتی ہے اور تمام موجودات اسکے پیش نظر ہوتے ہین - اہل ایجاد جس طرح سے ظاہری سامان سامنے رکھکر نامعلوم شے کی ایجاد کی کوشش کرتے ہین اور وہ نامعلوم شے اتفاقیہ ان کے متواتر عمل سے نکل آتی ہے وہی صورت بزرگان دین کی مشق کی ہے - کہ تمام سامان تصور کے فراہم کرکے اپنی خودی کو مٹا دیتے ہین پھر ایک ہی دہیان باقی رہتا ہے - اور وہ اپنے مرکز اصلی سے واصل ہوجاتا ہے اس قضیہ پر یہ اعتراض ہوگا - کہ بانیان مذہب کی جب روح مین ایک کیفیت مقناطیسی پیدا ہو گئی - اور روح موجودات کا پرتو اوسپر پڑنے لگا - تو پھر دنیاوی تعلقات کا مذاق اُن مین کیون باقی رہتا ہے - اور یہ دورنگی کیسی ہے - گہے بر طارم اعلےٰ نشینم ؛ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم -
اسکا جواب یہی ہوگا - کہ اُن کا حس اور ادراک موجودات کے تعلقات پر راج کرتا ہے - اور اصل ہمدردی فطرت کی ان مین پیدا ہوجاتی ہے - کہ جس کی اصلی غرض بقائے نوع انسان ہے - اور انہین دونون کیفیون کے جمع ہونے سے دیگر نوع سے برتر ہوتی ہین اُن سے نوع انسان کو حد سے زیادہ نفع پہونچتا ہے کہ اوسی تذکیہ نفس کے سبب سے اخلاق انسانی کی حسن و قبح اچھی طرح سے ظاہر ہوتے ہین اور ان ہادیونکی اقوال و افعال اخلاق مین جان ڈالدیتے ہین اور اوسکو مضبوط کرتے ہین - اور یہی سبب ہے - کہ رہنمائی مذہب سے دینی اور دنیاوی فائدہ پہونچتا ہے -

حصہ چہارم

نمبر ١٢٠

کیا مذہب کی انسان کو احتیاج تھی یا یہ کہ انسان کی فطرت تھی

فلسفی جو حس اور ادراک کے بندہ ہین وہ تو یہی کہتے ہین کہ مذہب ایک خیالی ڈہکوسلہ ہے اوہام پرستون کی اختراع ہے۔ نہ اسکی انسان کو ضرورت ہے۔ اور نہ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مذہب کسیطرح انسان کی عقل مین نہین آتا۔ وہ ایسا جال ہے کہ انسان اسمین پہنس کر بیکار ہو جاتا ہے اور دنیا کے لذائذ کا کچہہ لطف نہین اوٹہاتا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ انسان کو جو اس خیالی کیفیت مین مزہ آتا ہے اگر اسکی حقیقت کچہہ نہین تو دنیا کی موجودہ نعمتون کو کیون حقیر سمجھتا ہے اور اس خیالی کیفیت مین محو رہتا ہے ظاہری احتیاج تو کچہہ نہین۔ نہ یہ ایسا مشغلہ ہے کہ دل بہلانے کے یا خالی وقت کاٹنے مین کام مین لایا جائے۔ یہ بستان خیال۔ یا الف لیلے کا قصہ نہین نہ بازیگر کا تماشہ ہے۔ کہ اسمین جی لگے۔ زاہدون کو عبادات و ریاضت صوفیون کو نفس کشی تصور اور مراقبہ مین کیفیت پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی فطرت مین مذہب کا مادہ تہا جسنے جوش اور ولولہ پیدا کیا۔ اور نہ معلوم قدرت کی طرف عشق کی نیرنگیان دکہائین اگرچہ انسان کو مذہب کی ضرورت ظاہری نہین تہی مگر وہ بہی انسانی معاشرت کا وہ جزو غالب رہا ہے۔ اگر ضرورت نہ تہی تو کیسے ایسا عظیم الشان نظام قائم ہوا۔ اور جب سے تاریخی دنیا ہے اوسوقت سے ابتک برابر نوع

بشر مین چلا آتا ہے۔ اگر اسکی حقیقت کچھہ نہین تو اسکی مسلسل پایداری کیون چلی آتی ہے
اور مختلف اقوام مین مختلف طریقہ سے کیون معبود کا خیال قائم ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
انسان کی فطرت مین ہے جسطرح جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کی خاص فطرت ہے، اوسیطرح مذہب انسان کی فطرت
ایک بدیہی ثبوت مذہب کے داخل فطرت انسان ہونے کا یہ ہے کہ انسان کی
حسن و ادراک مین نامعلوم شئے کی تحقیقات کا مادہ ہے تحقیقات سے مطلب
یہ ہے کہ انسان ہر شئے کے اسباب اور تعلقات کو مسلسل کرکے اوسکی
بابتہ فیصلہ کرتا ہے اور اوسکو اپنی دلیل راہ کی قرار دیتا ہے۔ کچھہ تحقیقات
معاشرت انسانی کی ضرورت سے ہوتی ہین اور بعض ابتدا محض غیر معین
ہوتی ہین جنکی اصلی غرض نظام عالم کے تسلسل قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے
اور کچھہ حقیقت اشیاء کے دریافت کے لئے ہوتی ہین۔ ان سب کو
کسی کو فن معاشرت کسی کو فلسفہ اور کسی کو علم کہتے ہین یہی تلاش اور تحقیقات کا
مادہ مذہب کی فطرت ہے جسکے علم بردار رہنما۔ صوفی۔ زاہد۔ گوشہ نشین ہین جیسے
فن فلسفہ۔ اور علم۔ مین ابتدا ایک غیر معین یا مجہول بنیاد ہوتی ہے اور
انسان یہ چاہتا ہے کہ اس مجہول کو معروف کرون۔ یہ خیال مجہول کو معروف
کرنے کا تمدنی انسان ہین ترقی کی حالت مین ہوتا ہے۔ اور وحشی مین ٹھہرا
ہوتا ہے۔ اور وہ تجربہ سے پختہ ہوجاتا ہے۔ یہ وہ خیال ہے جسے فطرت
مذہب یا نامعلوم شئے پر غور کرنے کا مادہ کہنا چاہیئے جسطرح جسے شاعری
یا موسیقی کے آغاز مین اوس فن کے خیالات نشو نما ہونے مین اسیطرح سے
جس مین قدرتی خاص مادہ نامعلوم شئے کے تحقیقات کرنے کا ہوتا ہے۔

وہ بڑہتا جاتا ہے اور اوس مین خاص کیفیت اوسکو معلوم ہوتی ہے اور اپنے معلومات سے دوسرونکو موثر کرتا ہے۔

تمدن کے چار ارکان ہین۔

۱۔ معاشرت۔

۲۔ مذہب۔

۳۔ سلطنت۔

۴۔ علم۔

انہین سے پہلے تین کے اصول اور قواعد کا انسان پابند مقلد اور مطیع ہوتا ہے اور چوتہے کا عامل ہوتا ہے۔ یعنی پہلے تین کا خادم بنتا ہے۔ انہین معاشرت اور سلطنت کے خادم ہونیکے اسباب ظاہر ہین مگر مذہب مین تو ظاہری سبب کچہہ بہی نہین اوسکا خادم کیون بنا۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ سوا مذہب کے اور سب مین باہم داد ستد اور تنفاع ہے جس سے مضبوط اور مستحکم سلسلہ بقا اور قیام کا ہے۔ مگر مذہب مین کوئی بین اور بدیہی سلسلہ معاوضہ اور انتفاع کا نہین ہے جس سے مذہب کے بقا کو قوت ہوتا ہم انسانی تمدن کے ساتہ ساتہ ابتدا سے بہت قوت اور اثر کے ساتہ چل رہا ہے۔ اگر اسکی گہری جڑ انسان کی فطرت مین نہوتی تو اتنی پایداری محال تہی۔

ایک کرشمہ اس مین یہ ہے کہ باوصف عدم معاوضہ اور انتفاع کے انسان کے دل اور دماغ پر ایسا محیط ہے کہ موت کی تکلیف شدید کا خوف بہی اسکو

متزلزل نہین کرسکتا ۔ بلکہ اوسکے جوش مین اکثر خود ممالک مین گھس پڑتا ہے
اتباع ۔ اور ممالک ۔ سے بے خطر ہونا ہی اسکا بڑا وصف نہین ہے بلکہ اِس
مین کمال یہ ہے کہ اصلی محبت کا وجود اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی بے
معاوضہ شے اور اوسکے لئے انسان مال ۔ جان ۔ آبرو ۔ تصدق کر دیتا ہے
یہی جذبہ محبت ہے جو حقیقت کی طرف لیجاتا ہے ۔ واقعی یہ ہے کہ اگر
مذہب محض واہمہ ہوتا تو فدایانہ محبت جو انسان اور خیالی معبود کو ایک
کر دیتی ہے اور انسان اپنی خودی کو بھول جاتا ہے تو یہ جذبہ کبھی ایسی
ترقی نہ کرتا ۔ اور نہ تمدن مین اتحاد اور تسلسل قایم ہوتا ۔ اس سے زیادہ
اور کیا ثبوت فطرتی ہونے کا مل سکتا ہے ۔

بہ لحاظ تسلسل قدامت ۔ اور نیز اس وجہ سے کہ نوع انسان مین یہ
موجود ہے اور بغیر معاوضہ اس مین فدایانہ محبت پائی جاتی ہے اسکے
فطرتی ہونے مین کلام نہین ہوسکتا ۔

احتیاج مذہب کے ہونے کا علانیہ ثبوت یہ ہے کہ تمدن کی روح
یہی ہے ۔ قوم معاشرت سلطنت ۔ کے اصولون کا قیام اسی سے ہے
اور علوم کی تحقیقات کے لئے مذہب کی فطرت نے جیسے نامعلوم قدرت
کی تلاش کرنا چاہیے ہم نے انسانی عقل کو روشن کر دیا ہے ۔
اور مذہب ایک ایسی مستقل قوت ہے جس سے قومی روح قایم
ہوتی ہے اور انسان کو ایک مضبوط سہارا ملتا ہے جسکی وجہ سے
انسان تمام کائنات کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے ۔

بعض کوتہ نظر جو مذہب کو اوہام پرستی کہتے ہین وہ یہ نہین سوچتے
کہ قدیم متمدن قومین جنمین باہم ذرائع آمد و رفت کے نہتے وہان
مذہبی رہنما اور مذہبی اقوال کیون مقبول ہوتے رہے اور وہم کی
مقبولیت عام دنیا مین کیون ہوتی ہے۔ خواہ اسکو وہم کہے خواہ اسکو
خبط سے منسوب کیجے یہ ایک عام فطرت نوع انسان مین پائی جاتی ہے
اور اس سے انسان کو بے انتہا فائدہ پہونچتا رہا ہے اس سے چشم
پوشی نکرنا چاہیئے۔
ان معترضون نے اوہام پرستی کہکر سکوت اختیار نہین کیا بلکہ بانئ مذہب
کی پاک زندگی ' مجنونانہ حالت سے تعبیر کی ہے اور الہامی کیفیت کو
دماغی عارضہ قرار دیا ہے تمام دنیا کی رہنماؤن مین جب یہ عارضہ موجود
تھا اور متمدن قومون نے اونکی تقلید کی تو یہ عارضہ رہنماؤن کی فطرت
مذہب موسوم ہونا چاہیے۔ اور متواتر رہنماؤن کے ظہور کے وقت
جوش اور ولولہ پیدا ہونا بھی فطرت کا ثبوت ہے۔

نمبر ۱۳

مذہب کی صحت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے

مذہب کی صداقت کا معیار دریافت کرنا باہمی الہامی مذاہب کا مقابلہ کرنا اور ان مین کسی ایک کو سچا سمجھنا اور دوسرون کو رد کرنا یہ انسان کا تو کام نہین۔ جہان حس و ادراک کام کر سکے وہان انسان اپنی عقل دوڑا سکتا ہے۔ تاہم واقعات سے جو کیفیت ظاہر ہوتی ہے وہ بیان کیجاتی ہے۔ اِس سے ہر ایک اندازہ کر سکیگا کہ معیار صداقت کیا ہونی چاہیے۔ دنیا مین تین بڑے سلسلہ مذاہب کے اس وقت تک موجود ہین۔

۱۔ مذہب اہل کتاب یعنی یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان۔

۲۔ مذہب اہل کتاب زردشت۔

۳۔ بودھ۔

ان تینون سلسلون مین یہ اصول مشترک ہے کہ ہر رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق کو رد نہین کرتا بلکہ تصدیق کرتا ہے اور اپنی رسالت کے ادعا کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ مین اپنے ماسبق ہادی کے مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون۔ اس سے رہنما مذہب اور اصول مذہب دونون کی صداقت تسلیم ہوتی ہے۔ یہی حضرت عیسی نے کہا کہ مین شریعت موسوی کو زندہ کرنے آیا ہون۔ یہی زردشت نے کہا کہ مین مذہب مہ آباد کو تازہ کرنے آیا ہون۔

یہی گوتم نے کہا کہ مین اپنے تین ماسبق جینی بودہ کا مقلد ہون ۔
اب سلسلہ کے رہنماؤن کے باہم تو کوئی حجت باقی نہین رہی کیونکہ ہر سلسلہ کے رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق رہنماؤن کی صداقت کے شاہد ہین اور اپنے سلسلہ کے ماسبق مذاہب کو مسترد نہین کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اُس کو تازہ کرنے کو آئے ہین اب جو کچھہ اختلاف ہے وہ ایک سلسلہ کا دوسرے سلسلہ سے یا ایک قوم کے مذہب کا دوسری قوم کے مذہب سے ہے ۔ اسکی بابت ہر سلسلہ کے رہنما کے اقوال کا مقابلہ کرنا ہے کہ ایک نے دوسرے کو کیا کہا یعنی یہ کہ یہودی اپنے وقت مین ۔ زردشت اور گوتم کی بابت کیا کہتے رہے ۔ اگر یہ کہا جاے کہ حضرت موسیٰ صرف بنی اسرائیل کے رہنما تھے تو اسوقت زردشت اور جینی مذہب کے رہنما پرسرام یا گوتم کا مقابلہ رہے گا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زردشت نے چین یا بودہ مذہب کے مخالف جنگ کی جو اوسوقت وسط ایشیا مین پھیلا ہوا تھا ۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ زردشت نے موجودہ جین یا بودہ مذہب کو تسلیم نہین کیا اور ہر مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اور کثرت روایات سے اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور اصلیت مذہبی تاریکی مین پڑجاتی ہے ۔ یہانتک کہ ایک ہی سلسلہ مین نئے رہنما کی ضرورت پڑتی ہے اور اوسکا انتظار رہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی آمد کا انتظار تھا اور اونہون نے اگر موسوی مذہب کی اصلاح کی ۔ اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ زردشت نے جین مذہب سے مقابلہ کیا

تو اوسکی غرض موجوده جین مذہب کی خرابی دور کرنے کی تہی - نہ کہ اصلی جین مذہب کی مخالفت مقصود تہی - زردشت جسوقت ظاہر ہوا ہے اوسوقت گوتم پیدا نہین ہوا تہا - اُس زمانہ مین جینی مذہب ایشیا کے مشرق مین جاری تہا - زردشت کا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسے کے قرار دیا جاتا ہے - اوسوقت یہودی مذہب زندہ تہا - اُس مذہب سے چہیڑ چہاڑ زردشت نے نہین کی -

اسلئے یہ سمجہنا چاہیے کہ زردشت نے ایشیا کے شرقی حصہ کے مذہب (یعنی جینی) سے اختلاف کیا - غربی ایشیا مین دست اندازی نہین کی یعنی یہود کے مذہب کو اپنی حالت پر چہوڑا - زردشت سے تین سو برس بعد گوتم پیدا ہوا - اوسنے جینی مذہب کو زندہ کیا - زردشتی مذہب سے مواخذہ نہین کیا - گوتم سے چار سو برس بعد حضرت عیسے مبعوث ہوے اُنہون نے یہودی مذہب کی اصلاح کی اور کسی سلسلہ کے مذاہب کو نہین چہیڑا -

حضرت عیسے سے چہہ سو برس بعد ہمارے حضرت مبعوث ہوے اُنہون نے تینون سلسلون یعنی دنیا کے مذاہب کی اصلاح کا دعوے کیا اپنی حیات مین مصر - روم - ایران - مین سفارتین بہیجین - اور چین مین سفارت گئی جسکا ذکر ہم حضرت کی حیات کے ذیل مین کر چکے ہین -

ان حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلسلہ کے رہنما نے اپنے موجوده وقت کے مذہب کو تسلیم نہین کیا - یہ کہین معلوم نہین ہوتا کہ

دوسرے سلسلہ کے رہنما کو جعلی یا فرضی تبلایا ہو - یہ اصلی واقعات ہین جو ظاہر کیئے گیئے - ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک الہامی مذہب دوسرے کی اصلاح کے لئے پیدا ہوا رہنماؤن مین باہم معاوضہ نہین ہوا - نہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے ہر سلسلہ مین ایک ہی وقت مین رہنما جدا جدا ظاہر ہوسے ہون جس سے اختلاف کی صورت پیدا ہو -
تینون سلسلون مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے ہین زردشتی مذہب مین سات سو برس قبل عیسےٰ زردشت ہوا - اسکے بعد کوئی رہنما نہین ہوا اور بودھ کے سلسلہ مین گوتم کے بعد سے کوئی رہنما نہین ہوا جسکو قریب چوبیس سو سال کے ہوسے - اور مذہب اہل کتاب مین دو ہزار برس ہوسے کہ حضرت عیسیٰ ہوسے یہ صرف بنی اسرائیل کے لئے تھے - ان کے بعد ۱۳ سو برس ہوسے کہ حضرت رسالتماب کا ظہور ہوا - انکا ادعا مذہب تمام دنیا کے لیئے ہی -
میرے نزدیک کوئی صاحب رائے اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ ان تینون سلسلون مین ایک قدرتی امر انکی صداقت کے لئے موجود ہے یعنی یہ کہ ہر سلسلہ مین یہ بات پائی جاتی ہے کہ آخر رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق کے رہنما کی صداقت کی گواہی دیتا ہے اور اپنا ادعا یہ کرتا ہے کہ مین مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون چینی - ایرانی - شامی - رہنما - کی زبان سے ایک ہی بات نکلنا سب سلسلون کی صداقت کی قدرتی دلیل ہے اور ایک ہی وقت مین تینون سلسلون مین رہنما کا نہ ظاہر ہونا

یہ ہی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ تینوں سلسلوں مین توحید مختلف طریقہ سے ظاہر ہوی ہے اور ایک ہی وقت مین تین طریقہ سے توحید کا ظاہر ہونا آبری قانون قدرت کی ہے سبکے بعد دیگرے ظاہر ہونا کل جدید لذید کی کیفیت ہے اب حس ادراک سے صداقت کی جانچ کیجیے۔

سر سید نے جو صداقت مذہب کے معیار اپنے لکچر مین بیان کی ہے وہ بجنسہ اس جگہ درج کیا جاتا ہے اسکے بعد اوسکا حسن و قبح آخر مین جانچا جائیگا

انتخاب از لکچر اسلام سر سید احمد خان ۱۸۸۴ء

ہم مذہب کی صداقت پہنچانے کے لیئے ایک ایسی معیار پیدا کرین اور ایسی کسوٹی قائم کرین جو سب مذہبوں سے یکسان نسبت رکھتی ہو اور جسسے ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو سچا ثابت کر سکین۔

اے کوئی شخص لا مذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہے یا خدا نے اوسکو ایسی قوا سے مرکب پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لایق ہے اور کسی کے نہ کرنے کے لایق ہے اور اس لیئے حالت زندگی مین اوسکو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہیے جس سے اوسکے قوائے بیرونی و اندرونی وہ کام دین جسکے لیئے اونکا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین اونکی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صداقت دلیل ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے

اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے جو انسان مین ہین اور اون حقوق کے جو اون قوا سے انسان کے لئے پائے جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے سے باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے کیونکہ ہر شخص غالباً اس بات کو قبول کریگا کہ مذہب انسان کے لئے بنایا گیا ہے اور اگر اوسکو اولٹ دو اور یون کہو کہ انسان مذہب کے لئے بنایا گیا تو بھی متحد نتیجہ پیدا ہوتا ہے

۲- پس مین نے مذہب کی صداقت دریافت کرنے کے لئے اور مذہب اسلام کے صداقت کی جانچ کے لئے بھی یہ اصول قرار دیا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہین جو انسان مین بنائی گئی ہے یا انسان مین موجود ہے اور مجکو یقین ہوا ہے کہ اسلام اوس فطرت کے مطابق ہے اور اس معیار کے قائم کرنے کے بعد مین نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت کے مطابق ہے اور اسلئے مین نے کہا کہ الاسلام ہو الفطرۃ والفطرت ہو الاسلام بہت ٹھیک مسئلہ ہے مگر افسوس ہے اون لوگون پر کہ جنہون نے وانستہ فطرتی یا نیچری ہونیکا دوسرے معنون مین مجھ پر الزام لگایا ہے -

۳- آپ لوگون نے مجھسے چاہا ہے کہ مین بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے اوسکے جواب مین مین کہتا ہون کہ وہ چیز جسپر یقین کرنے سے کوئی شخص مسلم یا مسلمان کہا جا سکتا ہے وہ خدا کی توحید ہے جو شخص خدا کو برحق جانتا ہے اور اوسکی توحید پر یقین رکھتا ہے وہ مسلم یا مسلمان ہے یہی رکن اول اور رکن

اعظم اسلام کا ہے اور باقی ارکان اوسکے تحت ہین اور اوسکے ساتہ اسطرح
ملے ہوئے ہین جیسے کہ کسی خالص دوا کی معجون ہو اور اوسکے ساتہ اور اجزا
بہی ملے ہوئے ہون ۔ خدا کو واحد مطلق اور خالق تمام چیزون کا جاننا اور
سمجہنا نہ صرف جاننا اور سمجہنا بلکہ اوسپر یقین ہونا اسلام ہے اور جو اوسکو
یقین کرے وہ مسلم ہے ۔ خدا تعالے نے قران مجید مین یہود و نصاری
کی تکرار کا ذکر فرما کر فرمایا ۔ ،، بلی من اسلم وجہہ اللہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ
یعنی جسنے خدا پر یقین کیا اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور نیک کام کیا ہو
تو اوسکا اجر اوسکے خدا کے پاس ہے ۔ خدا نے اہل کتاب سے اور
کچہہ نہین چاہا بجز اسکے کہ خدا کی توحید مانین اور اوسی کی عبادت کرین ۔
جہان فرمایا ۔ ،، یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد
الا اللہ ،، اور ایک جگہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا میری
نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت خدا کے لئے ہی
اور اوسکے بعد فرمایا ۔ ،، انا اول المسلمین ،، اسمعیل و ابراہیم نے یہ دعا
مانگی ۔ ،، ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ،، حضرت
عیسی کے حواریون نے بہی خدا پر ایمان لانے کے بعد کہا کہ ،، اشہد بانا
مسلمون ،، حضرت ابراہیم کو خدا نے کہا ،، اسلم ،، حضرت ابراہیم نے
کہا ،، اسلمت لرب العالمین ،، حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کو نصیحت کی
،، یا بنی ان اللہ اصطفے لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون ،، اور ایک جگہ
خدا نے فرمایا کہ ،، ما کان ابراہیم یہودیا و لا نصرانیا و لکن کان حنیفا مسلما ،،

یعنی ابراہیم نہ یہودی تہا اور نہ نصرانی بلکہ مسلمان تہا۔ پس جو حقیقت اسلام کی خدا نے بتلائی وہ خدا کو ماننا اور اوسپر یقین ہونا ہے۔

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہے۔ موحدین محض کے مخلد فی النار ہونے یا نہ ہونے پر قدیم سے علما مین بحث ہوتی چلی آئی ہے کوئی کہتا ہے مخلد فی النار ہونگے کوئی کہتا ہے کہ بعد عذاب نجات پاینگے۔ اس بحث کو اونہین عالمون کے لئے چھوڑ دو۔ اور ہم کو اپنے حبیب کے اس قول پر رہنے دو۔

۴۔ وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد اور چیزین بہی اسلام کے ساتھ جنکو خدا تعالےٰ نے فرض قرار دیا ہے مثلاً نماز۔ روزہ زکاۃ۔ وغیرہ وغیرہ۔ جسطرح خدا کو اپنی ذات وصفات مین وحدت ہے اوسی طرح رسول کو تبلیغ احکام یا احکام شریعت کے قرار دینے مین وحدت ہے اور کسی کو اسمین شرکت نہین۔

پس جو شخص رسول کے سوا کسی اور شخص کے احکام کو دین کی باتون مین اسطرح پر واجب التعمیل سمجھتا ہے کہ اوسکے برخلاف کرنا گناہ ہے اور اوسی شخص کی تابعداری کو باعث نجات یا ثواب سمجھتا ہے وہ بہی ایک قسم کا شرک کرتا ہے۔ خدا نے یہود اور نصاری دونون کو اسی بات پر ملزم ٹہیرا کر فرمایا۔ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اولیاء من دون اللہ۔ پس اسطرح کی بیجا پیروی اربابًا من دون اللہ تک پہونچا دیتی ہے۔

۵۔ محمدی ہونے کے لئے یا مرادف معنی کے لحاظ سے اسلام کے اندر

مین داخل ہونے کیواسطے رسالت یعنی نبوت کی تصدیق بہی واجب ہے
اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوان یا آزاد خیال والون کو دو
چیزین ہین جو شک مین ڈالتی ہین ایک تصدیق نبوت - دوسرے
وہ مسائل جو اس زمانہ کی حکمت وفلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید
از عقل معلوم ہوتے ہین نبوت کی بحث فطرت کے اصول پر ایک
طولانی بحث ہے اسوقت مین اوسکو چہیڑونگا -

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر چند
باتین بطور خطابات کے جنکو دل قبول کرسکتا ہے بیان کرونگا -
بڑے بڑے فلاسفر جو گذر گئے ہین اور جو اب بہی موجود ہین جنہون نے
علوم مین بہت بڑا درجہ حاصل کیا اور عمدہ عمدہ کتابین تصنیف کی
ہین وہ بہی اصل اسلام کی ہدایتون کو اور اون اصولون کو جن پر
اصل اسلام مبنی ہے لاثانی تسلیم کرتے ہین -

اونکو جانے دو اور خود دیکھو کہ اصل اسلام کے اصول فقہا کے
اجتہادات اور پیچیدہ مسائل کو چہوڑکر جو سیدہے سادے اصول اسلام سے
مناسبت نہین رکہتے کیسے عمدہ اور لاثانی ہین جسنے تمام عمر فلسفہ
اور حکمت وعلوم طبعی اور ایقان کے نیچر کی حقیقت کی تحقیق مین بسر
کی ہو وہ بہی ایسے اصول قائم نہین کرسکتا پس اب کیا میرا یہ کہنا سچا
ہوگا کہ ایک ایسے شخص نے جو ایک ریتیلے اور کنکریلے ملک مین پیدا
ہوا اور جو چہوٹی عمر مین یتیم ہوگیا اور جس نے نہ کسی دارالعلوم مین تعلیم

پائی نہ سقراط بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا نہ کسی اوستاد
کے سامنے تعلیم کو بٹھیا نہ حکما اور فلاسفروں اور پولیٹکل و مارل ٹیچر کے
عالموں کی صحبت اوٹھائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے نا
تربیت یافتہ اور بداخلاق اونٹ چرانے والوں مین بسر کئے۔
چالیس برس تک بجز ایسی قوم کے جو بت پرستی اور باہمی جنگ
جدال مین مبتلا تھی چوری اور زناکاری پر عورت مرد کو فخر تھا اور کسی کو
نہین دیکھتا تھا وہ دفعتاً اپنی تمام قوم کے برخلاف اوٹھا۔ چارون طرف سے
وہ بت پرستی مین گہرا ہوا تھا مگر اوسنے کہا تو یہ کہا کہ ”لا الہ الا اللہ“
اوسنے صرف یہ کہا ہی نہین بلکہ تمام قوم سے بھی جو سیکڑون برس سے
لات و منات و عزی کو پوجتے آتے تھے یہی کہلوا دیا۔
اون تمام بداخلاقیون و مارل عادتون کو تمام قوم سے مٹوا دیا۔ بتون
کو زمین پر گروایا اُنکو توڑوایا اور خدا کے نام اور خدا کی پرستش کو
تمام عرب کے جزیرہ نما مین بلند کیا۔ وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسمعیل کے
بعد سے ہزارون ناپاکیون سے ناپاک ہوگیا تھا پھر اوسکو اوسکی اصلی پاکی
اور دین ابراہیم کی بزرگی تک پہنچا دیا۔ چالیس برس کے بعد کس نے
یہ نور اوسکے دل مین ڈالا جسنے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو
روشن کردیا اوسنے لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے
اخلاق کے لوگون کو بتائے کیا کوئی فلاسفر اس سے زیادہ کچھہ بتا
سکتا ہے جو اوس امی نے بتائے صرف بتائے ہی نہین بلکہ اونہی پاک

دل اور پاک زبان کے اثر سے لوگون کے دلون مین بٹھلا دئے یہ
کام وہ تھا جو نہ کسی فلاسفر سے ہو سکتا نہ کسی سلطان مقتدر سے۔ یہ
کیا چیز اوس یتیم سمجھ مین تھی جسنے نہ جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو
خدائی کا کرشمہ دکھلا دیا۔

اے میرے دوستو۔ کوئی سخت سے سخت دہریہ اور لامذہب
بھی ایسے شخص کو معاذ اللہ نبی نہ مانے گا تو اوسکو یہ ماننا تو ضرور
پڑیگا کہ بعد خدا کے کوئی دوسرا شخص بزرگ ہے تو یہی ہے۔
روحی فداک یا رسول اللہ پس کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو
سمجھ لیگا تو امکان سے خارج ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تصدیق نکرے۔ یہ مختصر الفاظ تصدیق نبوت کے ایسے
شخص کے دل کی تشفی کے لئے جو کچھ بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ مین سمجھتا
ہون کہ بالکل کافی ہین۔

۲۔ قرآن مجید مین جو تیرہ سو برس سے (۱۳۰۰ ہجری) معجزہ یقین کیا جاتا ہے
مین بھی اسکو معجزہ مانتا ہون مگر ہماری قدما نے صرف ایک اوپری دلیل اسکے
معجزہ ہونے کی قرار دی تھی یعنی فصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بھی اسلئے
ہے کہ آجتک کسی بشر سے نہ کسی فصیح بلیغ سے اوسکی ایک یا دس
آیتون کی برابر بھی ویسا فصیح کلام نہین کہا گیا باوجودیکہ اونسے بطور
مقابلہ کے کہا گیا کہ اگر کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ بلا شبہ مین بھی قرآن مجید کو
ایسا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہون اور کیون نہ تسلیم کرون جبکہ مین یقین کرتا

ہون کہ وہ خدا کا کلام اور وحی خدا ہے اوسکے الفاظ وہی ہین جو خدا کی طرف سے رسول کے دل مین ڈالے گئے تھے اور رسول کی زبان سے ہم لوگون تک پہونچے اور مین بھی قبول کرتا ہون کہ آجتک کسی شخص سے مثل اوسکے نہین کہا گیا۔ مگر مین اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہون اور جو الفاظ قرآن مجید مین اس امر کی نسبت آئے ہین اونکا یہ مطلب قرار نہین دیتا ہون اور اگر یہ دلیل ایک دلیل ہونے کی رتبہ مین بھی ہو تو بھی ایسی نہین ہے جو غیر معتقد لوگون کے مقابلہ مین پیش کیجا سکتی ہو اور اونکے دل کو تسلی دیسکتی ہو۔ مین ایک اور دلیل رکھتا ہون جسکو مین اوس دلیل سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہون وہ دلیل کیا ہے وہ ہدایتین انسان کے لئے ہین جو قرآن مجید مین بیان کی گئی ہین کوئی اور ہدایت اوسکی مثل بیشک نہین ہوسکتی۔ مین اوسکو بھی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ قرآن مجید کا سمجھتا ہون۔

۷۔ اب مین اون بعض احکام کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہون جو قرآن مجید مین مذکور ہین۔ مثلاً نماز۔ مین سمجھتا ہون کہ انسان مین جو فطرت خدا نے رکھی ہے اوسکے لحاظ سے نماز کو فرض کیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ معبود کی یاد دلمین رہے اور انسان اوسکو بھول نہ جاوے۔ اپنا دلی نیاز و تنزل اوسکے سامنے ادا کرتا رہے یہی اصلی جزو نماز کا ہے جو خدا نے فرض کیا ہے مگر اسلئے کہ یہ فرض کیونکر ادا ہو اوسکے لئے ارکان مقرر کئے ہین جو حقیقت مین اوسکی اصلی جزو نہین

ہین بلکہ اوسکے محافظ ہین اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہین ہوسکتے اور اسلیئے اصلی جزو مین داخل ہوگئے ہین اور بطور اصلی جزو کے واجب الادا ہوگئے ہین۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف فطرت انسان ہے۔

سر سید کے اِس مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ مذہب کی معیار صداقت یہ ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے موافق ہو
۲۔ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے۔
۳۔ اسلام کیا چیز ہے اِس ضمن مین توحید اور رسالت اوسکے ارکان خیال کئے ہین۔
۴۔ تبلیغ احکام شریعت مین سوائے رسول کے دوسرے کا اتباع شرک فی الرسالت ہے۔
۵۔ تصدیق نبوت کی بحث ملولانی ہے۔ نبوت کی صداقت پر چند باتین بطور خطابیات بیان کی جاتی ہین۔
۶۔ قرآن شریف کی خوبی پر بحث کی ہے۔
۷۔ احکام قرآنی فطرت انسان کے موافق ہے۔

ہر حصہ پر جدا گانہ بحث ہوگی۔ سر سید نے اول دفعہ مین مذہب کی معیار صداقت یہ قرار دی ہے کہ وہ فطرت انسانی کے موافق ہو۔ اور فطرت انسانی کی گو تعریف نہین لکھی مگر اوسکی توضیح ان الفاظ مین کی اگر مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے جو انسان

مین ہین اور اون خصوصی کی جو اون قوا سے انسان کیلئے پائے جاتے ہین
اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے سے
باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بھیجا ہوا ہے جسنے انسان کو بنایا۔ اگر عام طور سے اس مضمون کا نتیجہ
نکالا جائے تو جن مذہبون مین رہبانیت۔ تجرد۔ یا کسے عضو کا بیکار
کر دینا۔ یا محنت شاقہ کرنا جسکا انسان متحمل نہو۔ یہ امور جائز ہین وہ اس
معیار سے خارج ہو جائینگے۔ اور یہان تک یہ اصول ٹھیک ہوگا۔
مگر جب انسان کی فطرت۔ خلقت۔ قوا رسے خاص بحث کیجائیگی تو اوقت
یہ مشکل پیش آئیگی کہ وحشی۔ اور تعلیم یافتہ کی فطرت خلقت۔ قوا رمین بہت
فرق ظاہر ہوگا۔ علاوہ اسکے ہر اسم ملک اور موسم کا اختلاف بھی ان
تینون مین امتیاز پیدا کر دیتا ہے ایسے وقت مین مذہب کی مناسبت
مختلف فطرت۔ خلقت۔ قوا رسے کیسے باقی رہسکتی ہے۔ اور کیسے
موازنہ ہوسکتا ہے۔
البتہ اگر اس بات پر زور دیا جائے کہ جو مذہبی احکام ہین وہ ہر ملک ہر
موسم۔ وحشی۔ تعلیم یافتہ۔ کے لئے مناسب ہین۔ اور ملک۔ موسم
تعلیم۔ جہل۔ کی موافقت یا ناموافقت کا کچھ خیال نہ کرنا چاہئے تو اوسوقت
یہ قاعدہ معیار مذہب۔ اور فطرت کی مطابقت کا ٹوٹ جائیگا۔ مگر حقیقت
یہ ہے کہ مذہب ایک قسم کی تعلیم ہے اور اوس سے انسانی فطرت
خلقت۔ قوا۔ کی بقا اور اصلاح مقصود ہے۔ یہ معلم انسان کے اخلاق

اداب معاشرت کا ہے ۔

میری راے مین سرسید کا خیال اگر بالفعل اور فوری موازنہ کرنے مذہب اور فطرت کا ہے تو صحیح نہین ہے بلکہ اگر مقصود اونکا امتحان مذہب اور فطرت کا ہے تو بیشک صحیح ہے یعنی یہ کہ جو مذہب امتحان مین مغرب فطرت ثابت ہو وہ غلط ہے اور جو مصلح ثابت ہو وہ سچا ہے ۔

تجویز دویم یہ ہے کہ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے

اس امر کی بابتہ سرسید نے وجوہ پیش نہین کئے نمبر ۲ مین توحید اور رسالت کا مجمل ذکر کیا ہے ۔ نمبر ۳ مین تبلیغ احکام شریعت کو رسول پر محدود کیا ہے نمبر ۵ مین رسول کی صداقت خطابیات سے ثابت ۔ نمبر ۶ ۔ ۷ ۔ مین قرآن کی خوبیان اور اوسکا فطرت انسان کے موافق ہونا ثابت کیا ہے ان سب کو ملا کر اگر غور کیجئے تو سرسید کی تجویز کے بموجب اسلام فطرت انسان کے موافق ہے ۔ مین اپنے آپ کو اس قابل نہین سمجھتا کہ سرسید کی راے کی اصلاح یا ترمیم کرون مگر اوسکی توضیح اور تفسیر کرنا چاہتا ہون ۔

نمبر ۲ ۔ کی بابت میری یہ راے کہ اسلام ہر قسم کی فطرت کا مصلح ثابت ہوا ۔ کل جزیرہ نما عرب رسالت سے قبل وحشیانہ حالت مین تہا ۔ اوسکی اصلاح کی قمار بازی مین قوم مبتلا تہی وہ اوس سے چہوڑ وائی اور اوسکو قبیح سمجہنے لگے ۔ شراب خواری وباے عام کی طرح پہیلی ہوئی تہی اوسکو محض متروک ہی نہین کرایا بلکہ دلی نفرت اوس سے قوم کے لوگون مین پیدا کردی ۔ دختر کشی مثا دی ۔ اور فحش اور زنا کو بند کر کے انہین مظلوم

بیٹیون کو مار ہی جاتی تہین اور جو فاحشہ بنی ہوئی تہین اونکو محترم بیبیان بنایا - غلامونکو جنکی حالت بار برداری کے جانورون سے بدتر تہی اونکے حقوق قائم کیے اور اونکی آزادی کی ترغیب دی - اوامر نواہی کا ایک قانون دیا جسنے وحشی عرب کو مہذب انسان بنا دیا - اور بقول ایک یورپین مورخ کے انسانی قربانی کی جگہ نماز اور سجدہ اور خیرات کی تعلیم دی -

ایشیا - افریقہ - جزائر - یورپ - مین یہی ایک قانون قدرت تہا جو سب درجہ کے لئے مناسب تہا - اسوقت تک مہذب یورپ امریکہ - اپنی حالت کے مناسب سمجھتے ہین اور قبول کرتے جاتے ہین - خطابات کا حصہ سرسید کا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے - اسکے بعد کون صداقت نبوت مین کلام کرسکتا ہے کہ ایک اُمی شخص نے کس خوبی سے قومی اصلاح کی اور اوسکا نتیجہ بہی دیکھہ لیا کہ ایک بت پرست قمار باز - شراب خوار - عیاش قوم کو جو بیشمار فرقون مین منقسم تہی وہ ایک متحدہ قوم بن گئی اور تمام عیوب سے پاک ہو گئی یہ سب کچہہ ۲۳ برس کے ایک تن واحد کی محنت کا نتیجہ تہا - اور اسی قوم نے تمام دنیا کی قومون مین ایک نئی روح پہونک دی - اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰ کرور انسان یعنی ۱/۵ حصہ دنیا کی آبادی کا ایک رنگ مین رنگا ہوا ہے - اور ایک مختصر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اوسکے پورے مذہب کا خلاصہ ہے -

کلام آلہی کی بے انتہا خوبیون مین سے ایک خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے کہ نفس طبیع کی اصلاح کسطرح کی۔

فطرتی اصلاح کے درجہ قانون قدرت (کلام آلہی) مین اسطرح ہین اول درجہ طبعی یا فطرتی ہے۔ جسے نفس امارہ کہتے ہین۔ بانیٔ مذہب کا اخلاقی اثر پڑنے سے وہی فطرت نفس لوامہ کا رنگ پکڑتی ہے اور تیسرے قلبی روحانی ہے اوس سے نفس لوامہ کو نفس مطمئنہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ ان فطرتون کو آریہ مذہب والے تموگن۔ رجوگن۔ ستوگن۔ کہتے ہین یہی اصلاح مذہب اسلام نے کی میری رائے یہ ہے کہ مذہب کی صداقت کا ثبوت نتیجہ بانیٔ مذہب کی سعی کا دیکھنا ہے کہ کیسا ہوا۔ جسکو سر سید نے خطابیات نمبر ۹ کے ذیل مین بیان کیا ہے۔

دوسرا ثبوت رہنما کے حالات زندگی۔ اور تیسرا نفس مذہب کا جانچ کرنا ہے۔ یہ سب ملاکر صحت مذہب کا ثبوت ہوسکتا ہے دراصل معیار صداقت کی بحث مناظرہ کی راہ کھولتی ہے۔ معیار صداقت کے اصول کوئی صاحب مذہب ایسے قائم نہین کرسکتا کہ مخالف جواب نہ دے سکے۔ البتہ ایک محقق ان تینون امور سے جو اوپر ذکر ہوئے ہین نتیجہ نکال سکتا ہے اور وہ قابل لحاظ ہوسکتا ہے۔ اور علاوہ اسکے تینون سلسلہ مذاہب سے کچھ کچھ استنباط صداقت کا ہو سکتا ہے۔

نمبر ۱۴

ہر سلسلہ مین برابر قدیم سے تغیر تبدل ہمہ کا جاری رہا۔
اور آخر کو ایک ہمہ عام ہونا۔ آیا انقلاب فطرت مین داخل ہے

تمام کائنات جو محسوس ہوتی ہے اوس پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انقلاب ہی اعلیٰ صفت اس دنیا کی ہے۔ اور تنوع اور ترقی کا باعث ہے۔ یہ انقلاب ہمیشہ بیرونی اثر سے ہوتا ہے۔ یا کہنا چاہیے کہ دو چیزون کے باہمی اتصال سے نئی صورت پیدا ہوتی ہے پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تواتر انقلاب کے بعد قیام اور استقلال کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوام کی شکل عادتاً پائی جاتی ہے انقلاب۔ اور دوام۔ دونون صورتون مین اصل حقیقت معدوم نہین ہوتی کثرت۔ اور وحدت۔ دونون کا جلوہ نظر پڑتا ہے۔

انقلاب اور دوام طبعیات۔ اور معقولات دونون مین جہانتک قدرتی امور کا دخل ہے پایا جاتا ہے۔ مذہب بھی اسی قانون قدرتی کا پابند ہے۔

مذہب کی صورت بوجہ اختلاف معاشرت۔ زبان۔ قوم ملک کی بدلتی رہتی ہے۔ اور اسی وجہ سے تین سلسلہ مذہب (مندرجہ نمبر ۱۳) کے دنیا مین پیدا ہوتے ہین۔ اور ہر سلسلہ مین رہنما نئے آتے رہے ہین۔ مگر باوصف تجدید مذہب ہر سلسلہ کے رہنما یہی کہتے رہے کہ ہم نیا مذہب نہین لائے۔ پرانے کو تازہ کرنے آئے ہین۔

اگرچہ ظاہری صورت ایک سلسلہ کے قدیم اور جدید مین کچہ کچہ فرق ضرور نظر آتا ہے مگر یہ تغیر زیادہ تر اسوجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اصل مذہب رہنما کے بعد جماعت کے ہاتہ مین پڑجاتا ہے۔ اور مختلف رائین اور حالات مذہب مین داخل ہوجاتے ہین اور مذہب ایک مجموعہ الہامی۔ اور انسانی۔ ترکیب کا ہوجاتا ہے۔ اور اس عرصہ مین تمدن بہی نیا رنگ پکڑلیتا ہے۔ ان اسباب سے مذہب جدید خواہ مخواہ نئی صورت مین پیش ہوتا ہے۔ قدیم صورت اگر پہر اختیار کیجاتی تو جوش اور ولولہ پیدا نہین ہوتا۔ علاوہ اسکے مجموعہ الہامی۔ انسانی۔ کی ترکیب بدلنا گویا نیا مذہب بنانا ہے اور اور پہر آپس مین ضد اور اختلاف پڑہتا ہے۔ یہ اصلی سبب قدرت کے نئے رنگ مین نشو و نما ہونے کا ہے۔ یہی فطرت تمام کائنات مین ہے اور یہی مذہب کے تغیر کا باعث ہے۔

مضامین سابق (نمبر ۱ - ۱۳) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا کے تین حصہ مذہب نے کردئے تہے۔ شرقی بودہ یا جینی مذہب۔ وسطی آریہ ویدی مذہب مغربی۔ مذہب اہل کتاب۔ اور ان تینون سلسلون مین سے ہر سلسلہ مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے مگر ہر سلسلہ کے رہنماؤ کے حدود ارضی قریب قریب مثل سابق کے رہے یعنی قدیم رہے۔ خیال غالب تہا ورنہوا۔ باعث یہ تہا کہ ذریعہ آمد و رفت دشوار گذار تہے اسلئے دوسرے سلسلہ کی حد مین کم دست اندازی ہوتی تہی

دوسری وجہ یہ تھی کہ قدیم رہنماؤن مین سے کسی نے ادعا رعام عملاً نوع انسان کے لئے رہبر ہونے کا نہین کیا اسلئے حدود ارضی مذہب کی کم بدلتی رہی۔

قریب قریب پانچ چھ ہزار برس تک ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کا ظہور بغرض اصلاح مذہب کے ہوتا رہا ہے۔ شرقی سلسلہ مین چوبیس سو برس سے رہنما جدید کا مبعوث ہونا بند ہوا۔ آخری رہنما گوتم بودہ تھا۔ وسطی سلسلہ زردشتی مین ستائیس سو برس سے جدید رہنما کا ظہور نہین ہوا۔ غربی سلسلہ مین دو ہزار برس حضرت عیسیٰ کو ہوئے۔ ہر سلسلہ مین توحید کا اظہار الگ الگ ڈہنگ سے ہوا۔ شرقی مین خدا۔ انسان۔ کائنات۔ کو ایک قبول کیا۔ اور وحدت الوجود کا اظہار کیا۔ اور اوسکا نام بودہ یا عقل کل رکہا۔ اور انسان نفس کشی اور تصور سے ترقی کرکے خدا سے واصل ہوتا ہے۔

وسطی مین خدا۔ انسان۔ رب النوع۔ جنکے ہاتھ مین نظام کائنات ہے جدا جدا اور درجہ بدرجہ ہین۔ انسان۔ رب النوع کے وساطت سے خدا تک پہونچتا ہے۔

غربی مین خالق۔ مخلوق۔ بالکل جدا ہین۔ مخلوق مین انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس مین رہنماؤن کو خالق نے اپنی خاص نشانی مثل عصار موسوی۔ شان مسیحائی امتیاز کے لئے عطا کی۔ ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کے بعد شرک پیدا ہوا۔ شرقی مین رہنما کو الوہیت کا درجہ دیا گیا۔

وسطی مین خود رب النوع کی پرستش ہونے لگی - عربی مین خدا کی
کی تجربی خاص نشانی کی وجہ سے ہوے اور تثلیث قائم ہوئی جب
تینون سلسلون مین توحید اسطرح ابتر ہوگئی اور شرک عام ہوگیا
اوسوقت عربی سلسلہ مین رہنما کا ظہور ہوا جسکو ابتک تیرہ سو برس
ہوئے - اور حضرت عیسیٰ کے بعد سات سو برس ہوے - پہلے
رہنما اپنے سلسلہ کی صداقت کرتے چلے آتے تھے - اس آخر
رہنما نے سب قوموں کے ہادیوں کی صداقت خدا کے کلام سے کی -

۱ - لکل قوم ہاد -

۲ - وان من امتہ الا خلا فیہا نذیر

۳ - قولوا امنا باللہ - وما انزل الینا - وما انزل الی ابراہیم - و
اسمعیل و اسحق - و یعقوب والاسباط - وما اوتی موسےٰ - وعیسیٰ
وما اوتی النبیون من ربہم - لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون -
اس صداقت عامہ کے ساتھ یہ ادعا کیا کہ یہ رسالت تمام دنیا کے
لئے دوام کو ہے - اور اسکے بعد اختتام رسالت ہے - ہر
ذی ہوش خیال کرسکتا ہے کہ بعد مختلف قومی تعلیم مذہب کے اور
اسکے ایک قسم کی ابتری پیدا ہونے سے قدرتًا یہ ضروری اور لازمی تھی
کہ اب تعلیم مذہبی یکسان ہو - اور چونکہ شرک تینون سلسلہ مین پیدا ہوا
باوصف اسکے کہ تینون مین طریقہ توحید کے مختلف تھے اب اصلاح
شرک کی واجب ہوئی - اب سب اسباب پر غور کرنے سے

اب ایک ہی رہنما دنیا کی قوموں کے لئے ہونا چاہیئے۔ علاوہ اسکے تمدن یورپ کا میلان کل بنی نوع انسان کے متحد کرنے کا ہے اور یہی مدعا مذہب کا ہے کہ وہ بھی انسان کے لئے یکسان ہو۔ آخر رہنما کی کتاب مقدس بھی یہی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ قانون سب قسم کے انسانون کی ضرورتون کے خیال سے بنایا گیا ہے۔ اور اس مین دیگر کتب مقدس مین خاص قانون اور عام قانون ہونیکا فرق ہے۔ اسکی چند مثالین ہر قسم کی یہان درج کیجاتی ہین اون سے اس کے عام قانون ہونیکی تائید ہوگی۔

۱۔ توحید کے ذہن نشین کرنے اور شرک کے مٹانے کا اہم مقصد اس کتاب مقدس کا ہے اور اوسکا اظہار ایسے طریقہ عام فہم سے کیا گیا ہے کہ سب کی سمجھ مین آسکے۔ اور مختلف حصہ دنیا مین شایع ہونا خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ عام فہم ہے۔

۲۔ مسئلہ تعدد ازدواج۔ و ازدواج واحد۔ کس خوبی سے ہر قوم اور ملک کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے۔

گرم ممالک جہان پہلے سے دستور تعدد ازدواج جاری تہا۔ وہان مرد اور عورت دونون کے طبیعتین عادی ہوگئی تہین وہان عدل ممکن تہا اسلئے وہان تعدد جائز کیا گیا۔ سرد ممالک مثل یورپ جہان ازدواج واحد کا قاعدہ تہا وہان کے باشندے اسی کے عادی تہے وہان تعدد ازدواج مین عدل ہونا غیر ممکن تہا اسلئے وہان ایک ہی جائز ہونا

الہامی مذہب مین انسانی خیالات جب مخلوط ہوجاتے ہین تو وہ گندہ ہوجاتا ہے وہ قابل استعمال نہین رہتا۔ از سرنو تجدید مذہب کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی عمل کے قابل ہوتا ہے۔

نمبر ۱۵

مذہب سے انسان کو کیا نفع پہونچا

مذہب انسانی معاشرت کی پشت پناہ ہے۔ مذہب اگر نہوتا تو انسان مین بیم رجا کے مادہ کو کبھی تقویت اندرونی نہوتی اور نہ اعتدال انسانی حالت مین پیدا ہوتا۔ نہ خواص کو عوام کی تکلیف رسانی سے کبھی تنبہ ہوتا۔ نہ عوام کی طبیعتین شور و شر سے باز رہتین۔ نہ مختلف رنگ اور نہ مختلف مزاج۔ نہ مختلف ملک کے اقوام مین قوت اجتماعیہ پیدا ہوتی۔ اگر مذہب نہوتا تو کبھی اتحاد قومی نہ قائم رہتا۔ نہ تمدنی حالت استقلال ہوتا۔ ملکی سخت قواعد تہدید و غضب کے فی نفسہ انتظام قائم رکھنے کے لئے کبھی کافی نہوتے۔ اگر بادشاہ مین محافظ دین یا حامی دین ہونے کا پرتو نہ داخل ہوتا۔ اور نہ کبھی ہمدردی رعایا اور بادشاہ مین ہوتی۔ تمام دنیا کے علوم کی نہ کبھی ایجاد ہوتی اور نہ ترقی ہوتی اگر مذہب انسانی دماغ کو روشن نہ کرتا۔ تصور خدا کا ایسا فلسفانہ طریقہ ہے کہ جسکو یہ رتبہ ہوا اوسکی فطرت مین ایک جامعیت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور اسی سے عالم بن جاتا ہے (جیسا کہ آخیر ہمنا

کی کیفیت ہو لے) اور بالطبع انسانی ہمدردی اوسکو ہوتی ہے
اور اسوجہ سے عمدہ اخلاق اور معاشرت کے قواعد کا وہ رہنما
ہوتا ہے۔

مذہب انسان اور انسانی معاشرت کی روح ہے اگر مذہب نہوتا
تو انسان کی کبھی جماعت متحد نہ ہوتی۔

بعض ناانصاف انگریزی وجرمنی فلسفی مذہب پر بہتان وغابازی کا
لگاتے ہین۔ اور اونکا یہ بھی خیال ہے کہ مذہب سے بجز سفاکی اور
ظلم کے اور کسی امر کی ترقی نہین ہوی۔ بالخصوص مذہب وحدانیت
کو سب سے زیادہ ظالم اور جابر کہتے ہین۔

یہ امر صحیح ہے کہ مذہب اہل کتاب خصوصاً اسلام کی اشاعت مین خونریز
جنگین واقع ہوئین۔ مگر نتیجہ دنیاوی اوسکا دیکھنا چاہیے کہ اچھا ہوا یا
بُرا آغاز اسلام کے وقت۔

یورپ ایشیا۔ افریقہ۔ کیسے تنزل کی حالت مین تھا۔ کتاب انگریزی
مسمی بہ افسانۂ قوم سے خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔
شام۔ مصر۔ یونان۔ مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی چھٹی صدی کی
نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور رومیون کا یہ حال تھا کہ اونکی یہان
خواجہ سرا۔ غلام۔ اعلیٰ عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر
کھلی ہوی دغابازی اور دیدہ ودانستہ جھوٹ جاری تھا۔

مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش - اور دغابازی کے تھے
اور اِن افعال نے اونکو خراب کر رکہا تہا -
برائی کی بڑی شکلون سے بڑے شہر کم بچتے ہین - اور قسطنطنیہ چھٹی صدی
کی لندن اونیسوین صدی سے مختلف نہ تھی -
یہ اوس مورخ کے اقوال ہین جو برابر آدمیون کے برے افعال کو تادیلون
اور مثالون سے اصلاح کرنا چاہتا ہے -
یہی مورخ ایرانی اور رومی سلطنت کا اسطرح ذکر کرتا ہے -
صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی - ایرانی - لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور
کسی مین جان باقی نہ رہی تھی - اُسوقت اِن دونون کو نئے دشمن کا
مقابلہ تہا - جب خسرو - ہرکیوس - آپس مین لڑ رہے تھے - عرب مین
ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے والا تہا - یہ اول اور نیز تاریخ کا
آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے - جہانسے ایک شخص ایسا
پیدا ہوا - جو دنیا کی طبیعتون کو مطیع کرنے والا تہا - اور دنیا کے حالات مین
ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والا تہا - اور بڑہ اعظمون کی شکلین بدلنے
والا تہا - آٹھ سات برس پہلے انگریزی مورخ مسلمان قوم کے نمازیون
کے جوش کو کم خیال مین لاتے تھے - مگر طامی - الوقیہ - کے لڑائیون نے
وہ خیال دور کر دیا ایسا دہا وا جو انگریزی قلعہ (مربع) کو توڑ ڈالے اوسمین
ہنری مارٹین برابر جگمگا رہے تھے اُسکو تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھنا چاہئے -
یہی جوش تہا جو عربون نے حضرت اور خلفاء کے وقت مین شام کے

جنگون مین دکھایا۔
اسی کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوسوقت ابتری
علمی اور اخلاقی ساری دنیا کی تھی۔ اور جو جو دنیاوی کرشمہ اِس قوم نے
اور مذہب نے تینون برہ اعظم مین دکھائے وہ دنیا کے عجائبات
سے ہین۔ (مضمون نمبر ۱۱ مین یورپین محققین کی رائے لایق ملاحظہ ہے)
دنیا مین سب سے بڑا کام جو مذہب نے کیا وہ اخلاقی حالت کی
اصلاح ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اجتماع مختلف فرقہ
کا بجز مذہب کے اور کسی طریقہ سے ہوا ہے۔ توحد سلطنت سے
کبھی ایک قوم نہین بن سکتی تھی جب تک مذہب کی روح اونہین
نہ داخل ہوتی اور عام وخاص مین باہم اتفاق پیدا کرنے کے لئے مذہب سے
زیادہ کوئی شے نہ تھی۔ جب تک اجتماعی حالت نہ پیدا ہوئی تہذیب
کی ترقی محال تھی۔ وحشی اقوام مین جس مین مذہب کے اصول متفرق
ہین اونہین دیکھو کہ کوئی بڑی قوم بنی ہے یا آئندہ بن سکتی ہے۔ اونہین
بالعموم چھوٹے چھوٹے فرقہ اور گروہ ہین اور حکومتین ہین۔
ایرانی۔ مصری۔ بابلی۔ یونانی۔ رومی۔ مسلمانی۔ قومون نے
عظیم الشان سلطنتین دنیا مین قائم کین۔ جہانتک مذہب کو توسیع ہوتی
گئی۔ وہانتک وہ قومین متحد ہوتی گئین۔ اور اوسیقدر سلطنتون کو
مضبوطی ہوتی گئی۔
مسٹر میکس میولر کی رائے ہے کہ زبان۔ اور مذہب۔ دو باعث

قوم بنے کے ہوے ہین ۔ وہ کہتے ہین کہ زبان مین فی نفسہ کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جماعت کو متحد کرے ۔ بلکہ مذہب ہی مین ایسی قوت جاذبہ اصلی ہے کہ جو جماعت کو متحد کرتی ہے ۔

شوپنہار جرمن فلاسفر کی یہ راے ہے کہ یونان اور روم مین گو مذہب تھا مگر مذہب کی ایک خاص حد تھی وہ معاشرت انسانی کو گھیرے ہوے نہ تھا تو جیسے ترقی بلا مذہب کے سہارے ان قومون نے کی ۔ ایسے ہی دنیا بغیر مذہب کے ترقی کر سکتی تھی ۔ یہ دلیل خلاف واقعہ کے ہے یونان تمام دنیا کے مذاہب کا مخزن تھا ۔ زردشتی ۔ یہود ۔ آریہ مذہب کی بت پرستی فلسفی مذہب ۔ یہ سب وہان جمع تھے ۔ دنیا مین بغیر مذہب کے کہین ترقی نہین ہوئی ۔ قدیم قوم مصری جسکو تمام یورپین مورخ حد سے زیادہ مذہب کا پابند بتلاتے ہین ۔ دیکھو اوسنے کیسی ترقی کی ۔ سب مورخ یہ کہتے ہین کہ یونان مین عمارتین خوشنما ہین مگر شان شوکت مصر کی سی نہ تھی ۔ ریاضی علم ہیئت نے مصر ہی مین ترقی کی ۔ یونان نے اوسکی تقلید کی ۔ اخلاق و دنیا مین بہتر مصر سے نہ تھا ۔ فلاحت و زراعت مصر ہی کا حصہ تھا ۔ جہازرانی اہل فنیشیا مصر کے متعلق ون سے یونان نے سیکھی ۔ لقمان حکیم سب سے پہلے مصر ہی مین پیدا ہوا جسکے فلسفہ کی تقلید یونانی حکما نے کی ۔ الغرض سب سے بہتر جو ترقی کی وہ اصول قانون مین اہل روم نے کی ہے ۔ اسکی خاص وجہ تھی کہ سلطنت کی وسعت ہوی اور قومی امتیاز کرنے کے لیے ہمیشہ قانون

بناے جاتے تھے اور اپنے ہمسایہ یونان کی بربادی باہمی نفاق سے
دیکھکر اپنی قوم کو زیادہ قوی کیا جاتا تھا۔ یہ اسباب ترقی کے ہوئے
یورپ مین بیشک مذہب عیسائی کے سخت تعصب نے ترقی
تہذیب کو روکا۔ اس تعصب کے بڑہنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ مذہب
عیسائی مین اول ہی سے مختلف فرقے بہت سے ہوگئے تھے جو ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اور علاوہ اسکے یورپ کی مذہبی سلطنت
قائم ہوگئی۔ اور اوسنے علوم کو فروغ نہونے دیا۔ اور علوم کو مخالف
مذہب تصور کیا۔ اسلئے تہذیب کی ترقی رکی رہی اور اسکے بعد
ایک رقیب مذہب اسلام پیدا ہوا۔ وہ یورپ کی طرف بڑہتا
آتا تھا۔ اس سے اور بھی عیسائی عقیدون مین سختی ہوی۔ اور جہاد
یورپ نے جو مسلمانون پر کیا سب سے زیادہ مذہب عیسائی
مین تعصب پیدا ہوا۔ یہ وجوہ اتفاقیہ ایسے پیدا ہوگئے کہ مذہب نے
تہذیب کی ترقی کا موقع نہ دیا۔

جبتک مذہب نہ تھا کوئی پشت پناہ یا سہارا مستقل انسان کیلئے
نہ تھا اور تحقیقات اور تجربہ ایسے متغیر آلے تھے کہ ہر شخص اونمین اپنی ایجاد
سے بدل سکتا تھا اور نہ مضبوطی سے ہر حالت مین بھروسہ نہین ہوسکتا تھا
تمام حیوانات کو قدرت نے ایک ایسی مضبوط اور مستحکم آلہ یعنی عقل جبلی فطری
عطا کی تھی کہ اونکو کسی سہارے کی ضرورت نہ تھی وہ بچہ اوسپر بھروسہ
کرکے بلا وغدغہ اپنی ضروریات بہم پہونچاتے تھے۔

انسان کو اوسکے عیوض مین ایک عمدہ شے عنایت ہوئی جو غایت درجہ
تجربہ سے ترقی کر سکتی تہی ۔ مگر کوئی مستقل سہارے کی شے اوسکے پاس
نہ تہی اور وہ مضبوط سہارا اس مذہب سے ملا ۔ یعنی انسان اگر مذہبی
احکام کا پابند رہے تو اوسکا دل ایسا قوی رہتا ہے جیسا کہ حیوان
عقل حیوانی سے ہوتا ہے ۔ خصوصاً وقت مرگ مذہب ہی ایک
شے ہے جس سے کچھ سہارا ہو سکتا ہے ۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ انسان باطل اور کاذب کی شناخت کیسے کرے اسکا بڑا ثبوت
مخلوق کی عقل اور تجربہ ہے ۔ شعبدہ باز ۔ ساحر ۔ اور اہل تسخیر پیدا
ہوے ۔ مگر وہ ہمیشہ اوسی طرح سے مانے گئے ۔ اور اگر کبھی اونکی شناخت
مین دہوکا ہوا تو اونکا مرنے کے بعد قلعی کہل گئی ۔
یہ کہنا کہ اختلاف مذاہب کیون ہوے اور ایک ہی مذہب دنیا
مین کیون نہوا جبکہ خالق کو انسان کی کمزوری رفع کرنا منظور تہا اسکا
جواب یہ ہے کہ تمام دنیا مین یکے بعد دیگرے تجدید مذہب کی ہوتی
رہی اور مختلف رہنا ایک وقت مین کبہی نہین ہوے ۔ اصل مذہب کی
بگڑتے بگڑتے یہ مختلف شاخین ہو گئی ہین ۔ اسلیے ہی انسان کا کچھہ
نہ کچھہ سہارا ہے اور تقویت کا باعث ہے ۔ اگر مذہب دنیا مین
نہوتا تو انسان کو کبہی ایسی مضبوطی دلکی نہوتی اور نہ کوئی کام قوت اور
جرات کے ساتھ کر سکتا ۔
انسان کے تمدن مین کوئی جزو ایسا نہین ہے کہ باہمی لین دین ۔ معاوضہ

یا ضرورت اوسکے اجزا مین نہو۔ انہین اسباب سی تمدن قایم ہوا ہے مذہب مین نہ کوئی ظاہری ضرورت۔ نہ ظاہری معاوضہ نہ ظاہری باہمی لین دین ہے۔ اسمین ایک نامعلوم برقی قوت اجتماع انسانی کی ہے کہ جو بظاہر محسوس نہین ہوتی مگر ہر فرد بشر کو باہم متحد کرنے مین ویسا ہی اثر رکھتی ہے جیسا کہ تمام کائینات کو ایک قدرت قائم کئے ہوئے ہے اخلاق جو تمدن کی جان ہے۔ وہ مذہب کا ایک رکن اعظم ہے۔ خواہشات نفسانی کو اعتدال مین لانا یہ مذہب کا کام ہے اور یہی جڑ اخلاق کی ہے۔ یہ مذہب کی بدولت پیدا ہوا اِس نامعلوم قدرت (مذہب) نے انسانون مین باہم ایسا پیوند لگایا کہ جسمون کو متحد کر دیا۔ اور بعد زوال جسم کے روحون کو یکجا کیا۔ ایسا پیوند تمدن نے باہم انسان کے کوئی نہ لگایا تھا کہ موت کے بعد بھی قایم رہے۔

نمبر ۱۶

مذہب کی ترقی وتنزل کا اندازہ

مذہبی ترقی وتنزل کے اندازہ کرنے مین یہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ رہنما کے اقوال اپنی اصلی حالت مین بلا آمیزش کمی بیشی کے قایم رہنا یہ ترقی کا مفہوم ہے۔ اور اوس مین کمی بیشی معلوم ہونا یہ مذہب کے تنزل کا مفہوم ہے۔ واقعی یہ نہ ہے کہ مذہب کے لئے ترقی اور تنزل

کے الفاظ صادق نہین آتے - کیونکہ اصل مذہب مین گھٹانا اور
بڑہانا دونون منع ہین - اور گھٹانے اور بڑہانے سے تنزل کی مراد
ہوسکتی ہے - مگر ترقی کی حالت کسیطرح ظاہر نہین ہوسکتی - البتہ
بلحاظ کمی بیشی تعداد معتقدین کے عروج زوال کہا جاسکتا ہے اور
اس خیال سے ترقی اور تنزلی بہی کہہ سکتے ہین - اور اس مضمون مین
اس ترقی اور تنزل کی تعداد سے بحث نہین ہے - اس مین مذہبی
نظام سے بحث ہے -

ایک مذہب مین فرقے کثرت سے ہونا وہ حالت ابتری مذہب
کی ہے - اوسے تنزل مذہب کا کہنا چاہیئے مختلف فرقہ مذہب
مین قائم ہونے سے اصول مذہب پریشان ہوجاتے ہین اور یہی
سبب بربادی مذہب کا ہوتا ہے -

مذہب کے پشت و پناہ علمائے دین ہوتے ہین اور جب باہم
اصول مذہب مین متواتر اختلاف ہوے تو عوام خواہ مخواہ کسی
فرقہ کے علمائے کے مقلد ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ وہی اپنے
گروہ کو حق پر سمجہنے لگتے ہین اور جب ایک زمانہ دراز اس
تقلید کو ہوجاتا ہے تو وہ ایک جداگانہ جماعت ہوجاتی ہے اور
جب مختلف جماعتین ہوئین تو باہم نزاع پیدا ہوجاتی ہے اور اس
نزاع کی اسیطرح ترقی ہوتی ہے جیسی اور دنیاوی امور کی ہوتی ہے
اور اصلیت معاملہ کی باہمی نزاع سے مخفی ہوتی جاتی ہے اور مذہب

ابتر ہوجاتا ہے - قومی اتحاد زائل ہوجاتا ہے جسقدر فرقے مذہب مین
کثرت سے ہوتے جائینگے تو عام اصول جو مختلف فرقے تسلیم کرین
اوسیقدر وہ کم ہوتے جائینگے - اور جسقدر زمانہ گذرتا جائیگا بوجہ
نزاع فرقہ اصلیت مخفی ہوتی جائیگی - اور بالاخر یہ نتیجہ ہوگا کہ
جماعتین بڑہتی جائینگی - اور مذہب جماعت مین متفرق ہوتے ہوتے
ہر شخص دعویدار ہونے لگے گا اور بجاے اسکے کہ مذہب باعث
اجتماع ہو وہ باعث افتراق ہوگا - اور یہی اصلی حالت تنزل کی ہر
مذہب کا ایک دوسرا سبب تنزل تغیر معاشرت و تہذیب ہے
جب مذہب حالت موجودہ انسان کے موافق نہین ہوتا یا یہ کہ
مخالف اوس حالت کے ہوتا ہے تو اوسمین تاویل کرکے تہذیب کے
موافق کیا جاتا ہے - اور مذہب کو تہذیب کے سانچہ مین ڈہالا
جاتا ہے - اور اصلیت مذہب مخفی ہوتی جاتی ہے - اور جسقدر تہذیب
مین تغیر ہوتا جاتا ہے اور مذہب اوسکے ساتہ چلتا رہتا ہے تو اصلیت
مذہب بالکل معدوم ہوجاتی ہے -

غرضکہ مذہب کو دیندار - اور دنیا دار - دونون کے ہاتہ سے
نقصان پہونچتا رہتا ہے اور یہ دونون باعث اوسکے تنزل کے
ہوتے ہین - تیسرا تنزل ضعیف الاعتقادی ہے جو رفتہ رفتہ بت پرستی کے
درجہ پر پہونچ جاتی ہے -

مثل تہذیب کے یہ ممکن نہین ہے کہ مذہب کی اصلاح جماعت سے ہو

مذہب کی اصل وحدانیت پر ہے اور ایک ہی شخص اوسکا مصلح ہو سکتا ہے
اوسی کی ایک نگاہ سب عیوب پر جا سکتی ہے۔ وہی حسن و قبح تبلا سکتا ہے
اور یہی سبب ہے کہ بانی مذہب شخص واحد ہوتا ہے۔
تہذیب مین مختلف فرقے قائم ہونے سے نامعلوم شئے کی تحقیقات
کی راہ کہلتی ہے اور علوم کی باریکیان معلوم ہوتی ہین۔
مذہب منقول شئے ہے اوسمین مختلف فرقے قائم ہونے سے مختلف
منقول قائم ہوتے ہین اور اصلیت جاتی رہتی ہے۔
یہ اسباب اور اندازہ تو تنزل اور بربادی مذہب کا ہوا۔ مگر
ترقی کی حالت دیکھنی چاہیئے۔ مذہب کی ترقی اوسیوقت متصور
ہوگی۔ جب تک اوسکے اصول صاف اور سیدہے ہون اور مذہبی
گروہ مین باہم اتفاق اور اتحاد بڑہتا جائے۔ اور جو فرقے اوس مین
داخل ہوتے جائین وہ ایک ہوتے جائین۔ قدیم اور جدید مین کوئی
امتیاز نہو۔ یہ معلوم ہو کہ سب قوم ایک خیال اور ایک راہ پر چلتی ہے
کثرت اقوام کا قبول کرنا مذہب کا یہ عین دلیل اسکی ہے کہ مذہب
قومون کی حالت کے موافق ہے اور مذہب ترقی پر ہے۔
یہ ممکن ہے کہ نئی قوم کے مذہب مین ہنوز وہ اسباب تنزل نہ پیدا
ہوے ہون جو قدیم مذہب مین تہے۔ غرضکہ مذہب پر بلحاظ تعداد
کے ترقی کا لفظ صادق آتا ہے ورنہ نہین۔

نمبر ۱۷

مذہب اور تہذیب کی بحث

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے تین سلسلہ قرار پاے ہین اور ان تینون سلسلون مین آخر مذہب اسلام ہے اور اس مذہب کی حالات بہی تفصیل سے ملتے ہین۔ اسلئے اسی مذہب کو بحث کے لئے مضمون ہذا مین منتخب کیا ہے اور دنیا کے آخری تہذیب یورپین تہذیب ہے وہ مقابلہ کے لئے اختیار کی ہے۔ اس تہذیب کا آغاز یورپ سے پندرہ صدی عیسوی مین ہونا کہا جاتا ہے اور یہہ اب تک جاری ہے۔ یہی دونون مقابلہ اور موازنہ کے لئے مناسب ہین۔ مذہب کی تعریف پہلے بہت کچہ ہو چکی ہی یہان صرف اسقدر توضیح کرنا کافی ہے۔ کہ مذہب کی بنیاد صانع کائنات کا تسلیم کرنا اور اوسپر یقین لانا ایک برگزیدہ انسان کی شہادت پر ہے اور اسکا نقش کالحجر ہونا صنائع بدائع مخلوقات سے ہے اور اس توحید کیساتہ جو نظام نیک و بد کا رسول نے ظاہر کیا۔ یہ قانون قدرت انسان کی رہنمائی کے لئے ہے۔ اور یہ ناقابل ترمیم و اصلاح انسان کی ہے۔

اور تہذیب کی تعریف یہ ہے۔ کہ یہ عقلی نظام انسانی ہے جو ذیشعور اور مہذب انسانون نے تحقیق اور تنقیح کر کے انسان کے فوائد اور معلومات اور عمل کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور اس کے حسن اور قبح پر ہمیشہ جرح قدح ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔

مذہب اور تہذیب کی عملی تعریف تو اوپر مذکور ہوی۔ ان مین کچہہ اسرار

روحانی نظام مذہب کے اور تہذیب کے معمے بہی ہین- جن کی کیفیت و ابتدا و انتہا مفصل کچہ نہین معلوم ہوتی- صرف نام ہی- نام تنبیہہ و ترغیب و بنیاد علوم کی لئے ظاہر ہوتی ہین-

مذہب کی بنیاد ایک قدرت کاملہ پر ہے- جس کی ہستی کا ثبوت رہنمایان مذاہب کی شہادت اور صنائع بدائع مخلوقات پر ہے- اور اسی قدرت کاملہ کی یہ روحانی اسرار ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین- ان کی حقیقت انسان کی حس و ادراک مین نہین آتی-

اسرار مذہب

(۱) مبدا- معاد-

(۲) دوزخ- بہشت-

(۳) ملائکہ-

(۴) شیطان-

(۵) صور-

(۶) پل صراط-

(۷) روح-

(۸) روز الست- لوح محفوظ-

تہذیب کے معمے بہی اس قسم کے ہین- کہ انسان اُن کی حقیقت کچہ نہین سمجہ سکتا- انسان نے معذور ہوکر اُن کی فرضی نام رکہہ لئے ہین- اور ان موہوم مضمون پر فلسفہ کی بنیاد قائم کی ہے-

معمہ تہذیب غیر مرئی

(۱) حرکت -

(۲) طاقت -

(۳) قدرت یا فطرت -

(۴) قوت جاذبہ -

صنعت و حقیقت اشیاء کی توضیح کے لئے یہ نام رکھے گئے ہین - یہہ حس و ادراک مین نہین آتی - تہذیب کے معمے جو نظر آتے ہین - مگر محدود نہین ہوسکتے وہ یہہ ہین -

معمہ تہذیب مرئی

(۱) جگہہ -

(۲) وقت -

(۳) شمار کثرات و احاد -

یہہ دونون قسم کے معمے فلسفہ کائنات مین ہین نہ مذہب کے اسرار کی حقیقت کھلتی ہے اور یہہ تہذیب کے معمونکی وسعت ماہیت دریافت ہوتی ہے - علاوہ ازین مذہب اور تہذیب کے مسئلہ عام فہم ہے - اُن کا مخرج جدا ہے - اور ان کی صداقت کی معیار بھی الگ ہے - مذہب کا مخرج رہنما یا رسول ہے - اور رسول اپنے علم کا حصول بذریعہ فیضان قدرت کاملہ ظاہر کرتا ہے - اور اس فیضان کا مذہبی نام الہام ہے - رسول کے الہام یا قول کی صحت رسول کے اطوار اور تاثیر کلام پر منحصر ہے - تہذیب کا مخرج حس و ادراک انسان ہے اور وہ بغیر

متواتر اعانت تجربہ اور تحقیقات اپنے ماتقدم کے کسی امر کی صحت کا فیصلہ نہین کرسکتا اور یہ فیصلہ بہی آیندہ دیگر ذیشعور تجربہ اور تحقیقات کا محتاج رہتا ہے۔ اور اسکا سلسلہ کبہی بند نہین ہوتا۔ اور ہمیشہ انسان کے لئے کہلا رہتا ہے۔ تاکہ انسان ترقی کرتا رہے۔

اہل مذہب کے نزدیک نظام الہامی۔ نظام عقلی۔ دونون عطیہ آلہی ہین اور دونون قابل قدر کے ہین۔ اور انہین دو عطیون کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

اہل تہذیب کا ایک خاص فرقہ الہامی نظام کا قائل نہین۔ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ یہ نظام حس و ادراک سے باہر ہے۔ اس لئے عقلاً قبول نہین کرسکتے معے نمبر احس و ادراک سے باہر ہین۔ مگر ضرورتاً اُن کو قائم کرلیا ہے مذہب ایک خاص نظام انسانی ہے۔ اس کے انکشاف کی شرح کیون نہین کیجاتی۔ یہہ انسانی نظام جو انسان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اس کو انسان پیش کرتا ہے۔ اسکے پیش کرنے والے کو حس و ادراک سے جانچئے۔ اور نفس نظام کے عمل اور تاثیر کا بہی حس و ادراک سے وزن کیجئے۔ اور نتیجہ پر غور کیجئے۔ کہ کیا ہوا۔

ہر شاہد کی صداقت دو امر پر منحصر ہے۔ ایک یہ کہ شاہد معتبر ہو۔ دوسرے یہ کہ شہادت کے طرز سے صداقت پائی جائے۔ اسی پر اہل تہذیب کا برابر عملدرآمد ہے۔ مگر مذہب کے معاملہ مین اسپر عمل نہین کیا جاتا۔

رسول۔ اور نظام پیش کردہ رسول کو مثل امور عقلی کے جانچنا چاہئے۔ رسول کی

جانچ کے لئے اُس کی سوانح عمری بغور پڑہو - اور یہہ اندازہ کرو کہ ابتدا سے انتہا تک اُسکا مدعا زندگی اشاعت مذہب تہا یا نہین - اور اِسکی اشاعت مین کچھہ تکلیفین اٹہانا پڑین - اور دنیاوی فائدون سے دست کشی کی - اور اُن تکالیف کی وجہہ سے اپنے مدعا مین تزلزل ہوا یا نہین - اور اُس کی اخلاقی حالت کیسی تہی -

نظام پیش کردہ رسول کو دیگر موجودہ نظام مذہبی اُسوقت سے مقابلہ کرو - اور اس کے حسن و قبح کا فیصلہ کرو - نظام عقلی سے اس نظام کے اخلاق معاشرت کا مقابلہ کرو - اور بعدہ انجام اور نتیجہ پر غور کرو کہ اصلاح ہوئی - اور کیسے ہوئی -

اب اس امر پر لحاظ کرنا چاہیے - کہ ہر شے جو حس و ادراک کے ذریعہ سے نہ پہونچی - وہ انسان کے عمل کے قابل نہین - باوصف اسکے کہ رسول بہی قابل اعتبار ہو اور نظام بہی مصنوعی ظاہر نہو - اور جانچ مین بہی پورا اُترے اور اسکا نتیجہ بہی اچہا ثابت ہوا ہو - اور تہذیب مین جو معمے ہین اور حس ادراک سے باہر ہین - اونکو تسلیم کیا جائے - اور ان پر تحقیقات کی بنیاد قائم کی جائے اس گروہ کے تعصب پر غور کرو - کہ ہر اشیا کی فطرت یا قدرت کو جو محسوس نہین ہوتی - اور نہ ادراک مین آتی ہے - اوسے تو قبول کرین - مگر فطرت مذہب جو انسان کی زبان سے نکلے - اور وہ انسان صاحب حس و ادراک ہو اوسے نہ قبول کرین - حیرت ہے - کہ ساکت فطرت تسلیم ہو - اور بولتی ہوئی فطرت تسلیم نہو - اصل سبب اس ہٹ دہرمی کا یہ ہے - کہ فطرت کی جگہہ اگر خدائی مذہب

داخل ہوگیا۔ تو وہ سب پر محیط ہوجائے گا۔ اور تہذیب کی راہ بند ہوجائیگی

اب خاص اعتراضات اس گروہ کے جو مذہبی نظام پر ہین۔ وہ سنئے۔ پہلا اعتراض آخر مذہب وحدانیت کے نظام پر ہے اور باقی عام ہین۔

(۱) تعدد ازواج۔ طلاق۔ غلامی۔ نے نوع انسان کے مساوات مٹادی اور اخلاق کو خراب کیا۔

(۲) الہام۔ اور الہامی تذکرے محض واہمہ اور تخیل ہین۔ عقلاً انکی صحت ثابت نہین۔ علاوہ اس کے علمی تحقیقات سے اکثر الہامی تذکرے غلط ثابت ہوئے

(۳) ۔ چونکہ مذہبی نظام عقل اور تجربہ سے اصلاح اور ترمیم کے قابل نہین اور ابتداً مذہبی تعلیم ہونے سے وہ اقوال نوعمرون کے ذہن مین جاگزین ہوجاتے ہین۔ اسلئے ان کی جانچ کرنے کی آیندہ سعی نہین ہوتی۔ اور ترقی کی راہ مسدود ہوجاتی ہے۔

(۴) مذہب اپنے منقول قانون سے انسان کو قیدی بنا دیتا ہے۔ اور عقل کو کند کردیتا ہے۔

(۵) مذہب خدا پرستی خونریزی۔

مذہب کے غازی قیمتی جانین بلا وجہ ضائع کرتے ہین۔

امر اول۔ عرب مین فحش اور زنا کا ایسا رواج ہوگیا تھا۔ کہ جلسون مین بیٹھکر فخریہ اسکا ذکر کرتے تھے۔ روم مین زوجہ کی پابندی بالکل نہ تھی اور اپنے آشناؤن کو عام جلسون مین لئے پھرتے تھے۔ ایران مین نکاح کیلئے کوئی حد رشتہ کی معین نہ تھی۔ اور نہ تعداد معین تھی جسقدر چاہتے عورتین رکھتے

بے قید عیاشی کا یہی علاج تھا۔ کہ تعدد ازدواج جائز کیا جاے۔ اور اسکی حد معین کردی جائے۔ یونائیٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک فرقہ عیسائیون کا ہے جنہون نے مذہباً تعدد ازدواج جائز رکھا۔ اور یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے جواز سے اس گروہ سے عیاشی جاتی رہی۔ مہذب یورپ کو دیکھو جہان ایک بیوی ہے۔ وہان کس درجہ عیاشی پھیلی ہوئی ہے۔

طلاق۔ یہ ایک انسانی ضرورت سے گھر کی خرابی رفع کرنے کے لئے مجبوراً جائز رکھی گئی۔ عیسائی اقوام جن مین طلاق جائز نہین۔ وہان علیحدگی شوہر اور زوجہ کی ہوجاتی ہے۔ اور دونون بارثانی نکاح کرنے سے ممنوع ہوجاتی ہین ظاہر ہے۔ کہ شوہر و زوجہ یا بے انتہا اپنی خواہش نفسانی کا ضبط کرین گے۔ اور گھر کی آسایش کو خیرباد کہین گے۔ یا دونون عیاشی مین مبتلا ہونگے

غلامی۔ اِسکا الزام تہذیب یورپ اسلام پر نہین لگا سکتی۔ امریکہ کی غلامی چار سو برس تک اس بیدردی سے جاری رہی۔ کہ باربرداری کا جانور انسان بن گیا تھا۔ بتیس برس ہوئے۔ کہ اُسکی روک ہوئی ہے۔ اُسوقت ایک کروڑ بیس لاکھ حبشی غلام امریکہ مین تھے۔ مسلمانون کے غلام بالعموم جنگ کے قیدی ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے قیدی جنگ اب تک تہذیب یورپ نے جائز رکھی ہین بانئے مذہب نے ذاتی حقوق غلامون کو دئے۔ اور ہمیشہ غلامون کو آزاد کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان غلام کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ہوتا تھا۔

امر دوم۔ الہام یا وحی ایک وجدانی کیفیت ہے۔ جسکو انسان خود پیدا نہین کرسکتا۔ بلکہ از خود پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح خواب مین انسان سمجھتا ہے

کہ مین باتین سنتا ہون - ویسے اسوقت بہی مخاطب شکل سے سنتا ہی اور اوسکو یاد رکھتا ہے -

مصنف روضۃ الاحباب وحی کی صورت اس طرح بیان کرتا ہے بدانکہ نزول وحی بران حضرت بر چند نوع بود یکے از خوابہا راست - چنانچہ گذشت و در حدیث از عائشہ رضی اللہ عنہا - کہ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ وفی الرویۃ الصادقۃ - دوم آنکہ جبرئیل در دل آنحضرت القا میکرد - بے آنکہ ویرا بہ ببیند - چنانچہ آیۃ کریمہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین - دلالت بر آن میکند وحدیث صحیح ان روح القدس نفث فی روعی ان لن تموت نفس حتی تستکمل رزقہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب مقتضی آنست - سیوم آنکہ جبرئیل بران حضرت بصورت مردی متمثل بیشد و وحی بروے میخواند و گویند - بیشتر بصورت دحیہ کلبی بود - وگاہ گاہ بعضے از صحابہ وے را میدیدہ اند - چہارم آنکہ وحی بران سرور فرو مے آمد - در مثل آواز درای و ان صورت اشد صور وحی بود بروے - چنانچہ اگر درین حالت بر شتر سوار بودی ہر دو دست شتر خم گشتی واگر تکیہ بر ران یارے داشتے خوف شکستن ران وے بودی و در روز سرمائے عرق از جبین مبین روان شدے - پنجم آنکہ جبرئیل را بر صورت اصل خود بے آنکہ متمثل بصورتے دیگر شود - بدیدے و وحی بروے خواندی - ششم آنکہ آنچہ بروے نازل شدہ بالائے آسمان در شب معراج - ہفتم آنچہ حضرت حق تعالے بے واسطہ ملک باوے تکلم فرمود از ورائے حجاب چنانچہ در احادیث معراج

وارد شدہ بہشتم - انچہ با وے گفتہ بے واسطہ و بے حجاب درشب معراج
اس وحی کی حالت کو بعض اہل تہذیب دماغی عارضہ بتلاتے ہین مگر دیگر ہمشکل
روحانی اسرارون کو مرض نہین بتلاتے - اونکی صحت کے قائل ہین -

روحانی کیفیتون کا ثبوت مسمریزم کے عمل سے ظاہر ہے کہ معمول کی روح
عامل کی روح کے تابع ہوجاتی ہے - اور معمول کا حس و ادراک معطل ہوجاتا ہے
معمول کی روح مثل کل کے عامل کے ہاتھہ مین کام کرتی ہے - یہہ ایک بدیہی
ثبوت روح کے کرشمون کا ہے - مسمریزم اور وحی مین یہ فرق ہے کہ اول الذکر
انسانی روحون کا باہمی اتصال ہے -

اور وحی روح کائنات کا فیضان ہے - اور اسوقت انسانی روح کائنات
کی روح سے خاصکر واصل ہوتی ہے - اور جو کچہ تذکرہ اس حالت کا ہے
وہ قدرتی ہے - انسان کی قوت واہمہ اور تخیل کو اسمین دخل نہین - وہ
اسوقت بیکار محض ہوتے ہین - یہہ اعتراض کہ الہامی واقعے علمی تحقیقات سے
غلط ثابت ہوتے جاتے ہین - یہہ اسوقت قابل لحاظ ہو کہ جب حس ادراک
کی تحقیقات کامل متصور ہو - اور مثل مذہب کے ناقابل ترمیم و اصلاح جرح
قدح کے ہوجائے - اور یہ امر علم کی حقیقت کے خلاف ہے - علم مین جبتک
تجربہ اور انکشافات مزید ہوتے جاوینگے - اور ترمیم اور اصلاح ہوتی
رہیگی - وہ ترقی کرتا رہے گا -

ایسی بڑہنے اور گہٹنے والی شے الہامی واقعہ کو غلط ثابت نہین کر سکتی
جبکہ یورپین علوم کی تحقیقات کی رفتار ایسی تیز ہے کہ ہر دس برس مین

ایسا انقلاب ہو جاتا ہے - کہ اگر ایک طالبعلم دس برس کا وقفہ دیکر پھر اس علم کو شروع کرے - تو اُسکو پُرانے اور نئے مین عظیم فرق معلوم ہوگا تو ایسے علوم کی بنیاد پر مذہب کو باطل قرار دینا نازیبا ہے - جب تک کہ مذہب مین ایسے محقق پیدا ہون جیسے کہ علوم مین ہین اُسوقت تک مذہب کی اصلی حالت نہ ظاہر ہوگی انگریزی ترجمہ مذاہب سے بہت کم نفع پہونچتا ہی محققون کو چاہئی کہ جسطرح اپنے مذاق کے علم و فن مین جانفشانی کرتے ہین اسیطرح مذہب کے اجزا تقسیم کرکے ہر جزو کا ایک محقق بنے اسوقت محقق مذہب کی راے قابل لحاظ ہوگی - پچھلی صدی مین ایک نامور محقق مسٹر میکس میولر ہوئے ہین - مگر وہ عام مذہب کے محقق تھے - کسی خاص حصہ مذہب کے محقق نہ تھے - ہنوز مذہب اسکی تجزی نہین ہوئی اور ایک فنے (یعنی اسپیشلسٹ) نظر نہین آتی - اس لئے مذہبی تحقیقات ہنوز ناتمام ہے - تاہم تہذیب یورپ کا خیال ادہر رجوع ہوا ہے - اور امید ہے کہ آئندہ سنجیدگی سے مذہب کی جانچ ہوگی -

تہذیب یورپ کے محققین کا ایک خاص احسان مذہب پر ہے کہ انیسوین [19] صدی سے قبل اکثر عیسائی مورخ دوسرے رہنماؤن کو بُرے نام سے خطاب کیا کرتے تھے وہ اب اس گروہ نے متروک کردیا - اور جرح قدح بھی برے طریقہ سے نہین ہوتی - اور جب ایک گروہ مذہب کے محققین کا پیدا ہوجائیگا تو مذہب کی اصلی حالت اُنپر روشن ہوجائیگی - اسوقت تہذیب اور مذہب کا ٹھیک موازنہ ہوسکیگا -

امر سوم - سواے اسرار حقیقت اور عبادات کے جو محض روحانی ہین

باقی نظام مذہب ایک قانون معاشرت انسانی ہے - اس مین نیک کام کی ہدایت اور بد کی ممانعت ہے - جن کے مذہبی نام اوامر نواہی ہین اور جن سے عادت کی اصلاح ہوتی ہے اور باہمی میل جول مین فائدہ پہونچتا ہے علم اور فلسفہ سے کلام الٰہی مین بحث نہین کی گئی صنعت اور حکمت ظاہری کائنات کی جابجا مذکور ہے - علم - فلسفہ انسان کی عقل - تجربہ - اور غور و فکر کا کام تہا - وہ قدرت نے اُنھی پر چہوڑ دیا - معاشرت کی بالفعل ضرورت تہی - اس لیئے اسکے نیک و بد کی ضروری صورتین ظاہر کر دی گئین اور نوعمرون کو اُسکی تعلیم دینا نیک عادات سکہلانا ہے - اس سے آیندہ زندگی مین انکو مدد ملتی ہے -

معاشرت کا قانون الہامی غیر متبدل ہونا اسوجہہ سے ضرور ہے - کہ اُس سے حیوان انسان کا امتیاز رہنے - اور انسان پہلے سے ٹہوکرین کہائے اور تجربہ کی تکلیف سے بچ جائے -

علم - فن - صنعت - حرفت - تجارت - زراعت - ملازمت کی بےروک ٹوک راہ کہلی ہوئی ہے - اُسمین مذہب کی صرف اسقدر ہدایت ہے - کہ کسب حلال کرو - یعنی خلاف اخلاق کوئی فعل نہ کرو -

یہ بہی کہا جاتا ہے - کہ ملک اور موسم کی وجہ سے معاشرت مین اختلاف ہوجاتا ہے - تمام دنیا کے لیئے ایک قانون بنانا قدرتی اسباب کا درہم برہم کرنا اور انسان کو ایک شکنجہ مین کہینچکر بیکار کر دینا ہے - وحشی - نیم وحشی مہذب کے لیئے کبہی ایک قانون معاشرت کار آمد نہین ہو سکتا - اسپر غور کرنا چاہیئے

کہ مذہب وحدانیت ہر قسم کے ملک گرم و سرد اور ہر قسم کے اقوام مین پہیلا - اور اس تغیر معاشرت کو بخوشی سب قومون نے قبول کیا تو یہ علانیہ ثبوت اس امر کا ہے - کہ مذہب مناسب حال اقوام تہا - اس تغیر معاشرت نے وہ زہریلا اثر پیدا نہین کیا - جو تہذیب یورپ نے امریکہ کی وحشی اقوام مین تباہی پہیلائی - عیسائی تہذیب اشاعت ادیے اسلام پر تو یہ الزام لگاتی ہے - کہ بزور شمشیر اشاعت ہوئی - مگر اب چین - اور افریقہ مین جو اسلام پہیلتا جاتا ہے - اور نئے عیسائی اُن ممالک کے اسلام قبول کرتے جاتے ہین - تو اس سے کیا نفس اسلام کی خوبی ظاہر نہین ہوتی اور کیا اس سے یہہ ظاہر نہین ہوتا - کہ اسلام سب قسم کی معاشرت کی مناسب حال ہے انیسوین صدی کی اشاعت اسلام انگلینڈ - اور امریکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سب درجہ کے اقوام کے مناسب حال ہے - اور یہی رای غیر متعصب تہذیب یافتہ لوگون کی ہے -

سب سے زیادہ یہہ اعتراض ہے - کہ اسلام نے معاشرت کے قاعدہ غیر متبدل کیون بنائے - اب ان غیر متبدل قانون کے اثر اور عملدرآمد کی کیفیت ایک تہذیب یافتہ کی زبان سے سنئے - چمبرس انسائکلوپیڈیا مین ایک مضمون نگار نے قرآن کے علم اخلاق کی بابتہ یہہ لکھا ہے -

(۱) - ناانصافی -

(۲) - کذب -

(۳) - غرور -

(۴) انتقام۔

(۵) غیبت

(۶) ۔استہزا۔

(۷)۔ طمع۔

(۸) ۔ اصراف

(۹)۔ عیاشی

(۱۰) بے اعتباری۔

(۱۱)۔ بدگمانی۔

(۱۲)۔ بخل۔

یہہ نہایت قابل ملامت ہین۔

(۱) نیک نیتی۔

(۲) فیاضی۔

(۳) حیا۔

(۴) تحمل۔

(۵) صبر۔

(۶) بردباری۔

(۷) کفایت شعاری۔

(۸) سچائی۔

(۹) راست بازی۔

(۱۰) - ادب

(۱۱) صلح -

(۱۲) - سچی محبت -

اور ان سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا - اور اوسکی مرضی پر توکل کرنا سچی ایمانداری کا رکن ہے - (یہہ مضمون خطبات احمدیہ مین درج ہی) -

اس قسم کے امور مین اگر غیر متبدل قانون نہ قائم کیا جاتا اور کثرت رای پر فیصلہ رکہا جاتا تو ظریف - اور عیاش - اور مسرف اخلاق رزیلہ کو اپنی حق مین ووٹ حاصل کرکے داخل اخلاق حسنہ کرا لیتے - اور صبر تحمل کو بزدلی کا شعار قرار دیکر اور کفایت شعاری کو بخل تصور کرکے داخل اخلاق رزیلہ کرا دیتے - اور اسیطرح روز تبدیلیان اخلاق حسنہ اخلاق رزیلہ کی ہوتی رہتین - کیونکہ ذراسی تبدیلی سے ایک قسم کا اخلاق تبدیل ہوجاتا ہے اور اصلی وصف زائل ہوجاتا ہے - مشاغل مین قمار بازی - شراب مین شرابخواری اور عام مسکرات - افتخار جاہلیت مین - دختر کشی کا امتناع کیا تو کیا ان افعال قبیحہ کی اسوقت یا آیندہ کسی وقت مین جواز کی صورت نکل سکتی ہی البتہ کثرت راے پر فیصلہ رکہا جاتا - تو قماربازون شراب خوارون کی لئے ضرور کثرت رائے ہوتی - اور یہہ سب امور جائز قرار پاتے - جیسا کہ اب تہذیب نے جائز کر رکہا ہے - مذہب کی ہدایتین اصول موضوعہ قدرت کی ہین - اون کی دوسری صورت ممکن نہین -

امر چہارم - ہندوستان - بخارا - ایران - مصر - اندلس - عراق مین جو

ترقی تہذیب کے مذہب کی وجہہ سے ہوئی - اس سے صاف عیان ہی
کہ مذہب وحدانیت ترقی کے لیئے موزون ہے - مذہب واحدنیت عقل
کو اگر کند کرتا تو عباسیہ بغداد - بنی امیہ اندلس فاطمیہ مصر مغلیہ ہند کے
زمانہ مین ترقی علوم کیسے ہوتی - چنگیز خانی نسل نے اسلامی شہر وسط ایشیا
ایسے تباہ اور برباد کردیئے تھے کہ کسی وبائی مرض یا خونخوار جنگ سے بھی نہوتی
یہ سیلاب بلا کا تہا - کہ جو سامنے پڑا اوسکو بہالے گیا - اسی خونخوار قوم مین
جب اسلام آیا - تو کیسی شان وشوکت کی سلطنتین ہند و ایران مین قائم
کین - اور اسی قوم کی ایک گروہ نے جاکر اپنا دار السلطنت یورپ مین بنایا
اور یہ ترکی سلطنت کئی صدی تک ایسی باجاہ وجلال رہی - کہ تمام یورپ اس سے
سر بر نہو سکتا تہا - اگر اسلام ترقی کا مانع ہوتا تو عربی - تاتاری - ترکی مغلیہ
سلطنتین دنیا کی حکمران کیسی ہوتین - یورپ - افریقہ - ایشیا مین جب
مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب پھیل گئی - تو عیسائی یورپ نے متحد ہوکر
اسلام پر جہاد شروع کیا - اس جہاد مین پس پا ہونے سے یورپ کی آنکھین
کہلین - اور اسلامی تہذیب کی افضلیت قبول کی - اور اسی زمانہ سے تہذیب
یورپ کا آغاز ہوا - اور غیر آباد اور نئے ممالک دریافت کئے -

اسلام کسی طرح ترقی تہذیب کا مانع نہین ہے - اب زوال مذہب سے
اسلام ضعیف ہوا - اور تہذیب کی ترقی بہی رکی - اسوقت ہر نئی بات کے
آغاز کرنے سے جہجکتا ہے - کیونکہ پہلی سی اولالعزمی اور ہمت باقی نہین رہی
اور برق تار مذہب کا سرد ہوگیا -

امر پنجم - الزام خونریزی جو مذہب وحدانیت پر لگایا جاتا ہے - یہہ اعتراض بغیر کسی حجت اور دلیل کے ہے - محض جنگ ہونے کا تذکرہ سنکر یہ رائے قائم کرلی گئی ہے - کہ خونریزی ہوئی - کوئی ایسی خونریزی ثابت نہین کیجاتی ہے کہ غیر معمولی ہو - جبکہ یہ ثابت ہے - کہ بانے اسلام نے تیرہ برس حالت قیام مکہ مین مذہب کا اظہار کیا - اسوقت کیسے کیسے آزار بانی اسلام کو پہونچائے اور مسلمان جان سے تنگ آکر غیر ملکون کو چلے گئے - اور وہان بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا - لاچار ہوکر اور سازشون سے عاجز آکر ہتھیار اٹھائے - اسکو ناحق پسند خونریزی سے منسوب کرتے ہین - اس خونریزی کا زمانہ گیارہ برس قیام مدینہ اور تیس برس زمانہ خلافت کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اسکی بابت نمبر ۱۰ شیوع اسلام - اور شیوع تہذیب یورپ مین پوری بحث کیجائیگی

مذہب اور تہذیب کے بارہ مین سوائے رفع ان اعتراضات کے اور باتین بھی ہین - جو قابل غور ہین -

۱ - مذہب اور تہذیب کے باہمی تعلقات کیسے رہے -

۲ - آیا موجودہ حالت تطبیق مذہب اور تہذیب سے فائدہ پہونچ سکتا ہے

۳ - آیا یہ کہ مذہب - تہذیب جداگانہ نظام کی حیثیت سے چلسکتے ہین مذہب اور تہذیب کے باہم اسوقت رقابت کرنیکا درجہ باقی نہین رہا - بلکہ مذہب اب بالکل مغلوب ہوگیا - اور کہین پناہ کی جگہہ نہین رہی - مذہب نے نئے نئے بھیس بدلے کہ کسی طرح تہذیب مین مل جلکر جان بچ جاے - مگر کسی صورت سے تہذیب کا رنگ نہ چڑھا اور تہذیب نے اپنی جماعت سے الگ نکالکر پھینکدیا

اصل سبب اس مخالفت کا یہ ہے۔ کہ مذہب نے ابتدا سے تہذیب کو اپنے سایہ مین قید رکہا۔ اور جداگانہ نشو ونما ہونے سے روکا۔ اور مذہبی فروغ مین تہذیب ہمیشہ دبی رہی۔ کبہی یہہ ثابت ہونے نہ دیا۔ کہ سوائے مذہب کے کوی دوسری شئے انسانی نظام مین ہے۔ جو قابل التفات ہو۔ اب مذہب کی قید سے جو تہذیب چہوٹی تو اس نے اپنا نظام جداگانہ قائم کرکے دنیا کو یہہ ثابت کردیا کہ بغیر مذہب کے دنیا مین بسر کرسکتے ہین۔

اس قسم کی بحثون سے تمام مذاہب دنیا مین ہلچل پیدا ہوگئی اور بجائے اسکے کہ مذہب اور تہذیب کی حقیقت کی جانچ کی جاتی۔ اور باہمی فرق دریافت کیا جاتا۔ مذاہب کی ترمیم اور اصلاح شروع کردی گئی۔ اس اصلاح کا یورپ سے آغاز ہوا۔ اور پروٹسٹنٹ مذہب قطع برید کرکے تہذیب کو پیش نظر رکہکر بنایا گیا۔ جہان جہان یورپین تہذیب پہیلتی گئی۔ مذاہب زیر مشق ہوتی گئی ہندوستان مین بہی صدی گذشتہ سے ہندو مذہب کی اصلاح شروع ہوگئی اور ریفارمر بننے لگے۔

کیشب چندر سین نے بنگال مین برہم سماج مذہب قائم کیا اور دیانند سرسُتی نے شمالی ممالک مین آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔

مسلمانون مین بہی دیکہا دیکہی تحریک پیدا ہوئی۔ مذہب کی کمزوریون پر نظر ڈالی گئی۔ اس خیال کے لوگون کو پرانے تعلیم یافتہ نیچری کہنے لگے اور سرسید کو پیشرو سمجہنے لگے۔

واقعی سرسید کسی نئے خیال کے موجد نہ تہے۔ وہ اس جستجو مین تہے کہ علمائے

ترقی تعلیم کے کوئی نیا فلسفہ بنایا جائے۔ جس سے مذہب اسلام کی عقلی مضبوطی
ہو جائے۔ اور اہل اسلام لامذہب اور ملحد ہونے سے بچ جائین۔ اور انکا
خیال تھا۔ کہ جسطرح دوسری صدی ہجری مین یونانی تہذیب کے ترجمون نے
مذہب اسلام مین لغزش پیدا کر دی تھی اور علم کلام نے اسکو سنبھالا تھا اسیطرح
یورپین تہذیب کے مقابلہ کے لئے کوئی علمی ہتیار تیار کیا جائے مگر کوئی کامیابی
نہوئی دنیا کے جملہ پرانے مذاہب کی اصلی حالت بوجہ امتداد زمانہ کے تاریکی مین
ہے۔ اور ہر مذہب مین فرقے اور شاخین کثرت سے ہوگئی ہین۔ اس لئے
اور بہی مشکلات اصلیت دریافت کرنے مین ہوگئی ہین۔ اسلام گو اس نقص سے
مبرا نہین ہے۔ مگر اسلام مین ابتدا سے مذہب اور تہذیب کی حدبندی
ہوتی رہی۔ اور ایک کو دوسرے مین خلط ملط نہونے دیا۔ اسلئے اسکی کیا ضرورت ہے
کہ تہذیب سے مذہب کو جانچا جائے۔ اور اصلاح کے لئے قلم اوٹھایا جائے۔

اسلامی تہذیب کے اجزا یہ ہین۔

۱۔ قرآن۔ اور علوم القرآن۔
۲۔ حدیث۔ اور علوم حدیث۔
۳۔ فقہ۔ اور علوم فقہ۔
۴۔ فلسفہ علوم فنون۔ علم کلام۔
۵۔ تصوف۔ اور اُسکے قواعد۔

ہر جزو کے دو حصہ ہین۔ ایک اصل دوسرے تاریخی حالات اور دیگر مباحث
جسکو مین نے علوم کے نام سے بیان کیا ہے۔ اور جس کی ترمیم اور اصلاح

ہوسکتی ہے۔ ان پانچون مین خالص مذہب صاف طور سے الگ ہے اور عقلی جزو مذہب بالکل علیحدہ ہے۔

اول قرآن - یہہ خالص مذہب ہے۔ اسمین کمی بیشی اصلاح ممتنع ہے باقی علم القرآن وہ عقلی منصوبہ اور اقوال ہین۔ جو بحث مین آسکتے ہین۔

دویم حدیث - وہ حکم رسول ہے۔ اور اسکی پابندی واجب ہے۔ باقی علوم حدیث انکی ترمیم اور اصلاح ہوسکتی ہے۔

سویم فقہ - اس کی پابندی اول اور دوم درجہ کی نہین ہے۔ مگر جب تک علماء اس کی اصلاح نہ کرین - یہہ اسلامی قاعدہ ٹوٹ نہین سکتا۔ تاہم انکو ناقابل اصلاح اور ترمیم نہین کہہ سکتے۔

چہارم علوم فنون علم کلام - یہہ ہمیشہ تحقیقات اور تجربہ سے گھٹتے بڑہتے رہتے ہین۔ جسقدر عقلی حصہ اسلامی تہذیب مین ہے۔ وہ صاف کھلا ہوا ہے عالم ماہر فن اسمین بحث کرسکتا ہے۔ باقی نمبر ۱ - ۲ کا پہلا جزو یہہ ناقابل ترمیم ہے - اسپر بحث ممتنع ہے۔

پنجم - تصوف - یہہ عوام کے لئے نہین ہے۔ یہہ خواص کے مسلمہ اصول ہین۔ یہہ بحث طلب نہین ہین۔ مگر یہہ بھی ناقابل ترمیم قرار نہین دئے جاسکتے۔ یورپین تہذیب اب سو برس سے اسلامی ممالک مین پہیلتی جاتی ہے۔ اسنے رفتہ رفتہ اپنا اثر یہہ پیدا کیا کہ بہت سے مذہبی مسئلہ جو محض اسرار تہے۔ اونپر بحث مباحثہ شروع ہوگیا اور انکی تاویلین ہونے لگین۔ اور ما بین مذہب اور علوم کی تطبیق ہونے لگی یہہ طریقہ

مذہب کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مذہب کے بہت تھوڑے حصہ مین
تہذیب سے مطابقت ہوسکتی ہے۔ اور اس قلیل مطابقت سے تمام نظام
مذہب کی تصدیق مسلم نہین ہوسکتی۔ اور غیر مصدق حصہ مشکوک ہوجائیگا۔
اور معتقدات مین خلل پیدا ہوجائیگا۔ اور مذہب مین زوال کو آثار نمایان ہوجائینگے
مذہب۔ تہذیب مین یہہ فرق ہے۔ کہ مذہب کی اعلے درجہ کی ترقی محض سادگی
اور قناعت ہے۔ اور نفس کائنات کا فیضان ہے جیسا کہ بانیان مذہب کی
سوانح عمری سے ظاہر ہے۔ اور تہذیب یا تمدن کی ترقی پیچ در پیچ حالت انسانی
اور ہوس اور حظ نفسانی ہے۔ انسان ہر مجہول شے کو معروف کرنا چاہتا ہے
اور اُس سے منتفع ہونے کا قصد کرتا ہے۔ اور اسکا حاکم بنتا ہے مذہب کی
ایک حد ہے۔ اور قناعت اور فیضان روح کائنات اُسکی تسلی بخش ہے تہذیب
یا تمدن کی کوئی حد ہوس کے سبب سے نہین اور ذاتی ناموری اسکا منتہاے
خیال ہے۔ بوجہ نہ معلوم ہونے انتہا اور حقیقت کے انسان کائنات مین تغیر
پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس تغیر کا عجیب وغریب اثر کائنات مین کسی
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوتا ہے۔

انیسوین صدی تہذیب کی معراج ہے۔ قریب ہے کہ سبع سیارہ مین انسان
عملی تحقیقات کی بنیاد ڈالے اربعہ عناصر مہذب انسان کے مطیع فرمان ہوگئے ہین
آگ۔ پانی کے اجتماع ضدین سے کلین۔ ریلین۔ جہاز متفرق حصہ دنیا کو یکجا
کرتے جاتے ہین۔ وقت۔ اور جگہہ۔ جسکا خیال غیر محدود تہا۔ بہاپ اور بجلی کے
تار کے ذریعہ سے انسان قابو مین لاتا جاتا ہے۔ دوربینون نے افلاک کی

دوری مٹا دی۔ قطب شمالی کی قدرتی مزاحمتون کو انسان نے فروکر کے
وہان اپنا جھنڈا نصب کردیا بجلی سے ادنے خدمتگار اور پیام رسانی کا کام لیاجاتاہے
آواز کو قیدی بنایا۔ اور اپنی خوشی کا جلیس کیا۔ ہوائی جہاز۔ غبارہ تارون تک
پہونچنے کا قصد کر رہے ہین۔ اور قریب ہے کہ چاند کی نہرین اور پہاڑون کا
علم طبیعات نیا قائم ہو۔ اور وہان کے باشندون سے سلسلہ مراسلت اور
ملاقات کا نکل آئے۔ یہ سب کرشمہ حس اور ادراک کے ہین۔ دنیا کے مظاہر کو
خوب روشن کیا۔ مگر حقیقت ہنوز سربستہ راز ہے۔

یہہ کچھہ نہین کھلتا۔ کہ اس انسانی ترقی تمدن کا حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے
جنگلون کے معدوم ہونے سے بارش کی کمی ہوئی۔ اور زراعت کی کثرت سے
قوت نامیہ اراضی مین فرق آیا۔ نہین معلوم کہ لوہے۔ کوئلہ کے کھودنے اور
سطح زمین پر پھیلانے کا کیا اثر طبقات الارض پر ہو۔ بجلی۔ بھاپ کے سبب سے
نہین معلوم کہ کیا انقلاب نظام عالم مین ہو۔ ان قدرتی اشیاء کا اپنے مرکز سے
ہٹا دینا ضرور کوئی تغیر عظیم پیدا کریگا۔

تہذیب حال مین معاشرت کی ضرورتین بے انتہا ہوگئین۔ صرف دولتمند
اس سے متنفع ہوسکتے ہین۔ غربا کو سادہ زندگی بسر کرنا مشکل ہی۔ تجار آسودہ
سلطنتین مقروض۔ جنگی سامان ایسا بیش قیمت ہوگیا ہی۔ کہ سلطنتون سے بار
نہین اوٹھہ سکتا۔

تہذیب پیچھے نہین آگے بڑہنے والی شے ہے۔ مذہب مین ایک استقلال اور
مضبوطی ہے۔ یہہ اہل یورپ کی غلطی تھی۔ کہ مذہب۔ تہذیب کو آپس مین لڑایا

ایک کو دوسرے سے مقابلہ کیا۔ یہہ دونون باہم مقابلہ کے لایق نہ تھے۔

ایک طرف محض روحانی سلسلہ سے انسانی نظام قائم کیا گیا جس کی ترمیم اصلاح روحانی تبدیلی سے ہوتی رہی ہے۔

دوسری طرف ظاہری۔ تجربہ اور مشاہدہ سے نظام قائم کیا گیا۔ جو ہمیشہ ترقی کرتا رہے گا۔

جو صورت کہ اب پیدا ہوئی ہے۔ کہ مذہب اور تہذیب کی تطبیق کرکے اسکو متحد کر دیا جائے۔ یہ مذہب کے خاتمہ کا ڈھنگ ہے۔ مذہب متواتر منجھتے منجھتے پھلنی ہو جائیگا۔ اور تہذیب کے زیر مشق آکر بیکار ہو جائیگا مثالاً ایک مسئلہ علمی ارتقا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی رو سے محض ارتقا بنیاد پیدائش انواع ذی روح کی قرار دی گئی ہے۔ اور مذہب کی رو سے جو انسان کا خاص خلق کیا جانا کہا جاتا تھا۔ وہ مرتفع ہو گیا۔ مذہب کو کوئی تردد اس مسئلہ سے نہین۔ یہہ ہنوز مکمل نہین ہوا۔ قبل از مرگ واویلا ہے۔ اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ ارتقا سے خدا کی ضرورت نہین رہی۔ یہہ بالکل بیجا ہے۔ اس مسئلہ ارتقا کی بنیاد علم تشریح و طبقات الارض کی تحقیقات اور انکشافات پر ہی۔ اور سلسلہ یہہ قائم کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے بیدماغ کے گھونگے ذی روح تھے۔ اسکے بعد مچھلی (دماغ دار) اور پھر حشرات الارض پھر چوپایہ۔ پھر انسان۔ وجود مین آیا۔

اور اقسام کی بنیاد۔ (۱) نیچرل سلیکشن - اقتضار قدرت

(۲) اسٹرگل فار اگزس - بقار حیات کی تلاش

(۳) سروادل آف فسٹ - قوی باقی رہتا ہے۔

۴ - ہیر ڈٹی - توریت

اور صحرای - خانگی جانوروں کے اسی قسم کے اسباب اور تشریحات عادات دریافت کرکے اور مقابلہ کرکے اصول ارتقا معلوم کیا۔
مدت ذی روح کے جو فرض کی گئی ہے - اوسکی تقسیم یہہ ہے۔

۱ - تغیر دماغ - ۵۳
۲ - مچھلی - ۳۲
۳ - حشرت الارض - ۱۱
۴ - چوپایہ - ۳
۵ - انسان - ۱/۲

کروروں برس کے بعد انسان بنا ہے - انسان کے تین درجہ ہین دو درجے ایک برفستان - دوسرا بعد برفستان - تیسرا التعلیم کا زمانہ ہے - یہہ نظام کسیطرح مکمل نہین ہے - کیونکہ تحقیقات سطح آراضی ہنوز نامکمل ہے - قطب شمالی کے سرے تک مہذب انسان پہونچ گیا ہے - جنوبی قطب پر ابہی انسان کا سایہ بہی نہین پڑا - صحرائی افریقہ کے پار کچھ نکل گئے ہون - مگر پورے طور سے اُس مین دخل نہین ہوا - نہ اُسکی تحقیقات ہوئی - ہنوز سمندر مین جزائر نکلتے آتے ہین - پہاڑ بہی پورے انسان کے قدم سے نہین نکلے -
زمین کے وار پار ابہی چہید نہین ہوا جس سے طبقات آراضی کی پوری تکمیل ہوئی ہو نئے نئے جانور - آبی - خشکی اور ہوا کے نکلتے آتے ہین - ہنوز ارتقا کی مسئلہ کی ابجد ہے - سو برس سے کم کی تحقیقات ہے - اور کروروں برس کے سلسلہ کے

انکشافات ہین - اور ہنوز سلسلہ ہی ناتمام ہے - گہونگہ سے اوپر کا سلسلہ نہین ہے اور روحانی سلسلہ انسان کی کوئی تحقیقات نہین ہوئی - اور نہ چہ پایہ اور انسان کا روحانی طریقہ ہنوز دریافت ہوا -

اسی تحقیقات ناقص پر جو سو برس سے ہو رہی ہے - چہ سات ہزار برس کے نوع انسان کے مقبولہ خدا کو چہوڑنا انصاف کے خلاف ہے - یہہ اختیار ہی کہ اشرف المخلوقات سے گہونگہ بنجاؤ -

مسئلہ ارتقار کو دیکہکر انسان نے گہونگہ کو اپنا مورث بنایا - اور چہہ ہزار برس کے مقبولہ خدا کو چہوڑ دینا پسند کیا - یہہ دہریون کی انسانیت ہے ابہی تو انقلابات عالم سے اسفل کا درجہ طے کرنا باقی ہے - نہین معلوم اسکی انتہا کہان پہونچے - اور کیا معلوم ہے - کہ جہان انسان نہین پہونچا وہان نیا ذی روح ملجائے - اور پہر از سر نو سلسلہ بنانا پڑے -

مسٹر ہڈرس نے ایک کتاب انسان خدا کا پرتوہ ہے - لکہی ہے - اسمین ارتقا کے منصوبہ کو تسلیم کرکے اوسکی تاویل اسطرح کی ہے - کہ مادہ پرست حکیم اس واقعہ کی نسبت ایک مثال بہی پیش نہین کرسکتے - کہ بیجان چیز سے جان عقل پیدا ہوئی - اور چونکہ نظام عالم سے یہہ ثابت ہے - کہ عالم پُر از حکمت ہے اسلئے پہلے کیڑہ سے قبل جان - اور عقل - خالق کائنات کی تہی - اس نے ترقی کا نظام قائم کیا - اور اس سے مذہب یعنی خدا کی صحت ثابت ہوتی ہے حکما کے مقابلہ مین یہہ جواب شافی نہین ہے - اول اس فرض کرنے سے آئندہ تحقیقات کا راستہ رکہتا ہے - جیسا کہ قدیم سے رکا ہوا تہا علاوہ اسکی

یہہ اصول بہی بغیر ثبوت کے ہے - کیونکہ کائنات کی حکمت دیکھکر فرض کرلیا گیا ہے - علاوہ ازین یہہ پڑس کا پیدا کیا ہوا اصول نہین ہے - یہہ اہل مذہب کا اصول بہ تبدیل الفاظ ہے - روح کا پیدا کرنا اہل مذہب کہتے ہین - اور جان جسم کا اتصال حکم خدا سے ہوا -

مگر ایک اور گروہ محققین کا ہے - جنکا یہہ خیال ہے - کہ شکل سے مختلف اقوام کی یہہ ظاہر ہوتا ہے - کہ سب انسان ایک جوڑہ سے پیدا ہوئے - اور بعضون کی یہ رائے ہے - کہ اگرچہ تشریح مین انسان اور بندر ایکسے معلوم ہوتے ہین مگر روحانی نظام انسانی وحیوانی دونون مین بین فرق ظاہر کرتا ہے - اسلئے ڈارون کے اصول کی صحت ہنوز متنازعہ ہے - (ریزل کی تاریخ انسان)

غرضکہ طبعی تحقیقات مسئلہ ارتقا کی ناقص اور ناتمام ہے - اور روحانی سلسلہ کو چھیڑا ہی نہین - ایسی بے بنیاد تحقیقات پر خدا کو نہین چھوڑا جاتا -

اسی مسئلہ کو اگر اہل مذہب کامل سمجھکر مذہب سے تطبیق کرتے تو یہی ہوتا کہ مذہب مین بہی کوئی ایسی صورت تلاش کرتے - اور اسکو کہینچ تان کر مناسبت پیدا کرتے - اور آیندہ تحقیقات سے دوسرا قاعدہ دریافت ہوتا تو مذہب مین کیسا بدنما داغ باقی رہتا - اور جب علم کی اصلاح ہوتی تو مذہب کی اصلاح ساتہہ ساتہہ ہوتی رہتی - اور اسکی اصلی حالت بالکل منقلب ہوجاتی -

ہر قوم مین بعض مراسم شادی اور غمی ایسے ہوتے ہین - کہ وہ بظاہر سمجھہ مین نہین آتے - مگر اُن کی پابندی ہوتی ہے - کیا مذہب کا ایسا رتبہ بہی نہین ہے کہ اگر کوئی واقعہ مصدقہ مذہب ایسا ہو - کہ تہذیب کے پلہ مین نہ آتا ہو تو

اس سے گریز کیا جائے۔

تطبیق مذہب اور علوم کی باہم جائز رکھنا کسی ایک کو پہلے سے ترجیح دینا ہے
دوسری شکل یہہ پیش آئیگی کہ جس امر مین تہذیب اور مذہب مین اختلاف
ہے۔ اسمین کس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائیگا تطبیق ایک مبہم اصول واسطی ماننے
منقول۔ اور معقول کو ہے۔ گویا پہلے سے یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ دونون
ایک ہین اور کوئی نزاع مدام تطبیق کا معارض ہے۔

مذہب جو محض منقول ہے وہ ہمہ جہت موجود ہے۔ اور تہذیب کچھ تو موجود
ہے۔ اور کچھ دانشمندون کے ذہنون مین ہی۔ اور کچھ مجہول ہے جسکی تلاش
محققون کو ہے اور کچھ ایسی ہے کہ جس مین دو گروہ ہو گئے ہین اور باہم اختلاف ہے
ایسی دو شے مین تطبیق دینا آیا عقلاً کار آمد ہو سکتا ہے۔

علاوہ اسکے معمہ تہذیب جسکی ایک مختصر تفصیل شروع مین لکھہ چکے ہین اوسی
سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی تجربہ اور امتحان مین ایسی چیزین آتی ہین کہ انکی حقیقت
مطلق سمجھہ مین نہین آتی۔ مگر صرف لفظون مین انکی نام لکھدی ہین اور ان معمونکے
علاوہ کل اشیاء کائنات جنکو ہم محسوس کر سکتے ہین انکا علم جزوی ہمکو حاصل ہوتا ہی
اور علم کلی یعنی حقیقت ہماری سمجھہ سی باہر ہی۔ تو جو شئے ہمکو علم جزوی سی حاصل نہین ہوتی بلکہ
ہمارا ادعا یہ ہی کہ ہمکو علم کلی سی حاصل ہوئی ہی تو اسکی صحت کی جانچ علم جزوی کی تحقیقات سے کیسے
کر سکتی ہین ہمارا مدعا یہ ہی کہ انسان کی عقل بالانفراد یعنی اجزا کر کی اپنا عمل کرتی ہی اور تمام
علوم اور فنون اسیطرح ایجاد ہوتی ہین اور مذہب اس عقل سی حاصل نہین ہوا ایک دوسرے
کی صحت باہمی مقابلہ سے ثابت نہین ہو سکتی۔

نمبر ۱۸

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب یورپ کا موازنہ

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب کے ضرر و فوائد کے موازنہ کا مسئلہ کسقدر پیچیدہ ہے - اگرچہ دونون کا اصلی مدعا انسانی بہبودی ہی مگر ایک طرف غیر متبدل فطرت مذہب ہے اور دوسری طرف ترقی کرنیوالا حس و ادراک و تجربہ انسانی ہے - علاوہ اس کے ایک طرف بہبودی دنیا و آخرت مقصود ہے - دوسری طرف محض دنیاوی فوائد زندگی کو مطلوب ہین سب سے زیادہ مشکل مقابلہ اور موازنہ کے لئے یہہ پیش آتی ہے کہ مذہبی نظام مستقل اور غیر متبدل عام مخلوق کے لئے ہے - اور بوقت شیوع تمامہ بذریعہ رہنما واحد پیش ہو گیا -

تہذیب یورپ بذریعہ جماعت ہر ملک کے جدا جدا وقت مین پیدا ہوتی رہی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی او بدلتی رہی - اور اُسکی بابتہ رائونمین اختلاف ہوتا رہا - کسی قوم نے نئے ملک اور جزیرہ دریافت کئے - کسی نے آباد کئے - کہین علوم و فنون مین ترقی ہوئی - کہین عمدہ قواعد سلطنت نافذ کئے گئے - کہین تجارت و معاشرت کو فروغ دیا - یہہ سب مل جاکر تہذیب یورپ بنی ہی اب دونون کا موازنہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر ایک کو محدود کر کی ان کے دور قائم کئے جائین - اور پھر اون کے ضرر و فوائد پر نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے - کہ ترجیح کدہر ہے -

ابتداً میرا یہہ ارادہ تہا - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس ہجرت کی جنگین اور خلفاء اربعہ کی مدت خلافت تیس برس کے فتوحات جملہ اکتالیس برس کی جنگون کا نقشہ بنایا جاوے تہذیب یورپ کے چار مشہور جنگ مندرجہ حاشیہ سے مقابلہ اور موازنہ کیا جاوے - اسمین مشکل یہہ پیدا ہوئی - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس کے اعداد کشتگان قریب بہ صحت معلوم ہو گئے - مگر خلفاء کے حالات دریافت کرنے کے لئے زیادہ مدت درکار تہی اس لئے یہہ طریقہ متروک کیا -

اب مین نے صرف حضرت کے زمانہ کا یہ نقشہ بنایا ہے -

---

۱ - سول جنگ امریکہ سنہ ۱۸۶۱-۶۵ء

۲ - جنگ فرانس و جرمنی سنہ ۱۸۷۰ء

۳ - جنگ روس و ترک سنہ ۱۸۷۷ء

۴ - جنگ روس و جاپان سنہ ۱۹۰۴-۵ء

نقشہ غزوہ سرایا آنحضرت زمانہ گیارہ سال بہ قیام مدینہ

نمبر شمار	نام غزوات	سن	تعداد اہل اسلام	تعداد مخالفین	مقتولین اہل اسلام	مقتولین مخالفین	کیفیت
۱	بدر	سنہ ۲ھ	۳۱۴	۱۰۰۰	۱۴	۷۰	
۲	اُحد	سنہ ۳ھ	۱۰۰۰	۳۰۰۰	۷۰	۳۰	
۳	المریسیع	سنہ ۵ھ	۳۰	۰	۱	۱۰	
۴	خندق	سنہ ۵ھ	۳۰۰۰	۱۰۰۰۰	۰	۴۰۰	مسلمانون کی تعداد موزخون نے نہین لکہی
۵	بنی قریظہ	سنہ ۵ھ	۰	۰	۰	۲۵۰	اسمین بہی مسلمان ضائع نہین ہوئے
۶	غابہ	سنہ ۶ھ	۵۰۰	۷۰۰	۱	۲	
۷	خیبر	سنہ ۷ھ	۱۴۰۰	۰	۱۵	۳۹	
۸	مکہ	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰۰	۰	۰	۲۴	اس دفعہ لڑائی نہین ہوئی اسلئے مسلمان نہین مارے گئے بعض مشہور مفسد اور مجرم فریق ثانی کے قتل ہوئے
۹	حُنین	سنہ ۸ھ	۱۲۰۰۰	۰	۴	۷۰	
۱۰	طائف	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰	۰	۱۲	۰	مسلمانون نے کچھ روز دن محاصرہ کرکے چھوڑ دیا اسلئے فریق ثانی کو نقصان جان کا نہین ہوا۔
	میزان		۲۹۲۴۴	۱۴۷۰۰	۱۱۷	۸۹۵	
	۱۸ سرایا	۰	۰	۰	۹۰	۵۸	میزان غزوات ۱۰۱۲ میزان سرایا ۱۴۸ ۱۱۶۰

اس نقشہ سے گیارہ برس کی جنگون کی کُل ٹھیک تعداد مقتولین کی نہین معلوم ہوئی۔ مگر جسقدر کتابون سے معلوم ہوا۔ وہ تعداد ایکہزار ایکسو ساٹھ (۱۱۶۰) ہے

دو سو تخمینہ سے بہول چوک کے بڑہا دئے جملہ ایکہزار تین سو ساٹھہ ہوئے یہہ کل جنگین یا قریش یا یہود کی چڑہائیون کے تحفظ مین ہوئین - یا انکی بدعہدی اور دست درازی کی سبب سے ہوئین - ان مین سے ایک لڑائی بہی شیوع مذہب کی غرض سے نہین ہوئی - اگر یہ سمجھا جاے - کہ اسلام کی اشاعت سے دیگر مذہب معرض خطر مین تھے - اس سبب سے مخالفون کو مناقشہ کی وجہ پیدا ہوئی -

بنظر انصاف غور کرو - کہ تیرہ برس قیام مکہ مین کسقدر خاموشی اور صبر اور تحمل سے مذہب کا وعظ کیا گیا - اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دو دفعہ مسلمانون کو وطن چھوڑنا پڑا - اور جب غیر ملکون مین سکونت اختیار کی - تو وہان سے بہی بیخ کنی کی سعی کی گئی - اب مجبوراً تحفظ مین ہتیار اوٹہانے پڑے - بعض نکتہ چین اور عیب جو طبیعتین مدینہ کی جنگون کو بغض اور کینہ کی طرف تاویل کرتی ہین اسی قسم کے لوگون مین مصنف تمدن اسلام ہے جو حضرت کے زمانہ کی خوبی دکہلانا نہین چاہتا - اس لئے مسلمانون پر مدینہ کی جنگون کا الزام لگاتا ہی اور سردار لشکر کا نام شریک نہین کرتا تاکہ مصنف پر تعصب کا احتمال نہ ہو وہ اس طرح ذکر کرتا ہے -

"عہد و پیمان دوستی سے جب فراغت ہوگئی - اور پُرامن جگہہ مین رہنے سے اطمینان ہوگیا - تو مسلمانون کو اہل مکہ کی ایذا دہی اور ان کے مظالم کا خیال آیا - اونہون نے انتقام لینے کی غرض سے قریشون پر چھاپہ مارنے اور جنگ کرنے کا قصد مصمم کیا - اور بہت سے مشہور غزوات وجود مین آئے

جو اسلامی جنگون کا مقدمہ تھے"

اس لئے ضرور ہوا۔ کہ بانی اسلام اور مسلمانون کی طبیعت کا رنگ انہین قریشیون کے برتاؤ سے دکھلایا جاوے۔ مہم مکہ آٹھ برس بعد ہجرت مدینہ کی پیش آئی۔ اس مہم کی بابت تمام مورخین متفق ہین۔ کہ بدعہدی قریش مکہ کی طرف سے ہوئی۔ علاوہ ازین یہ وہی قریش تھے جنہون نے تیرہ برس متواتر قیام مکہ کے زمانہ مین بانی اسلام اور مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچاے تھے اور کوئی دقیقہ ان کی نیست و نابود کرنے کا اوٹھا نرکھا تھا۔ یہانتک تنگ کیا کہ تین برس تک ایک تنگ گھاٹی پہاڑ مین وہ بند رہے اور ان کی رسد بھی بند کردی گئی۔ اور جب بانی اسلام کے قتل کا منصوبہ کیا۔ تو اپنی جان بچانے کے لئے مدینہ کو ہجرت کی۔ جسوقت مکہ پر چڑہائی ہوئی اسوقت یہہ سب واقعے یاد تھے۔ اور مسلمانون کی قوت اسوقت ایسی بڑہی ہوئی تہی۔ کہ اہل مکہ کسی طرح مقابلہ نہین کرسکتے تھے۔ دس ہزار فوج انکے رہنما کے ساتھہ تہی۔ اور اس فوج مین اکثر وہ مہاجر شامل تھے جو اہل مکہ سے آزار اوٹہائے ہوئے تھے۔

کیا ایسے زخم رسیدہ سردار اور ایسے آزار رسیدہ فوج سے یہہ امید ہوسکتی تہی۔ کہ ایک قریش ابوسفیان کی سفارش اہل مکہ کے لئے سننا گوارا کرتے۔ اگر رہنما کے دل مین بغض اور کینہ کا میل ہوتا۔ تو اس کا عمل یہی ہوتا کہ جب ابوسفیان کے داخلہ سے ہی سب فوج برانگیختہ ہوگئی تھی ان کے غصہ کو فرو کیا جاتا۔ اور اس اعلان کے ساتھہ داخلا مکہ کا تجویز کیا جاتا

۱۔ جو ابو سفیان کے گھر مین پناہ لے وہ امان مین ہے۔
۲۔ جو شخص خانہ کعبہ مین پناہ لے۔ وہ امان مین ہے۔
۳۔ جو ہتیار ڈالدے۔ وہ امان مین ہے۔
۴۔ جو شخص مکان بند کرکے خاموش رہے۔ وہ امان مین ہے۔
باوصف اس اشتہار کے اہل مکہ سے کچھہ لوگ بمقابلہ پیش آئے۔ اور خفیف لڑائی ہوئی۔ یہہ لڑائی بہی حضرت نے ناپسند کی۔
بعد فتح مکہ کے حضرت نے کہانے کی خواہش ظاہر کی۔ تونان خشک اور سرکہ پیش ہوا۔ وہ رغبت سے کہایا۔ کیا ایسے صبر وتحمل کی کوئی مثال دنیا مین ملسکتی ہے۔ اور ایسے بے نفس کی نسبت یہہ گمان ہوسکتا ہی۔ کہ مدینہ پہونچکر جب اطمینان ہوگیا۔ اور فوت ہوگئے توبغیر سخت سازش کی جنگین شروع کین اور لوٹ مار پہیلائی۔
یہہ جنگین فوجی لڑائیون کا درجہ نہین رکہتین اگر اُن کی نسبت قیاس ہوسکتا ہے۔ تویہی ہوسکتا ہے۔ کہ یہہ خانہ جنگیان تہین جنکا فی سال اوسط کچھ اوپر شو کے ہوتا ہے۔ اور اسقدر واردا تین ایک چہوٹے سے حصہ ملک مین ہوجاتی ہین۔ مگر بنظر انصاف خیال کرو کہ ان خانہ جنگیون کا نتیجہ کیا ہوا۔ پہلے عرب کیا تہا۔ اور اس مذہب نے کیا بنادیا۔
۱۔ کل جزیرۂ نما عرب جسمین بیشمار چہوٹے چہوٹے فرقہ اور حکومتین تہین۔ چوبیس سال کے وعظ سے جس مین گیارہ برس جنگ وجدل مین گذری۔ کل عرب کا متحد ایک مذہب ہوگیا۔ اور ایک قوم بلحاظ مذہب کے ہوگئی

۲- شراب خواری - قماربازی جو قومی وتیرہ تہا وہ معدوم ہی نہین ہوا بلکہ اُس سے تنفر ہو گیا -

۳- غلامی جس نے انسان کو جانور بنا رکہا تہا وہ پہر انسانی جماعت مین برابر کے حصہ دار ہو گئے -

۴- بیرحم دختر کشی کی جگہہ لڑکیون کی محبت مثل لڑکون کے ہو گئی اور وہ شرعی حصہ دار قرار پائین -

۵- فحش اور زنا جس نے عورتون کو شرمناک حالت مین مبتلا کر رکہا تہا - اوسکے عوض نکاح کی حد معین کرنے سے وہی محترم بیبیان بن گئین

۶- بت پرستی جس مین انسانی قربانی بتون کے سامنے ہوتی تہی اوسکی جگہہ انکسار اور ایثار کے خیال سے نمازون مین خدا کے سامنے سر جہکنے لگا

۷- اتحاد مذہبی کی وجہہ سے خونخوار جنگین بند ہو گئین - اور ملک مین امن امان پیدا ہو گیا - یہہ وہ نتائج ہین جنکو غیر متعصب عیسائی مصنفون نے اخذ کیا ہے - اور متعصب عیسائی مصنف جرجی زیدان بہی ان واقعات مین رنگ آمیزی نہ کرسکا - جو ان نتائج کی معین ہین - وہ اسطرح آغاز اتحاد باہمی مسلمانان قائم ہونا تحریر کرتا ہے " مدینہ پہونچکر پہلا کام حضرت نے یہہ کیا کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ (انصار) مین عہد دوستی اور بہائی چارہ کا کرایا اور دونون فریقون کے درمیان مین ایک عہد نامہ لکہا گیا جسمین انہون نے ایک ہی قوم کے افراد ہونے کا اقرار کیا تہا - عہد اسلام کا پہلا بنیادی پتہر یہی عہد مواخاۃ ہے - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن اشراف مکہ کا

جو اسلامی فتح کے بعد ایمان لائے مولفۃ القلوب نام رکھا۔ اسلام کے بعد عرب وہ عرب ہی نہ رہے تھے جو قبل از اسلام تھے انکی حالت بالکل کایا پلٹ ہوگئی تھی۔ پہلے تو وہ جدا جدا اور منتشر قبیلے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بیگانہ تھا اور اسلام کے بعد ایک قوم اور ایک دل ہوگئے۔ البتہ جو امر اسقدر جرات پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ وہ یہ اعتقاد تھا کہ جس چیز کی طرف اُن کو بلایا گیا ہے یعنی دین اسلام۔ وہ واقعی حق اور راست ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ وہ دنیا اور دین کے لئے فتح کرتے ہیں۔ اور خداوند پاک انکو روئے زمین پر اسلام پھیلانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ اسلامی اتحاد کا جلوہ تمام کاروبار میں نظر آتا ہے۔ ہمارے اس دعوے کی یون بھی تائید ہوتی ہے کہ اسلام توحید کا عنوان ہے۔ یہ اجمالی تذکرہ رسالت کے دَور کا ہے۔ اس سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اسلام کا شیوع کس طریقہ سے ہوا۔ دوسرا دور خلافت راشدہ کا ہے۔ اُس کے آغاز کا خطبہ اسی کتاب تمدن اسلام سے نقل کیا جاتا ہے۔

ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد پڑھا ہے اسلام کی حقیقت اصلی کی تصویر کھینچ رہا ہے۔ اور اس راز کو عیان کرتا ہے جسکے سبب سے اسلام نے اس تیزی کے ساتھ محیط زمین پر اپنا سایہ پھیلا دیا وہ خطبہ یہ ہے۔ اے لوگو میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہون اور اسمین کوئی شک نہین کہ مین تم سے بہتر نہین۔ اگر مین اچھا کام کرون تو میری مدد کرو اور اگر بدی کا مرتکب ہون۔ تو مجھے ٹھیک بناؤ۔ صدق امانت ہے۔ اور

کذب خیانت - تم مین کا زور والا میرے نزدیک اُسوقت تک کمزور ہے
جب تک کہ مین اُس سے حق کو حاصل نکرلون - اور تمہارے گروہ کا
کمزور شخص اُسوقت تک میری نظرون مین زوروار ہے - جب تک کہ مین
انشاء اللہ تعالے اُسکا حق اسے نہ دیدون - تم مین سے کوئی شخص (جہاد)
کو نہ ترک کرے - کیونکہ جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے - خداوند کریم اسے ذلت
مین مبتلا فرماتا ہے - جنگ مین خدا اور رسول کی اطاعت کرتا رہون تم بھی
میرے مطیع رہو - اور جسوقت مین اس امر سے باہر ہو کر نافرمانی کرون
تو تمپر بھی میری اطاعت واجب نہین - بنظر انصاف اگر اس خطبہ کے
مضمون پر لحاظ کیا جائے - تو ہر لفظ سے اظہار انکسار اور مستعدی عدل
اور اتباع حکم خدا اور رسول کا پایا جاتا ہے - دوسرا خطبہ اسی خلیفہ کا
مہم کی روانگی کے وقت کا یہان درج کیا جاتا ہے - جس سے عملی کاروائی
کا طریقہ ظاہر ہوگا -

مہم کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے اُسامہ سپہ سالار لشکر کو جن امور
کی ہدایت کی اُسکا ذکر کتاب تمدن اسلام مین اسطرح ہے - بددیانتی
بیوفائی - ظلم زیادتی نہ کرنا - لوگون کے اعضا کاٹنے بچون - سن رسیدہ
بڈھون اور عورتون کے قتل کرنے - پھلدار درخت کاٹنے اور جلانے
اور درختون کو بے ثمر بنانے سے پرہیز کرنا - بکری - گائے - اونٹ
قربانی کرنے کے - علاوہ اور کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا - اور عنقریب
تم ایسے لوگون کے پاس سے گذروگے - جنہون نے خدا کی عبادت کیلئے

عباد تگاہ ہون۔ اور خانقاہ ہون ہین سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی ہی
اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑنا۔ اور ان کی عبادت گاہ اور خانقاہ سے
متعرض نہونا۔ یہی مصنف خلفار کے عہد کی بابتہ یہہ رائے ظاہر کرتا ہے
خلفار راشدین کی حکومت خدا ترسی پر قائم ہوئی۔ اور انصاف وعدل
کے ساتہہ مستحکم تھی۔ خلفا بہت سادہ زندگی لبسر کرتے تھے انکے وقتونین
خلافت کا طرز ایک دینی رتبہ سے ملتا جلتا تہا۔ حکومت دنیاوی سے اسکو
کوئی مناسبت نہ تہی۔ ان خلفائے راشدین مین سے ہر شخص موٹے کپڑے
کا لباس پہنتا تہا۔ ان کے پیرون مین وہ کہجور کی چہال کی نعلین بنی ہوتی تہین
ان کی تلوار کا پرتلہ بہی کہجور کی چہال کی رسیون سے بنا ہوا ہوتا تہا۔ وہ
بازارون مین اسطرح چلا پہرا کرتے تھے جیسے کوئی عام رعایا مین کوئی
شخص گہومتا پہرتا ہو۔ اور جسوقت کسی چہوٹے سے چہوٹے آدمی سے کچھ کہتی تہی
تو جواب مین اپنی بات سے کہین زیادہ سخت گفتگو سنتے تہے۔ وہ پاک طینت
لوگ ان تمام باتون کو دین داری کی قسم سے خیال کرتے تہے۔ اور لوگون پر
خدا ترسی اور انصاف اور عمدہ برتاؤ کے ساتہہ حکمرانی کرتے تہے خلفار راشدین
کی غذا اُن کے یہان کے فقیرون کی غذا سے بہی کم درجہ ہوتی تہی۔ وہ لوگ
محتاجی یا تنگدستی کی وجہہ سے اس قسم کی کمی نہین کرتے تہے۔ بلکہ ایسا کرنیسے
انہین اپنی غریب رعایا کے ساتہہ ہمسری اور ہمدردی کا خیال رہتا تہا
حضرت علی بن ابو طالب کو ان کی املاک سے بہت بیش قرار آمدنی ہوتی
تہی جو وہ سب کے سب فقیرون کو دے ڈالا کرتے تہے اور اپنا گذارا

اسی قناعت اور صبر کی روش پر کرتے رہتے تھے - ابوبکر - عمر - علی
ابن العاص - معاویہ و خالد جیسے لوگ اگر آج کے دن ظاہر ہوتے تو اسمین
کلام نہین - کہ ان کا شمار اُن بڑے بڑے لوگون مین ہوتا جنکی عظمت چھپ
دنیا بطور ضرب المثل پیش کرتی - جیسا کہ یورپ کے لوگ ان دنون بوناپارٹ
کرام ویل - بسمارک اور گلیڈاسٹن وغیرہ کو ضرب المثل بناتے ہین -

مذکورۂ بالا اشخاص ان نامور لوگون کے علاوہ ہین جو اموی اور عباسی
حکمرانون کے عہد مین پیدا ہوئے - اور شہرت اور عظمت کے آسمان پر نیر اعظم بنکر چمکے
خداوند عالم نے عرب والون کی قسمت مین فتحمندی لکھدی تھی - کہ اُن کو
ایسے سردارون اور سپہ سالارون کے ساتھ مختص کیا جو فنون جنگ و
حسن تدبیر اور حکمت عملی مین دنیا کے چیدہ چیدہ لوگون مین شمار ہوتی ہین
مثلاً خالد بن ولیدؓ - خالد بن سعیدؓ - ابی عبیدہ ابن الجراحؓ - سعد بن ابی وقاصؓ
یزید بن ابی سفیانؓ - حمزہ بن عبد المطلبؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ جیسے
لوگ جن مین دلیری اور سپہ سالاری کا مادہ غالب تھا اور عمر بن العاصؓ
معاویہ بن ابو سفیان - مغیرہ بن سعبہ اور زیاد کی مانند مدبر اور ہوشیار لوگ
اور ابوبکر صدیق و عمر بن الخطاب کے مثل دانا اور متقی اور صاحب ہمت لوگ
اُن مین پیدا ہوئے -

عربون کا قاعدہ تھا - کہ جب کسی شہر یا ملک کو فتح کرتے وہان کے رہنے والونکو
بدستور سابق انہین کے طور طریق پر رہنے دیتے اُن کے مذہب مین اونکے
معاملات مین - ان کی تمدنی اور انتظامی حالتون مین کوئی تغیر نہ کرتے تھے

جبکہ عمر ابن العاص نے مصر کو فتح کیا - تو انہون نے وہان بہی ویسا ہی برتاؤ کیا یعنی قبطیون کی حکومت اور انتظامی حالت خود اُنہین کے ہاتہہ مین رہنے دی - حتیٰ کہ قبطی اپنے ہی گروہ مین سے اپنا قاضی مقرر کرتے تہے جو ان کے معاملات کا فیصلہ کیا کرتا تہا - خلفائے راشدین کے وقت مین خلافت شورے کے ذریعہ سے ہوتی تہی -

یہہ انتخاب زمانہ خلفار راشدین کا روانگی لشکر اُسامہ سے شورے کے ذکر تک کتاب تمدن اسلام مصنفہ عیسائی مصنف جرجی زیدان سے کیا گیا ہے - یہہ مصنف بظاہر دشمن اسلام نہین - مگر بانی اسلام پر جو درپردہ حملہ کئی ہین اس سے اُسکی نیت ظاہر ہوتی ہین - اسکی کتاب جامع اضداد ہو تاہم ایسا مصنف خلفار اربعہ کی خوبیون کے ظاہر کرنے پر اس سبب سے مجبور ہوا تاکہ بانی اسلام کے حالات پر شک نہو اور وہ مسلمہ سمجہے جائین -

خلافت کے زمانہ کا ذکر محض اس غرض سے کیا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ ان بزرگون کے عادات کیسے تہے - اور انپر لوٹ مار اور خونریزی کا الزام لگانا جائز تہا - یا محض تعصب اور ظلم کے راہ سے لگایا -

اسی خیال سے اسلام کے تمدنی دور کا تذکرہ بہی یہان درج کیا جاتا ہے یہہ انتخاب بہی تمدن اسلام جرجی زیدان سے کیا ہے -

دور سوم

۱- خلافت بنی امیہ دمشق - قریب سو برس -

۲- خلافت بنی عباس بغداد } پانچسو برس مدت قیام } بر اعظم ایشیا
سو برس بعد خلافت اول کے قائم ہوئے

۳- خلافت بنی امیہ اندلس - } آٹھہ سو برس تک رہا } بر اعظم یورپ
آخر زمانہ خلافت اول کی قائم ہوئی -

۴- خلافت بنی فاطمہ مصر } دو سو برس } بر اعظم افریقہ
خلافت دوم کی آخر زمانہ مین قائم ہوئی

ان سب کی مدت نو سو برس ہوئی - خاتمہ عربی قوم کی سلطنت کا اندلس مین ۱۵۰۱ء مین ہوا -

علاوہ اس کے ترک - مغل - افغان (غیر عرب) اسلامی قومون کی سلطنتیں دور دوم کے زمانہ مین پیدا ہوئین - اور اب تک باقی ہین - اُن کی تمدن سے مقابلہ کرنے مین بہت کچھ قطع برید کرنی پڑے گی - اور یہہ امر بحث طلب ہوگا کہ تا زمان قیام سلطنت عرب کے غیر عرب اقوام عرب کی برتری قبول کرتے تھے یا نہین - اور کسوقت سے غیر عرب اقوام مین خلافت کی شان مسلم ہوئی - غرضکہ مین اس تیسرے زندہ دور سے اس جگہہ قطع نظر کرتا ہون -

انتخاب از تمدن اسلام

قرآن - اول اہل عرب جیسا کہ ہمنے بیان کیا اپنی شاعری - خطابت اور فصاحت پر فریفتہ تھے - لیکن جب قرآن اُترا - تو اُسکی فصاحت و بلا

اُن کو مبہوت کر دیا- اسکا اسلوب بیان اور اسکی بلاغت اُن کو بالکل اعجوبہ معلوم ہوئی- کیونکہ یہہ کاہنون کی مسجع عبارت کی طرح نہین تھا اور نہ شعر کی طرح مقفیٰ اور موزون- بلکہ دونون سے جداگانہ تھا جسکی کوئی نظیر اُن کی زبان مین نہین تھی- اُس کی خوبیان دیکھکر انکو حیرت ہوگئی اور جادو کی طرح اسنے ان کے دلون کو مسخر کر دیا- جب اہل عرب اسلام لائے- تو اسکی تلاوت مین محو ہوگئے- اور چونکہ اُس کے احکام دین کی اصل اور دنیا کی جڑ ہین- اور انھین کی پابندی کی وجہ سے اسلامی دولت اور سلطنت کو ترقی ہوئی- اس لئے وہ اسکے معانی مین بھی بہت غور کیا کرتے تھے جب بعض بعض مقامات پر اُنکو دشواری پیش آتی- تو حدیث تلاش کرتے جس سے اُن اشکال کی توضیح ہو جاتی-

حدیث اس لئے اُن کو احادیث جمع کرنے اور اُسکے مسلسل بالروایت کرنے کا شوق پیدا ہوا- چونکہ بہت سی روایتون مین تباین اور تغایر معلوم ہوا اس لئے صحیح اور فاسد روایتون مین تمیز کرنے کے لئے درس اسانید اور اور راویون کے اخبار اور حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور انھون نے محدثین کے طبقات مقرر کئے اور اُنکے حالات چھان مارے

مغازی جب اسلامی دولت قائم ہوئی اور مختلف ممالک مفتوح ہوئے تو انکے اوپر خراج اور لگان مقرر کرنے کے لئے اُنکو ابتدار اسلام کی تواریخ پر نظر ڈالنی پڑی- کہ اُسوقت جب ملک فتح کئے گئے تھے- تو کس طرح خراج مقرر کیا گیا- کیونکہ ممالک کے فتح کرنے کی مختلف صورتین ہوتی ہین-

کوئی لڑائی سے فتح کیا جاتا ہے۔ کوئی صلح سے کوئی امن دیگر اس لیئے
اُن کے خراج کی مقدار اور کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔ اس غرض کیلئے
انکو مغازی اور فتوح کے حالات مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

سیر — خلفا بنی امیہ کے زمانہ مین امور سلطنت وغیرہ مین بہت کچھ خرابیان
واقع ہو گئین۔ اس لیئے علمانے مواعظ اور سلف کے حالات بیان کرکے
لوگون کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا شروع کیا۔ اس غرض کیلئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ اور خلفا راشدین کے تاریخی حالات جمع کیئے گئے
چونکہ سنت (حدیث) اور قرآن کے معانی اور احکام سمجھنے کیلئے فہم عبارت
اور استخراج معانی کی بھی ضرورت پیش آئی۔ اسلیئے علم تفسیر مع راویون

تفسیر — اور ناقلون کی سند اور اختلاف قرآء کے مرتب کیا گیا۔ اور اسی طرح
طبقات حدیث اور محدثین کے درجے مقرر کیئے۔ اور انکے لیئے یہہ بھی
ضروری ہوا کہ اصول مقرر کیئے جائین جن سے معانی سمجھنے مین غلطی نہو
چنانچہ اصول فقہ مقرر کیئے گئے۔ اور فقہ اور علم کلام کی طرف بھی توجہ کیگئی

لغت — جب غیر اہل عرب تلاوت قرآن کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو انکو
اسکے اعراب مین بہت دشواری پیش آئی۔ اس لیئے انکو علم لغت کی ضرورت
ہوئی انہون نے اسکو مدون کیا۔ اور الفاظ کی معانی متعین کیئے اور اسکی قواعد مقرر کیئے
اس لیئے علوم لغت مین جو لوگ مشغول ہوئے۔ اُن مین عجمیون کی تعداد زیادہ
علم لغت مین انکو خاص طور پر قریش کی زبان کی کیفیت تلاش کرنی پڑی۔ کیونکہ قرآن
انہین کی زبان مین اُترا تھا۔ اس لیئے انہون نے عربون کے اشعار اور امثال

کی تحقیق شروع کی۔ اسکے ضمن مین عربون کے حالات ان کی شاعری کی کیفیت اُن کے آداب اور انساب کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت بھی پیش آئی۔ اسی کا نام علم ادب رکھا گیا۔

اشعار مین مختلف روایت اور نقل کی وجہہ سے تفاوت واقع ہوتا تھا۔ اسلئے شعرا کے حالات اور اُن کے طبقات چھانے گئے۔ اُن کی قبیلے اور مقامات دریافت کیئے گئے۔

الغرض جسقدر علوم اہل اسلام نے مرتب کئے۔ اُن سب کا مرجع قرآن شریف ہے۔ اور یہہ تمام کام اُسکے معانی سمجھنے کے لئے کئے گئے گویا وہ مسلمانونکی علمی دائرہ کا مرکز ہے۔

مقابلہ اہل اسلام و رومیون کا۔

اہل عرب نے دولت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ اور بہت سی قومین دین اسلام مین داخل ہو کر اہل عرب کے ساتھہ خلط ملط ہو گئین اور متفقہ طور پر سب کا نام اہل اسلام رکہا گیا۔ اسیطرح اہل روما نے اٹلی کی دولت کی بنیاد ڈالی اور مختلف ممالک کو فتح کر کے وہان کی قومون سے ربط ضبط کر لیا جس سے وہ سب ایک قوم شمار کیئے جانے لگے۔ اور انکا نام اہل روما رکھا گیا جب ان دونون قومون کو ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے دیکھا جاتا ہے تو اہل اسلام علمی مشغلہ مین بہ نسبت اہل روما کے زیادہ دیکھے جاتے ہین کیونکہ ان دونون قومون نے علوم کو اہل یونان سے لیا۔ لیکن یونانی قومونکا اُن سے مقابلہ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ وہ علم اور فلسفہ کے موجد ہین۔ اگرچہ اُنھون نے اُسکا زیادہ ترحصہ قدما مصر اور کلدانیونسے لیا

لیکن وہ واضع خیال کئے جاتے ہین - اس حیثیت سے وہ اہل روما اور عرب سے افضلیت رکھتے ہین - لیکن بحیثیت دولت اور سلطنت کی اُنکا درجہ دونون سے گرا ہوا ہے - کیونکہ انتظام اور حکومت کا مادہ نہین تھا اسلئے اُن کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہین رہی - اور نہ وہ اپنی ایک مستقل قوت قائم کرسکے - بلکہ مختلف چھوٹی چھوٹی سی سلطنتین تھین جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھین -

اہل رومانی یونانیون سے فلسفہ اور علوم لئے - لیکن انہین کوئی معتدبہ زیادتی نہ کرسکے - البتہ انہون نے شرائع اور قوانین حکومت وضع کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی - جو یونانیون کو نہین نصیب ہوئی گویا اہل روما فتح اور سلطنت کے لئے بنائے گئے تھے - اور اہل یونان تصور اور خیال کے لئے - اور اہل عرب مین یہ دونون باتین تھین - اسلئے انہون نے اعلےٰ درجہ کا نظام حکومت اور قوانین مقرر کئے - اور ایک وسیع اور پرشان سلطنت قائم کرلی - اور یونانیون سے جسقدر علوم نقل کئے ان کو اسی حال پر باقی نہین رکھا - بلکہ اونکی درس تدریس شروع کردی - اور اپنی عقل کی تیزی اور ذہن کی صفائی سے اسمین بہت کچھ اضافہ کیا - اسکے علاوہ اہل فارس ہند - اور کلدانیون کی بھی انہون نے علوم نقل کئے - مزید بران خود بہت سے علوم بنائے - جو اسلامی علوم کہلاتے ہین - علم فصاحت و بلاغت بھی انہین کی لطافت طبع کا نمونہ ہے -

یہہ بات پہلے ہم نے بیان کردی - کہ اسلامی تمدن مین جن علمون کو ترقی

ہوئی۔ وہ دو قسم کے ہین۔ ایک تو اسلامی علوم۔ دوسرے علوم دخیلہ
یعنی جو دوسری زبانون سے لئے گئے۔ علوم اسلامیہ زیادہ تر اُن لوگون
مین رائج ہوئے۔ جو عرب نہین تھے۔ اِسکا سبب یہ ہے۔ کہ اہل عرب
اسلام کو سنبھالنے اور فتوحات ملکی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ جنگلون کے — رواج علوم اسلامیہ مابین مسلمانان غیر عرب
باشندے امی لوگ تھے۔ اس لئے دعوت اسلام دین کے پہیلانے اور
دولت کے بڑہانے مین مصروف ہوگئے۔ جنہین علم کی چندان ضرورت نہ تہی
وہ صرف قرآن جانتے تھے۔ اور اسی سے لوگون کو اسلام کی طرف بلاتے تہے
اور اسی کی تلقین کرتے تھے۔ ابہی اسلام کو پچیس برس بہی نہ ہوئے تہے کہ شام
عراق۔ مصر۔ فارس۔ افریقہ وغیرہ ممالک مفتوح ہوگئے۔ مسلمانون کی تعداد
زیادہ تر وہی فاتح لشکر تہا۔ اور اس وسیع ملک کی حیثیت سے اُن کی تعداد
بہت کم تہی۔ علاوہ برین ان مین سے بہت سی لڑائیون مین مارے گئے مگر
اُس کے ساتہہ ہی اُس پرشان سلطنت اور اُسکے باشندون کی حمایت
اور اُسکے انتظام کی کافی تدبیرین کرتے تھے۔ ان کی ہمتین سلطنت اور — ترقی سپہ گری شاعری خطابت فتوحات عرب
لشکرکشی کی طرف زیادہ متوجہ ہوگئین۔ اور اپنے فطرتی مادے کی وجہ سے
شاعری اور خطابت مین وہ مشغول ہوئے۔ یہی ان کی جاہلیت کی علوم تہے
اپنی اولاد کو بہی بدنی ریاضت۔ سواری اور سپہگری کی تعلیم دیتے تہے
تاکہ وہ فتح ممالک اور دین کے پہیلانے مین کام آسکین۔ انکا پرشان
بادشاہ عمر بن خطاب اپنی دوربین آنکہون سے اُن کی آیندہ حالت سنبہالنے
کے لئے طرح طرح کی تدبیرین کیا کرتا تہا۔ اُس نے انکو زراعت اور اسکی

پیشون سے جو اُن کو خانہ نشین کر دین ممانعت کر دی۔ اسی سبب سے عربونکا
گہر گہوڑے کی پیٹہہ تہی۔ اور پیشہ تلوار بازی۔ جب وہ مختلف ممالک مین پہیلگئے
اور ان کے فتوحات کے آگے سمندر آگیا۔ تو حضرت عمر نے اُن کے پاس
یہہ حکم بہیجا۔ تم اپنی اولادون کو تیرنا سکہلاؤ۔ اور اچہی اچہی ضرب المثلون
اور اشعار سے اُن کی ہمت بڑہاؤ۔

تحصیل علم بنی امیہ عباسیہ۔ فاطمیہ

خلفاء عباسی مین سب سے زیادہ عالم مامون تہا۔ یہہ شریعت۔ لغت
نجوم فلسفہ اور منطق خوب جانتا تہا۔ اسی کے مقابل خلفاء اندلس مین حکم
بن ناصر تہا جسکی وفات ۳۶۶ھ ہجری مین ہوئی۔ اور دوسرا حاکم بامر اللہ
فاطمی مصر مین تہا۔ جسکی وفات ۴۱۱ھ ہجری مین ہوئی۔ حکم بن ناصر عالم اور
فاضل ہونے کے ساتہہ ہی کتابون کے جمع کرنے کا بے حد شوق رکہتا تہا۔
اسنے بہت مال و دولت اس شوق کے پورا کرنے مین صرف کیا۔ اور
حاکم بامر اللہ بہت بڑا نجوم کا عالم تہا۔ اُس نے ایک رصدگاہ قاہرہ مین
بنوائی اور ایک کتب خانہ جمع کیا۔ عبد الرحمن اوسط حکمران اندلس بہی ایسا
ہی تہا۔ اس کی وفات ۲۳۸ھ ہجری مین ہوئی۔ یہہ پہلا بادشاہ تہا۔ جسکو اندلس مین
پہلے پہل بغداد سے فلسفہ کی کتابین ملین اسکے پیشتر اندلس مین فلسفہ کا
کوئی نام بہی نہین جانتا تہا۔

ادب اور شعر مین خلفاء کو خاص دلچسپی ہوتی تہی۔ سفاح کو عرب کے
مفاخرات اور اُن کی شاعری کے پرانے قصے بہت پسند آتے تہے۔
منصور۔ اخبار اور آداب عرب سے بہت واقف تہا اسنے ایک کتاب بہی

اسمین تصنیف کی ہے - ہادی کی مجلس مین ادبا اور شعرا کا مجمع رہا کرتا تہا
ابن المعتز پہلا حکمران ہے - جس نے علم بدیع مین کتاب لکہی - ابراہیم ابن مہدی
بہت بڑا ادیب اور شاعر تہا - ایسا ہی امراء حمدان - حلب اور اندلس کا
کا حال تہا - یہہ خلفا چونکہ خود عالم ہوتے تہے - اسلئے تلاش کرکے اہل علم کو
بلاتے تہے - اور انکو بڑے عہدے اور وزارت دیتے تہے ایسی صورتمین
کوئی وجہہ نہ تہی - کہ علم کی ترقی معراج کمال پر نہ پہونچ جاتی - اسامہ بن منقذ
لکہتا ہے - کہ سفاح خطبون اور رسائل کا بہت شائق تہا - اور ایسے لوگون پر
بہت کچہ احسان کرتا تہا - چنانچہ اسنے ایک ہزار رسالے اور ایکہزار خطبے
جمع کرائے تہے - منصور اخبار اور قصون کا بڑا شائق تہا - اسکے زمانہ مین
تمام قدیمی قصے اور پرانے واقعات لوگ جمع کرتے تہے - موسیٰ ہادی اشعار کا
شیدائی تہا - اسکیلئے لوگون نے اچہے اچہے اور لطیف اشعار جسقدر ملسکے جمع کئے
تصنیفات اسلامیہ ایسی علمی دلچسپی کی حالت مین کوئی تعجب نہین ہے - اگر مصنفان اور تصنیفات
کی تعداد زیادہ ہوجائے - کیونکہ بادشاہ - امرا - وزرا - اغنیا - فقرا
جسمین عرب - فارس - روم - یہود - سریان - ہنود - ترک - دیلم اور قبط
وغیرہ شامل تہے - تمام اسکی طرف مائل ہوگئے - اور شام - مصر - عراق فارس
خراسان - ہند اور اندلس کے علما اسمین مصروف ہوگئے - ان کی
تصنیفون مین ہر قسم کے علوم طبیعات - الہیات - ادب - ریاضی -
تاریخ اشعار وغیرہ وغیرہ بہرے پڑے ہین - انہون نے علم کی اسقدر
شاخین نکالین - جنکی تعداد پانسو سے زیادہ ہوگئی جنکو ملاش کہری زاد

مفاتیح العلوم میں ذکر کیا ہے۔ بعض ایسے علم بھی انہوں نے ایجاد کئے جنکا وجود اسلام کے قبل نہ تھا جیسے اقتصاد سیاسی اور فلسفۂ تاریخ۔

سب سے پہلے اسلام میں ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ ہجری میں دمشق میں ایک شفاخانہ جذامیوں کے لئے تعمیر کیا۔ جب عباسیوں کی سلطنت قائم ہوئی۔ اور منصور نے فارس سے طبیبوں کو بلایا۔ تو ایک پاگل خانہ مجنونوں کے علاج کے لئے تعمیر کرایا۔ اچھا شفاخانہ جو اسلام میں قائم ہوا وہ رشید کے زمانہ میں تعمیر کرایا گیا۔ یہ فارس کے جندیسا پور کے مارستان (بیمارستان) کے ڈھنگ پر بنوایا گیا۔ برامکہ نے بھی اپنے نام سے ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا۔ چونکہ انکو ہندوستان کی طبابت سے بہت زیادہ الفت تھی۔ اسلئے اسکا افسر ایک ہندو کو مقرر کیا۔ جسکا نام ابن دہن تھا اسنے برامکہ کے لئے سنسکرت سے طبی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ شفاخانہ

جب بغداد کا شفاخانہ مشہور ہوا۔ تو دوسرے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس کی تقلید کی جانے لگی۔ متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان نے مصر میں ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ جو المتاخر کے نام سے مشہور ہوا۔ ۲۵۹ھ ہجری میں جب ابن طولون وہاں کا حاکم ہوا۔ تو اس نے اپنے نام سے ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ جسمیں ساٹھ ہزار دینار صرف کیا۔ اور یہ حکم دیدیا کہ کسی سپاہی اور سلطنت کے ملازم کا علاج یہاں نہو۔ عام مرضا اور مجانین کو مفت دوائیاں دیجاتیں۔ ہر جمعہ کو خود بھی اسکا معاینہ کرنے کے لئے جاتا تھا لیکن ایکدن کسی پاگل نے وار کر دیا۔ جس سے اسکو تکلیف پہونچی اور یہ

جانا بند کردیا۔ تیسری صدی ہجری ابھی پوری نہ گذرنے پائی تھی۔ کہ مکہ اور مدینہ میں بھی شفاخانے تعمیر کیے گئے۔ چوتھی صدی ہجری میں خلیفہ مقتدر اور اُسکے وزرا نے بغداد اور اسکے اطراف میں شفاخانے بنانے شروع کیے جیسے وزیر نے حربیہ میں ۳۰۲ھ ہجری میں ایک بڑا شفاخانہ قائم کیا جسمیں ابوعثمان دمشقی مشہور طبیب ملازم تھا۔

سیدہ کا شفاخانہ بھی بہت مشہور تھا۔ اسکو سنان ابن ثابت نے ۳۰۶ھ ہجری میں کھولا تھا۔ اسکا ماہوار صرفہ چھ سو دینار تھا۔ مقتدر نے بھی اپنے نام سے بغداد کے باب الشام پر ایک شفاخانہ بنایا تھا جسمیں دو ہزار دینار ماہوار خرچ ہوتے تھے۔ وزیر ابن الفرات نے بھی اپنے نام سے شفاخانہ تعمیر کیا تھا اُنکے علاوہ رے۔ اور نیشاپور وغیرہ میں بھی لوگوں نے مارستان بنائے تھے

مصر میں مارستان کافوری بہت مشہور تھا۔ عضد الدولہ نے ۳۶۸ھ ہجری میں بغداد میں پل کے پاس ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا جسمیں چوبیس طبیب ملازم تھے۔ ان سب کا افسر جو شخص تھا۔ اُسکا نام ساعور تھا۔ یہہ مارستان اس زمانہ میں تمام شفاخانوں سے بڑا خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن جب نورالدین زنگی نے چھٹی صدی ہجری میں دمشق میں اور سلطان صلاح الدین نے قاہرہ میں شفاخانے تعمیر کرائے۔ تو اُسکی وقعت گھٹ گئی۔ ملک منصور نے ۶۸۳ھ ہجری میں دمشق کے شفاخانہ کیطرح مصر میں بھی شفاخانہ تعمیر کیا جسکے آثار اب تک باقی ہیں۔ انکے علاوہ تمام بلاد اسلام فارس۔ خراسان۔ موصل۔ شام اور اندلس وغیرہ میں بھی بہت سے شفاخانے تعمیر ہوئے تھے جنکا بیان کرنا

طوالت سے خالی نہین۔ ابن جبیر مشہور سیاح نے اپنے سفرنامہ مین چھٹی صدی
ہجری کے بلاد اسلام کے مشہور شفاخانون کے چشم دید حالات بیان کئے ہین
ان تمام شفاخانون مین باقاعدہ نہایت عمدگی کے ساتھہ علاج کیا جاتا تھا
اور دوا اور غذا مین مختلف مذاہب کے لوگون کا خیال رکھا جاتا تھا خدام
تیماردار۔ اور نرسین مریضون کی خدمت کے لئے ملازم رکھی جاتی تھین
جو مریض مرجاتا تھا۔ وہ سرکاری طور پر دفن کر دیا جاتا تھا۔ انھین شفاخانون مین
طب بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعض شفاخانے ایسے بھی تھے۔ جو فوجون کی ساتھہ
رہا کرتے تھے۔ سلطان محمود سلجوقی کے لشکر مین چالیس اونٹون پر شفاخانہ رہا
کرتا تھا۔ یہہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے۔ کہ قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے (قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے۔)
اور پہلی تعلیم اسلام کی یہی ہے۔ گویا مسلمانون کا معلم اول جو شخص ہے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ کیونکہ انھون نے صحابہ کو اُس کی تعلیم دی
اُسی کے اقتضا سے دوسرے علوم مثلاً فقہ۔ تفسیر۔ حدیث۔ تاریخ۔ اور
ادب وغیرہ کی تعلیم شروع ہوئی۔ یہی وجہہ تھی کہ اسلام کے پہلے مدارس
اکثر مسجدون مین ہوا کرتے تھے۔ اور ہر جامع مسجد مین ایک مدرسہ ضروری
خیال کیا جاتا تھا۔ وہان کتابون کا بھی ایک ذخیرہ مطالعہ کے لئے رکھا جاتا تھا
امرا اور خلفا البتہ اپنی اولاد کی تعلیم معلم کو ملازم رکھکر اپنے مکانپر دلاتے تھے
جیسا کہ اب بھی بعض بعض جگہ طریقہ ہے۔ ان جوامع مین سب سے مشہور
قاہرہ کا جامع ازہر ہے۔ یہہ ۳۶۱ھ ہجری مین قائم کیا گیا تھا۔ اسمین بھی قرآن وغیرہ
کی تعلیم ہوتی تھی۔ یہان ترکستان۔ ہند۔ فارس۔ یمن۔ شام اور اندلس وغیرہ

ممالک اسلامی کے طلبا آکر پڑھتے - نوین صدی ہجری کے اوائل مین یہان سات سو پچاس طالبعلم تھے - جن کی تعداد اب دس ہزار سے بھی زائد ہے اور کوشش کی جارہی ہے - کہ جدید علم بھی اسمین داخل کیئے جائین - یہہ دنیا مین سب سے پرانی اور بحیثیت طلبار کے سب سے بڑی درسگاہ ہے اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ جو قائم کیا گیا - وہ خراسان مین مامون نے بنایا تھا - جبکہ وہ وہان کا والی تھا - نیشاپور مین ابن فورک نے جس کی وفات ۴۰۶ھ ہجری مین ہوئی ایک مدرسہ قائم کیا تھا - مدرسہ سعیدیہ سلطان محمود کی بھائی نصر نے قائم کیا تھا - اسمٰعیل صوفی اور پروفیسر ابو اسحٰق نے بھی مدرسے قائم کیئے تھے - یہہ تمام مدرسے بغداد کے مشہور مدرسہ نظامیہ کے پیشتر قائم کیئے گئے تھے - نہین معلوم مورخین اسلام مدرسہ نظامیہ کو اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ کیون لکھتے ہین - نظام الملک نے خود ہی مدرسہ بغداد کے پیشتر نیشاپور مین الپ ارسلان کے زمانہ مین ایک مدرسہ قائم کیا تھا - غالباً اسکا سبب یہ ہے - کہ مدرسہ نظامیہ اس نوعیت کا پہلا مدرسہ تھا جسمین طلبا کو مفت تعلیم دینی شروع کیگئی اور وہان کی تعلیم یافتون کے لئے سلطنت مین حقوق قائم کیئے گئے اُس مدرسہ کی اسلام مین بہت بڑی وقعت ہے - اسمین سے بہت سے لوگ تعلیم پاکر نکلے جو دنیا مین آفتاب بنکر چمک اُٹھے - سب سے پہلے جو شخص اسکا پرنسپل مقرر کیا گیا وہ ابو اسحٰق شیرازی تھا - پھر امام - ابو نصر - پھر ابو القاسم - پھر ابو حامد غزالی پھر شاشی - پھر سہروردی اور کمال الدین اقہاری وغیرہ ہوئے جو علم کے قطب تھے - یہی وجہ تھی - کہ یہان کی تعلیم بہت اچھی ہوئی تھی اس مدرسہ کا

صرفہ چھہ لاکھہ دینار تہا۔ بعض لوگون نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت
کی۔ کہ اگر اسقدر صرفہ آپ ایک جرار لشکر پر کرین۔ تو آپ کا جھنڈا قسطنطنیہ کی
فصیلون پر پھہرانے لگے۔ ملک شاہ نے نظام الملک کو بلوا کر عتاب کیا اُنہنے
کہا کہ تم نوجوان شہزادہ ہو۔ لذات دنیوی اور شہوات مین منہمک ہو تمہاری
نیکیان کم اور گناہ بہت زیادہ آسمان پر جاتے ہین تم جرار فوج جو ممالک
فتح کرنے کے لئے تیار کرنا چاہتے ہو۔ ان کی تلوارین ڈیڑہ ہاتھہ کی ہونگی اور
اُن کے تیر زیادہ سے زیادہ تین سو قدم جائین گے۔ لیکن مین جو اس لشکر کو
مدرسہ مین تیار کر رہا ہون۔ ان کی دعاؤن کے تیر سیدہے زمین سے عرش تک
جائین گے۔ ان کی دستِ دعا تمہاری فوج اور سلطنت کے لئے آسمان سے
وہ برکتین اتارین گی۔ جنکو تم کسی لشکر سے حاصل نہین کر سکتے ملک شاہ نے
اُس کی بات بہت پسند کی۔ نظام الملک ۴۸۵ھ ہجری مین مقتول ہوا اس مدرسہ کی
تقلید مین بہت سے مدرسے مصر۔ شام۔ فارس۔ دیلم۔ اندلس وغیرہ مین
بنائے گئے۔ جنکا بیان کرنا طوالت سے خالی نہین۔ بہت سے اوستاد خود
اپنے مکان پر طلبا کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابوبکر رازی کے حلقہ درس مین
صف در صف اسقدر طلبا بیٹھتے تھے۔ کہ ان کی آواز سب نہین سن سکتے تھے
پہلے جو شخص کوئی بات پوچھتا۔ اسکو اول صف کے طلبا بیان کرتے اگر وہ
عاجز آتے تو دوسری صف کے طلبا بتلاتے۔ اگر درجہ بدرجہ کسی کو نہ آتا تو
خود رازی تقریر کرتا۔ جسقدر شاگرد زیادہ ہوتے اسی قدر اوستاد کی شہرت
ہوتی۔ طلبا کبھی اپنے اُستاد کا ساتھہ نہین چھوڑتے تھے۔ امام فخر الدین رازی

جب گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے تھے۔ تو تین سو فقیہ پیدل دوڑتے تھے
ہندوستان کے مشہور مورخ سید امیر علی جسٹس نے اندلس کی تاریخ لکھتے ہوئے
بیان کیا ہے۔ کہ مسلمانون نے قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ وغیرہ مین بہت سے مدرسہ
قائم کئے تھے۔ صرف غرناطہ مین سترہ بڑے اور ایکسو بیس چھوٹے مدرسے تھے۔
تعلیم اس زمانہ مین ہر طبقہ اور فرقہ مین عام تھی غلام لونڈیون اور عورتون کو
بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

تعداد کتب	نام کتب خانہ
۱۰۰۰۰۰۰	بیت الحکما (بغداد)
۱۰۰۰۰	سابور
۴۰۰۰۰۰	الحکم (قرطبہ)
۱۰۰۰۰۰۰	خزائن القصور (قاہرہ)
۱۰۰۰۰۰	دار الحکمت
۳۰۰۰۰۰۰	کتب خانہ طرابلس شام
۴۰۰۰۰	کتب خانہ مراغہ

اسی مصنف نے اس اسلامی تمدن کی مردم شماری تیس پچیس کروڑ ظاہر کی ہے
میرے نزدیک جو اسباب اس تخمینہ کی قائم کرسکتے ہین۔ وہ سب قرین قیاس ہین
بعد ابتری و بربادی رومی و ایرانی سلطنتون کے اسلام کے زمانہ مین نئے نئے شہر
عظیم الشان گنجان آباد ہوئے۔ ملک مین امن و امان قائم ہوا اور اعلیٰ درجہ کا

تمدن قائم ہوا۔ اور اب ان ممالک کی آبادی نواں کی حالتمین سات کروڑ ستائیس لاکھہ ہے تو اُسوقت سہ گنہ ہونا خلاف قیاس نہین ہی یہہ مردم شماری عربی خلافتون کی ہے۔ ترکی۔ مغلی۔ افغانی اس سے جدا ہین۔ اس مصنف نے اسلامی تمدن کا مخرج قرآن قرار دیا ہے۔ اور جن اسباب سے یہہ رائے قائم کی ہے۔ وہ سب صحیح ہین۔ قرآن مین خود یہہ ادعا موجود ہے

۱- یہہ جامع ہے۔

۲- اس کی مثل انسان نہین بنا سکتا

۳- قدرت اُسکی محافظ ہے۔

ایسا عالیشان تمدن ایک چہوٹی سی کتاب سے پیدا ہونا ایک بڑی حجت اسکے جامع ہونے کی ہے۔ اُسکا بے نظیر ہونا اس سے ثابت ہے۔ کہ وحشی نیم وحشی۔ مہذب۔ تینون درجہ کے انسانون پر سحر اور جادو کا اثر کیا اور اب تک وہی تاثیر باقی ہے۔ ۲۳ سال مین تہوڑا تہوڑا نازل ہونا اور بروقت نزول حفظ کرنا۔ اور تیرہ سو برس تک حفظ کا طریقہ قائم رہنا اور اسوقت تک اسی حالت اصلی مین باقی رہنا۔ یہہ فطرتی دلیل اُسکے محفوظ رہنے کی ہے۔ جسقدر تمدن کہ اب تک دنیا مین پیدا ہوئے ہین۔ سوائے اسلام کے کوئی تمدن نہ ملیگا۔ جس کی نسبت دعوی سے یہہ کہا جاسکے۔ کہ اسکی بنیاد ایک چہوٹی سی کتاب پر ہے۔ ہر تمدن کے بہت سے اسباب ملینگے جو ایک زمانہ کے بعد اس تمدن کی بنیاد بعد کو قرار پائی ہین۔ اسلام ہی دنیا مین ایک نرالا تمدن ہے جسکی بنیاد مسلمہ قرآن ہے۔ اُسی سے مسلسل سب کچہہ استخراج

ہوتا رہا۔ گویا یہ خزانہ تمدن کا ہے۔ جس سے سب ضرورت کی چیزیں نکلتی آئی ہیں۔

اسلامی تمدن میں ایک بے نظیر ہمدردی نوع انسان کا ثبوت ہے کہ ملک عرب جہاں سے یہ تمدن پیدا ہوا۔ وہاں سوائے مکہ۔ مدینہ (ایک خانہ خدا۔ دوسرا خانہ رسول ہے۔) کے کوئی نشانی تمدن کی نہیں ہے باقی تمام اسلامی دنیا میں بیشمار یادگاریں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو فائدہ پہونچانا اس مذہب کا اصول تھا۔ بنی امیہ نے دمشق دار السلطنت بنایا۔ بنی عباس نے بغداد بنایا بنی فاطمہ نے قاہرہ بنایا۔ اندلس میں غرناطہ وغیرہ بنائے۔ اور بیشمار شہر بیرون عرب بنائے۔ مکہ۔ مدینہ جیسے تھے۔ ویسے ہی رہے۔ ان چاروں دار السلطنت کے موافق مکہ۔ مدینہ کی نہ آبادی بڑھی۔ نہ وہاں عمارتوں کو ترقی ہوئی حالانکہ ان دونوں شہروں میں تیرہ سو برس سے سالانہ مجمع ہوتا رہا ہے امیہ۔ عباسیہ کے زمانہ میں عرب ماتحت رہا تاہم کوئی مادی ترقی عرب کی نہوئی وجہ اسکی یہ ہے۔ کہ مکہ۔ مدینہ۔ مرکز مذہب کے ہیں۔ اسلام نے دنیاوی جاہ وجلال کی شان ان میں پیدا نہیں کی۔ اپنی قدرتی حالت پر چھوڑ دیا اور دین پھیلانے کے لئے دنیا میں پھیل گئے۔ اور جہاں سکونت اختیار کی اسکو جنت بنایا۔

اب یورپین مذہب۔ یورپین تمدن (یعنی تہذیب حال) کے دو دور قائم کر کے ان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

پہلا دور مذہب عیسوی کا ہے - اُس کی مدت ایکہزار سال یورپ مین ہے
دوسرا دور تمدن یورپ کا ہے - اسکی مدت قریب چار سو سال کے ہے -
اول دور مذہب عیسوی کا ہے - یہہ مذہب ایشیا مین پیدا ہوا اور دوسری
جون ۲ میں یورپ مین ہجرت کرکے آیا - اس زمانہ کی بابتہ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب
معرکہ مذہب اور سائنس مین اسطرح آغاز کرتا ہے -

اس زمانہ مین جب اس دین کا چشمہ گدلا ہوا تہا - اسکی کیا حالت تہی وہ
حالت ٹرلیس کی تحریر مرقومہ سنہ ۲ عیسوی سے قریب سو برس سے ظاہر ہوتی ہے
وہ تحریر یہہ ہے -
ٹرلیس اپنا بیان صفائی نہایت قابلیت سے شروع کرتا ہے وہ حکام عدالت
سے مخاطب ہوکر کہتا ہے - کہ مسیحیت دنیا مین نئی نئی آئی ہے - اور اس
ملک مین جو اسکا اصلی وطن نہین ہے - اگر اوسی دشمنون سے سابقہ پڑے
تو اسمین کوئی اچنبے کی بات نہین - اس کی استدعا صرف اسیقدر ہے کہ
روما کے مجسٹریٹ اسی براءت کا موقع دین - اور اسکا بیان سماعت کئی
بغیر اُسکے خلاف تجویز صادر نہ کرین - اگر اسے ایسا موقع دیا گیا تو سلطنت
کے قوانین آفتاب و ماہتاب بنکر چمکین گے - لیکن اگر اسے اپنی براءت
مین زبان ہلانے کی اجازت نہ دی گئی - تو اس انصاف کے اغراض پورے
نہونگے جس کے لحاظ سے رومتہ الکبری شہرۂ آفاق ہے - کسی شئے سے خواہ
وہ فی الحقیقت نفرت ہی کے قابل کیون نہو - ایسی حالت مین نفرت کرنا
جبکہ ہمکو اسکے متعلق کچھ علم نہو - خلاف شیوۂ معدلت ہے - روما کی قوانین

کا تعلق اُن افعال سے ہے۔ جو اشخاص سے سرزد ہوں نہ کہ اشخاص کے اسمار سے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ باایں ہمہ بعض اشخاص روما کی عدالتوں میں سزایاب ہوئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی جرم سرزد ہوا تھا۔ بلکہ اسلئے کہ وہ مسیحی کہلاتے تھے۔

اس کے بعد وہ مسیحیت کی ابتدا۔ اس کی ماہیت اور اسکے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے۔ کہ اس کی بنا عبری اناجیل پر ہے۔ جو سب کتب سے زیادہ متبرک اور قدیم ہیں۔ اور اس مسئلہ کے متعلق مجسٹریٹوں سے اسطرح خطاب کرتا ہے۔ صحف موسیٰ جنہیں خدا نے یہودی۔ اور اس لحاظ سے عیسائی مذہب کو ایک بیش بہا خزانہ کی طرح محفوظ کیا ہے۔ آپ لوگوں کی قدیم ترین کتب بلکہ آپ کی سرکاری عمارات آپ کی قائم کی ہوئی حکومت آپ کی بڑی بڑے شہروں آپ کے تاریخی کارناموں آپ کے زمانے کی یادگاروں اور آپ کے اُس ابجد کے حروف کی ایجاد سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔ جو علوم و فنون کی موڈل اور عجائبات قدرت کی محافظ ہے۔ بلکہ میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ صحائف آپ کے دیوتاؤں آپکی مندروں آپ کے غیب گو کاہنوں۔ اور آپ کی رب النوعی قربانیوں سے بھی عمر میں زیادہ ہیں۔ اِن صحائف کی تنزیل کا زمانہ محاصرہ ٹرائی سے ایکہزار سال اور ہومر سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے۔ زمانہ راستی کا حلیف ہے۔ اور ارباب فہم و تمیز بجز اُن باتوں کے جو متحقق اور مسلم ہوں اور جنکی تصدیق زمانہ کرچکا ہو۔ اور کسی بات کو نہیں مانتے۔ اِن صحف مقدسہ کی صحت کا

سب سے بڑا انحصار اُن کی غیر معمولی قدامت پر ہے۔ سلسلہ بطلیموسیہ کے سب سے زیادہ فاضل فرمانروا فلیڈلفس نے جس کی اہملیت مسلم الثبوت ہے۔ ڈمیٹریئس فلیریئس کے مشورہ سے ایک نسخہ ان کتب سماوی کا بہم پہونچا یا تہا۔ جو اب تک اُسکے کتب خانہ مین موجود ہے۔ اِن کتب کے سماوی الاصل ہونے کا ثبوت یہہ ہے۔ کہ جو کچہہ ہمارے زمانہ مین ہو رہا ہی وہ پہلے سے ان مین مذکور ہے۔ اور جو واقعات انسان کو ان کے نازل ہونے کے بعد سے پیش آئے ہین وہ سب ان مین مندرج ہین۔

کیا کسی پیشین گوی کا پورا ہونا اُس کی سچائی کی دلیل نہین ہے؟ اُن واقعات نے جو پیش آچکے ہین۔ جب اُن پیشین گوئیون کی سچائی پر مہر لگادی ہے جو اِن کے متعلق قبل از قبل کی گئی تہین۔ تو کیا اُن واقعات کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے جنکو وقوع کے متعلق دوسری پیشین گوئیان اسی قبیل کی موجود ہین ہم مورد الزام قرار دئے جا سکتے ہین؟ پس چونکہ ہم اُن باتون پر ایمان لائے ہین۔ جن کے متعلق اناجیل مین پیشین گوئی کی جا چکی ہے۔ اور جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آئین۔ لہذا ضرور ہے۔ کہ ہم دوسری باتون پر بہی ایمان لائین۔ جو ابہی ظہور مین نہین آئین۔ لیکن اُن کے متعلق انہین اناجیل مین دوسری پیشین گوئیان موجود ہین۔ اناجیل مقدسہ کی تعلیم یہہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ جس نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا۔ اور جو اگرچہ ہر روز نظر آتا ہے۔ لیکن پہر بہی آنکہون سے نہان ہے۔ اُسکی غیر محدودیت کا حال بجز اسکے اور کسیکو معلوم نہین۔ اوسکی بے انتہا بڑائی نے اوسے

چھپا رکھا ہے - لیکن ساتھ ہی ظاہر بھی کر رکھا ہے - اُس نے انسان کی اعمال حسنہ و سیئہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے - یوم نشور کے دن تمام وہ انسان جو آفرینش کائنات سے اُسکے خاتمہ تک پیدا ہو کر مر چکے ہین اُسکے حکم سے دوبارہ زندہ ہونگے - اور اپنے دنیوی قالب اختیار کرینگے اسکے بعد وہ اُن کے اعمال کی جانچ کریگا - اور جو نیک ہونگے اُنہین تو لذت جاودانی عطا فرمائے گا - اور جو بد ہونگے اونہین ابدی شعلون مین جھونک دیگا - دوزخ کی آگ سے مراد وہ چھپے ہوئے شعلے ہین جو قعر زمین مین بھڑک رہے ہین - زمانہ گذشتہ مین وہ منادون یا پیغمبرون کو اخلاق و روحانیت کی تعلیم کے لئے مامور کر چکا ہے - اس قدیم زمانہ کے پیغمبر یہودیون کی قوم مین پیدا ہوئے - اور اُنہون نے غیب کی آواز بنی اسرائیل تک پہونچائی - جنہون نے اِس آواز کو بشکل اناجیل قلمبند کر لیا - ہم پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے - کہ ہم ایک انسان کی پرستش کرتے ہین بنی اسرائیل کے خدا کی عبادت نہین کرتے - لیکن حقیقت مین ایسا نہین ہے ہمارے دلون مین جناب مسیح کی طرف سے جو ارادت و عقیدت جاگزین ہے - اُس سے خدا کی اُس عظمت مین جسکا ہمین اعتراف ہے کوئی فرق نہین آتا - اِن بزرگان دین کی برگزیدگی کی وجہ سے یہودیون پر خدا نے اپنے خاص احسانات اور برکتین نازل کین - اور اُنکو شرف ہمکلامی عطا کیا - تائید ایزدی سے وہ مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے - لیکن خبث نفس کے باعث یہہ سرکش قوم خدا کو بھول گئی - اور اُسکے قوانین پر جسب پرستی کو

ترجیح دینے لگی۔ اسپر خدانے اُنہین متنبہہ کیا۔ کہ اگر تم باز نہ آوگے۔ تو مین تمسے زیادہ وفادار اور اطاعت شعار بندونکو اپنی رحمتون کا شرف بخشونگا۔ لیکن جب اُن کے تمردنے اس انتباہ کو بھی نظر انداز کیا تو خدانے اُن کو اُن کے وطن سے خارج کردیا۔ اور وہ دشت غربت مین سرگشتہ و سراسیمہ بھٹکنے لگے۔ آج وہ تتر بتر ہوکر تمام عالم مین پھیلے ہوئے ہین۔ اُن کے نصیبون مین ذلت و خواری ہے۔ وہ دربدر مارے مارے پھرتے ہین۔ اُس ہوا سے اُن کے مشام نا آشنا ہین۔ جس کے جھونکون نے ان کے گہوارون کو جھلایا تھا۔ اُس زمین کو اُن کی آنکھین ترس گئی ہین۔ جہان اُنھون نے اول اول عالم ہستی کا تماشا دیکھا تھا۔ اب اُن کا سرپرست نہ خدا ہے نہ انسان۔ خدانے جس بات کی اُنہین دہمکی دی تھی۔ وہ پوری کرکے دکھادی۔ اُسنے دنیا کے دوسری ممالک اور دوسری اقوام سے ایسے بندون کا انتخاب کیا۔ جو اُن کے مقابلہ مین زیادہ وفادار تھے۔ اپنے پیغمبرون کے ذریعہ سے اُسنے یہہ بشارت دی تھی۔ کہ اِن نئے بندون پر اُسکی خاص رحمتون کا ظہور ہوگا۔ اور اُن مین ایک مسیحا پیدا ہوگا۔ جو اُن مین ایک نئی شریعت کی اشاعت کریگا۔ یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تھے۔ جو خدا بھی ہین اسلئے کہ جسطرح ایک شمع سے دوسری شمع جلتی ہے۔ اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوسکتا ہی۔ خدا اور اُسکا بیٹا متحد الوجود ہین۔ روشنی دونون شمعون کی ایک ہی ہے۔ کتب مقدسہ مین مذکور ہے۔ کہ ابن اللہ کا ظہور دنیا مین دو مرتبہ ہوگا

پہلی مرتبہ بحالت عجز و انکسار - دوسری مرتبہ محشر کے روز جاہ و جلال کیساتھ
یہودیون کو یہہ کل باتین اُن کے پیغمبر پیشتر سے جتا چکے ہین - لیکن اُن کے
گناہون کی تاریکی اُن کی آنکھون پر کچھ ایسی چھا گئی تہی - کہ جب وہ پہلی مرتبہ
آیا - تو اونہون نے اُسے بالکل نہ پہچانا - اور اسوقت تک اس کی آمد آمد کا
فضول انتظار کر رہے ہین - وہ یہی کہتے رہے - کہ مسیح کے معجزے آسمانی
نشان نہ تہے - بلکہ جادو کے کرشمے تہے - علمائے مذہب اور پیشوایان دین
اسکو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے - اور حاکم وقت پابلیٹ کے دربار مین جاکر
اُسپر طرح طرح کے بہتان باندہے - اسکو صلیب پر چڑہایا گیا - اور جب اُسکا دم
نکل گیا - اور وہ زمین مین دفن کردیا گیا - تو تین دن کے بعد وہ قبر سے اٹھا
اور چالیس دن تک اپنی حواریون مین رہا - اسکے بعد وہ بادل مین لپٹا ہوا
سیدہا آسمان کو چلا گیا - اور یہہ واقعہ ہے - جس کی شہادت رومیولس یا کسی
اور رومی بادشاہ کی معراج کی انسانی شہادت سے بدرجہا زیادہ معتبر ہے
اس کے بعد ٹریٹین نے شیطان اور اس کے گروہ کثیر الانفار کی تکوین اور
ماہیت بیان کی ہے - اور کہا ہے - کہ شیاطین اپنے فرمانروا ابلیس کے حکم سے
طرح طرح کی بیماریان - تغیرات ہوا - امراض وبائی اور پیداوار ارضی کی تباہی
کے بانی ہوتے ہین - انہین کے ورغلانے سے انسان بتون کو بہینٹ دیتا ہی
تاکہ انہین قربانیون کا خون جو ان کی غذا ہے چوسنے کو ملے - شیاطین پرندون
کی طرح سبک سیر ہوتے ہین - اسلئے ربع مسکون مین جو واقعات گذرتی تہین
سب اُن کو معلوم ہوجاتے ہین - اور چونکہ اُن کی بود و باش ہوا مین ہے

لہذا اُن کو عرش کے حالات بہی معلوم ہوتے رہتے ہین - یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کو دہوکا دیکر غلط باتین باور کرا دیتے ہین - اور غیب گوئی بہی کرتے ہین - جو انسان کو گمراہ کرتی ہے -

مثلاً روما مین شیاطین نے اس واقعہ کا اعلان کیا - کہ شاہ پرسیوس پر رومی فوجون کو فتح حاصل ہو گی - لیکن حقیقت حال یہہ ہے - کہ پیشین گوئی اسوقت کی گئی - جبکہ فتح کی خبر اُن کو ملچکی تہی - وہ بیمار دن کو جہوٹ موٹ اچہا بھی کر دیتے ہین - اور وہ اسطرح کہ اول تو کسی شخص کے جسم مین حلول کرتی ہین جس کی وجہ سے وہ بیمار ہو جاتا ہی - اور اُسکے بعد کوئی نسخہ تجویز کر کے اُسکو ستانا چہوڑ دیتے ہین - اور آسیب زدہ کو یہہ خیال ہوتا ہے - کہ اُسے واقعی شفا ہو گئی -

اگرچہ عیسائی شہنشاہ کو خدا نہین مانتے - مگر پہر بہی وہ اسکی ترقی دولت و اقبال کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے ہین - اسلئے کہ وہ عظیم ہلاکہ جو دنیا مین پڑنے والا ہے - اور وہ بلائے مبرم جس سے نظام عالم کا شیرازہ بکہرنیکا خوف ہے - اُسی وقت تک رُکی ہوئی ہے - جب تک کہ یہہ سلطنت قومی شوکت قائم ہے - عیسائیون کی یہہ دعا ہے - کہ خدا ان کو دنیا کا ہیبتناک خاتمہ نہ دکہائے - وہ فقط ایک جمہوری سلسلہ کے قائل ہین - لیکن یہ سلسلہ تمام عالم کو محیط ہے - اُن کی ایک برادری ہے - وہ ایک خدا کی پرستش کرتی ہین اور نجات اُخروی کے امیدوار ہین - وہ صرف شہنشاہ اور حکام ہی کے لئے نہین - بلکہ قیام امن کے لئے بہی دعا کرتے ہین - وہ اپنی کتب مقدسہ کو اس

غرض سے پڑھتے ہین۔ کہ اُن کے ایمان مین استواری اُن کی امیدون مین
وسعت اور اُس بھروسے مین استحکام پیدا ہو۔ جو اونہین خدا کی ذات پر ہو
اُن کی مجلسین افہام اور تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین وہ بدکردارون کو
اپنی جماعت سے خارج کردیتے ہین۔ اور اُن کے پیشوایان دین اونکی
افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین۔ جنہین اِن کا اقتدا کرنا ہوتا ہے۔
ہر مہینے کے ختم پر ہر جماعت کے ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ اپنی مقدرت کی
موافق کچھ رقم بطور چندہ دے۔ لیکن چندہ دینے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا ہے
جو رقم اس طور پر جمع ہوتی ہے۔ وہ گویا چندہ دینےوالونکی زہد واتقا کی ضمانت ہے
یعنی اپنے نفس کی آسائش پر صرف نہین کیجاتی۔ بلکہ مساکین کی پرورش اور
تجہیز وتکفین بیکس اور نادار یتیم بچون کی خبرگیری ضعیف العمر خادمان دین
کی امداد اور اُن لوگون کی اعانت مین اٹھائی جاتی ہے۔ جنکی جہاز تباہی مین
آگئے ہون۔ یا جن کو دین حقہ پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے جلاوطنی یا قید
یا کانون پر مزدوری کرنے کی سزا دی گئی ہو۔ عیسائیون مین بجز اُن کی
بیبیون کے اور کل مال ومتاع مشترک الاستعمال ہے۔ نہ تو وہ اس حرص سے
پیٹ بھرتے ہین۔ کہ گویا کل ہی مرجائین گے۔ اور نہ عمارتین ایسی عالیشان
بناتے ہین۔ جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ قیامت کے بورے لپیٹین گے انکی
زندگی کا مقصد پاکبازی انصاف صبر اعتدال اور عصمت ہے۔
اپنا بیان صفائی ختم کرنے سے پیشتر ٹرٹلین نے اس دعوے کا ازسرنو ذکر
کیا ہے۔ جسپر ازمنہ مابعد مین عملدرآمد ہونے سے یورپ کی علمی ترقیون پہ

ایک بہت بڑا اثر پڑا۔ اُسکا دعوے یہ ہے۔ کہ کتب مقدسہ کو وہ گنج شایگان سمجھنا چاہیئے۔ جس سے دنیا نے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی اور جواہر ریزے حاصل کئے ہین۔ اگر کسی حکیم نے فلسفہ کا کوئی نکتہ بیان کیا ہے۔ تو انہین صحف کے اسرار حکمیہ سے فیض پاکر اور اگر کسی شاعر کو کوئی اچھوتا مضمون ہاتھہ آیا ہے۔ تو انہین مقدس کتابون کے تخیل آفرینی کی بدولت غرض اُسنے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ عہد و جدید و عتیق صدق و حقیقت کا معیار مطلق ہین۔ اور جو مسئلہ انکے اصول کے مطابق نہو وہ لامحالہ غلط ہے۔ ٹرٹین کی تحریر جو اوپر ختم ہوئی۔ اُسمین سے بعض امور کا انتخاب ٹرٹین کی عبارت مین کرکے یہان درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تہے۔ جو خدا بہی ہین۔ اس لئے کہ جسطرح سے ایک شمع دوسری شمع سے جلتی ہے۔ اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوتا ہے۔ خدا اور اسکا بیٹا متحد الوجود ہین روشنی دونون شمعونکی ایک ہے

۲۔ اُن کی (یعنی عیسائیون کی) مجلسین افہام و تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین۔ وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کردیتے ہین ان کے پیشوایان دین اُن کے افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین۔ جنہین اُنکا اقتدا کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کی اور کل مال متاع مشترک الاستعمال ہے

۴۔ کتب مقدسہ کو گنج شائیگان سمجھنا چاہیئے۔ جس سے دنیا کے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی و جواہر حاصل کئے ہین۔ جو مسئلہ ان اصول کے موافق

نہ وہ غلط ہے۔ یہی چار اصول آیندہ تغیر مذہب کے ذمہ دار ہین تثلیث پوپ کا اقتدار۔ اخذ وجبر کی بنیاد۔ کتب مقدسہ سے غلطی اور صحت کا مقابلہ کرنا باعث خرابی کا ہوا۔ ٹرٹین کی تحریر سنہ ۲۰۰ع کی ہے اُسوقت تک مذہب عیسوی ادنٰے درجہ مین پہیلتا جاتا تہا۔ شاہی حمایت مین نہ آیا تہا۔ اور اِسوجہ سے عیسائیون کو تکلیفین پہونچتی تہین۔

سنہ ۳۱۵ عیسوی مین شاہ قسطنطین نے مذہب عیسائی اختیار کیا اوسوقت سے شاہی مذہب ہوگیا۔ اور بت پرست قوم کے عقائد مذہبی کی آمیزش شروع ہوگئی۔ اِن سب اعتقادیونکا افسانہ ڈریپر کی زبان سے یہان درج کیا جاتا ہے۔

قسطنطین کی زمانہ مین مسئلہ تثلیث کا جائز قرار پانا

سب سے زیادہ اہم بحث اس مسئلہ مین یہہ تہی - کہ ابن اللہ ہونیکی حیثیت سے مسیح کا کیا درجہ قرار دیا جائے - اسکندریہ مین ان دنون ایک پادری ایریس نامی رہتا تہا - جو ایک دفعہ بشپ (اسقف) کا اُمیدوار تہا - مگر محروم رہا اُسنے یہہ بحث پیش کی - کہ بلحاظ رشتۂ فرزندی و پدری ضرور ہے کہ ایک وقت ایسا ہوا ہو - جبکہ بیٹے کا وجود نہ تہا - اِس لئے کہ باپ کی عمر بیٹے سے زیادہ ہونی چاہیئے - پس حضرت مسیح قدیم نہین بلکہ حادث ہین - لیکن صاف ظاہر ہے - کہ اِس بحث کا منشا یہہ تہا - کہ ہر سہ افراد تثلیث ازلی نہین ہین - تینون کے تینون ہم مرتبہ و مساوی الحیثیت نہین ہوسکتے ایک کو باقی دونون پر ضرور فوقیت ہونی چاہیئے - اور جب صورت یہ ہے تو ضرور ہے - کہ ایک وہ وقت تہا - جب تثلیث کا وجود نہ تہا - اُسپر اُس بشپ نے جسکو ایریس کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تہی مجالس عامہ مین اِس مسئلہ پر اپنی روانی تقریر کے جوہر دکہلانے شروع کئے اور جب مناظرہ نے طول کہینچا - تو یہودیون اور بت پرستون نے جو اسکندریہ کی آبادی کا جزو غالب تہے - اِس بحث کے متعلق ناٹکون مین مضحکہ انگیز نقلین کرنی شروع کین - اِن نقلون مین دل لگی کی سب سے بڑی بات یہہ ہوتی تہی - کہ باپ اور بیٹے کو مساوی السن ظاہر کیا جاتا تہا -

اِس بحث کا جوش و خروش جب حد سے بڑہ گیا اور فتنہ و فساد کا اندیشہ

پیدا ہو چلا۔ تو معاملہ شہنشاہ کے پاس تصفیہ کی غرض سے بہیجا گیا پہلی تو مزخرفات سمجھکر اسنے توجہ نہ کی۔ اور شاید دل مین ایریس کے دعوی کو حق بجانب خیال کیا۔ کہ باپ کی عمر حقیقت مین بیٹے کی عمر سے زیادہ ہونی چاہیے۔ لیکن اُسپر اسقدر دباو چارون طرف سے ڈالا گیا۔ کہ آخر مجبور ہوکر اُسنے نایسیا کی کونسل کے انعقاد کا حکم دیا۔ اِس کونسل نے جھگڑا مٹانے کے لئے ایک فیصلہ صادر کیا۔ جس کی ذیل مین تکفیر و لعنت کا یہہ فتویٰ درج تہا" جو شخص یہہ دعوے کرے۔ کہ کسی وقت مین خدا کے فرزند کا وجود نہ تہا۔ یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تہا۔ یا وہ نیست سے ہست کیا گیا۔ یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اُس کی تخلیق ہوئی جو ربانی نہین ہے۔ یا وہ مخلوق یا متغیر ہے۔ ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون قرار دیتا ہے"۔ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اِس کو بزور حکومت نافذ کرایا۔

قیصران روم کے عہد مین بت پرستی کی آمیزش شروع ہوتا قسطنطین نے از راہ نہایت مال اندیشی کہلم کہلا مسیحیت کی حمایت کا اعلان کیا۔ اِسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ہر حصہ مین مرد عورت بچے بوڑہے اسکی جان نثاری اور ہوا خواہی کا دم بہرنے لگے اور اسکی خاطر لڑنے مرنے کے لئے مستعد ہوگئے۔ اِس کے علاوہ شاہی افواج مین جو مسیحی بہ تعداد کثیر موجود تہے۔ وہ اُس کی جانبازانہ متابعت کے لئے تیار ہوگئے سلویا کے پل کے قریب ایک بہت بڑی جنگ ہوئی۔ جسمین اُسے کامل

فتح حاصل ہوئی - اور اُسکے تمام منصوبے بار آور ہوگئے - پہلے میکسمن اور اُسکے بعد لائیسنس کی موت نے اُن تمام رکاوٹون کو جو اُسکی راہ مین حائل تہین دور کر دیا - اور اولین مسیحی فرمانروا ہونے کی حیثیت سے اُسنے قیاصرہ کے تخت پر قدم رکہا - فاتح اور کامیاب جماعت کیساتہ اب جو کوئی شریک ہوا - اوسے بڑے بڑے عہدے اور مرتبے ملنے لگے اِسکا نتیجہ یہہ ہوا - کہ دنیا دار لوگ جنہین مذہب کی خس برابر بہی پروا نہ تہی - مسیحیت کے سبب سے زیادہ جوشیلے حامی ہوگئے - چونکہ وہ بظاہر عیسائی لیکن بہ باطن مشرک و بت پرست تہے - لہذا اُن کے اثر کی وجہ سے عیسائیت مین بت پرستی و شرک کے عناصر کی آمیزش شروع ہوگئی - قسطنطین نے کہ وہ بہی اِنہین کا ہم مشرب تہا - کوئی ایسا طریقہ اختیار نکیا جس سے اُن کے اِس منافقانہ طرز عمل کا سد باب ہو - قسطنطین کی ساری عمر سیاہ کاریون مین گذری - اور کہین آخر وقت (۳۳۷ء) مین جاکر اُسنے اُن مذہبی مراسم کی پابندی کی - جنپر عمل کرنیکی کلیسا ہدایت کرتا ہے -

سلطنت کا بت پرستانہ عیسائی مذہب کا معاون ہونا

تبرکات کا غلو - اوہام پرستی - تیوہارونکی ترقی ہونا

قسطنطین کا طرز عمل ہمیشہ اُس کے اِس عندیہ کی شہادت دیتا رہا کہ وہ اپنی رعایا کے کل طبقون کو ایک آنکہ سے دیکہنا چاہتا ہے - فریق کامیاب کی وکالت کو اپنی فرمانروائی کا اصول نہین قرار دینا چاہتا - پس جہان اُسنے گرجا تعمیر کئے - بت پرستون کے لئے مندر بہی بنوا دئے اگر پادریون

کی سرگوشیون پرکان دہرا۔ تو بت پرست کاہنون سے بہی مشورہ کیا
نایسیا کی مسیحی کونسل منعقد کی تو دولت کے بت پر بہی چڑہاوی چڑہائے
اصطباغ کی رسم کو قبول کیا۔ تو ایک تمغہ بہی مسکوک کرایا۔ جسپر اُسکا ربانی
لقب ثبت تہا۔ قسطنطنیہ مین سنگ سماق کے ایک مینار کی چوٹی پر اسکا
جو مجسمہ نصب کیا گیا۔ وہ اصل مین اپالو دیوتا کی ایک قدیم مورت تہی
جس کے خط و خال بدل کر قسطنطین کی صورت سے مشابہ بنا دئے گئے
اور سر کے گرداگرد وہ میخین جن کی نسبت بیان کیا جاتا تہا۔ کہ حضرت عیسیٰ
کو مصلوب کرتے وقت کام مین لائی گئی تہین۔ اس صنعت گری کیساتہ
جمائی گئین۔ کہ عظمت و جلال کے تاج کی شکل پیدا ہو گئی۔
اس خیال سے کہ بت پرستون کے دل مین شکست نے جو ناسور ڈالدیا ہے
اسکا اندمال مراعات خاص اور نوازشہائے پنہان کے مرہم ہی ضروری
ہے۔ قسطنطین نے اپنے دربار مین بت پرستی کی رسمون کی تجدید و ترویج
سے نہ صرف اغماض کیا۔ بلکہ ان کوششون کو استحسان کی نظر سے دیکہا
اور حقیقت یہہ ہے۔ کہ ان کوششون مین سب سے زیادہ حصہ لینیوالے
اُسی خاندان کے اراکین تہے۔
اس شہنشاہ کو جو محض دنیا کا بندہ تہا۔ اور جس کے مذہبی اعتقادات
کی خس سے بہی کم وقعت تہی اپنا ذاتی فائدہ سلطنت کی بہبودی اور
دونون مخالف جماعتون یعنی عیسائیون اور بت پرستون کی بہلائی اسمین
نظر آئی۔ کہ جہان تک ہو سکے۔ ان مین یگانگت و ارتباط پیدا کیا جائے

اور تو اور راسخ الاعتقاد عیسائیون تک کو اس حکمت عملی سے چندان اختلاف
نہ تہا۔ اس لئے کہ شاید وہ یہہ سمجھتے تھے۔ کہ نئی تعلیم کی شاخ مین اگر پرانے
عقائد کا پیوند لگا دیا گیا تو مذہب جدید کو بہت جلد ترقی ہو جائیگی اور
آخر کار بتپرستون کی آمیزش سے پاک ہو کر سچا مذہب باقی رہ جائیگا۔ اِس
انضمام و اختلاط کی بزم آرائی مین شہنشاہ کی مان ہلینا نے شاہی دربار کی
بیگمات کے ساتھہ ملکر شمع انجمن کا کام دیا۔ مصلحت شناس اور مزاج دان
کو ملکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی ایک نئی تدبیر ہاتھہ آگئی۔ بیت المقدس
کے ایک غار سے حضرت عیسےٰ کی صلیب دونون چورون کی صلیبین
واقعہ تصلیب کا کتبہ اور وہ میخین جو اس موقع پر استعمال مین لائی گئی تھین
تین صدیون تک امانت رہنے کے بعد برآمد کی گئین۔ اور ایک مناسب
حال معجزے سے جس کی تصنیف کرنے مین ان بزرگوارون کو ذرا بہی
دقت پیش نہ آئی۔ ان متبرک آثار کی تصدیق بہی ہوگئی غرض اچھی خاصی
آثار پرستی شروع ہو گئی۔ یونانیون کے اوہام باطلہ از سر نو نمودار ہوگئے
اور اُس زمانہ کی تصویر آنکھون مین پہرنے لگی۔ جبکہ وہ آلات جن سے
محاصرہ ٹرائی کا مشہور بہ چوبی گھوڑا تیار کیا گیا تھا۔ مٹیا پانٹم مین رکھے ہوئے
نظر آتے تھے۔ جبکہ پیلاپس کا عصای شاہی کروینا مین اکیلیز کا نیزہ
فیسلیس مین اور میمنن کی تلوار نکومیڈیا مین کاہنا موجود تھی۔ جب کہ
اہل ٹیجیا کلیڈ و نیا کے جنگلی سور کی کہال دکہا سکتے تھے۔ اور بہت سی
شہرون کو یہہ دعوے تہا۔ کہ ان کے پاس شہر ٹرائی کے محافظ دیوتا کا

اصلی بت موجود تھا۔ جبکہ مزدا دیبی کے ایسے ایسے مجسمے پیش کئے جا سکتی تھی جو برچھی ہلا سکتے تھے۔ ایسی ایسی تصویرین دکھائی جا سکتی تھین جو ہنس سکتی تھین۔ ایسی ایسی مورتین موجود تھین جنہین پسینہ آسکتا تھا اور ایسی ایسے ہزارہا معبد اور ہیکل اطراف ملک مین پھیلے ہوئے تھے جہان معجزون سے مریض اچھے کئے جا سکتے تھے۔

جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ وہ مذہبی عقائد جن کی تفصیل ڈریپر نے بیان کی ہے۔ متغیر ہو کر ایک عام پسند مگر پایۂ اخلاق سے گرے ہوئے مذہب کی شکل اختیار کرتے گئے۔ ان عقائد مین قدیم یونانی اصنام پرستی کا عنصر مخلوط ہو گیا۔ اولمپس تو وہی پہلا سا موجود ہو گیا مگر دیوتاؤن کے نام بدل دئے گئے۔ سلطنت کے جن صوبون کی قوت بڑھی ہوئی تھی وہان کے باشندون نے علی رغم مذہب شاہی اپنے قدیم عقائد اختیار کر لئے۔ عقیدۂ تثلیث قدیم مصری روایات کے سانچے مین ڈہال لیا گیا۔ نہ صرف ائیس کی پرستش بہ تبدیل نام از سر نو ہونے لگی۔ بلکہ اُسکا بت بھی جو کسی زمانہ مین ایک ہلال کی قوس پر رکھا ہوا نظر آیا کرتا تھا از سر نو نمودار ہو گیا۔ اس دیبی کا مجسمہ جو گود مین اپنے بچے ہورس کو لئے ہوئے ہی بت تراشی اور نقاشی کی صنعتون کے ذریعہ سے ہمارے زمانہ تک حضرت مریم اور ان کے معصوم فرزند کی دلربا تصویر کی شکل مین پہونچا ہے نئے لباس مین قدیم تصورات کی اس تجدید کا ہر جگہہ باشتیاق تمام خیر مقدم کیا گیا۔ جب اہل افیشریا کے سامنے اس امر کا اعلان کیا گیا

کہ وہان کی مسیحی مجلس نے بصدارت بطریق سائرل یہ فیصلہ کیا ہے
کہ مریم عذرا کو ”خدا کی مان“ کے لقب سے یاد کیا جائے۔ تو اُن لوگون نے
خوشی کے آنسوؤن سے اپنے بطریق کے قدم دہوئے۔ یہہ اشک ریزی
اُسی قدیم ناسور کی تراوش تہی۔ جسپر اگرچہ مسیحیت کے اثر کی وجہہ سے انگور
آچلا تہا۔ مگر مادہ فاسد ہنوز اندر باقی تہا۔ اگر اُن کے آبا و اجداد کو زمانہ میں
ڈائنا دیبی کے لئے یہی بات کی جاتی۔ جو جناب مریم کے لئے کی گئی۔ تو
اُن کے دلون پر بہی یہی اثر ہوتا۔ دنیا دار لو مسیحیون کی تالیف قلوب کا
یہہ طریقہ جس پر ان کے رسوم و عقائد کے اختیار کر لینے سے عمل کیا گیا
اُن لوگون کے اعتراض سے نہ بچا۔ جن کی بصیرت اِسکی علت غائی
کی تہ کو پہونچگئی تہی۔ چنانچہ فاسٹس نے قیصر اگسٹائین سے برملا ان ملامت
آمیز الفاظ مین خطاب کیا۔ ”تم مین اور بت پرستون مین کیا فرق باقی رہا
اگر کوئی فرق ہی تو یہہ ہے کہ تمہاری جماعت علیحدہ اور انکی جماعت علیحدہ ورنہ افعال و عقائد تو
ایک ہی سے ہین۔ اُن کے ہان قربانیان ہوتی ہین جن مین بدمستون کا
زور ہوتا ہے۔ تمہارے ہان بزم محبت ترتیب دیجاتی ہے۔ جو مذہبی
شکل مین ہوسناکی اور عیش پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اُن کے ہان بت
پجتے ہین۔ تمہارے ہان شہدا و اولیا کی پرستش ہوتی ہے تم اُن کی طرح
مردون کی روحون کی تواضع شراب و کباب اور چنگ و رباب سے
کرتے ہو۔ بت پرستون کے تمام مذہبی تیوہار تمہارے ہان اُسی ذوق و
شوق سے منائے جاتے ہین۔ غرہ ماہ اور راس الجدی و راس السرطان ہین

آفتاب کی تحویل کے وقت تم وہی رسمین ادا کرتے ہو۔ جو بت پرستون کے ہان رائج ہین۔ اور طرز ماند و بود اور عادات و اطوار کے لحاظ سے تو تم مین اُن مین مطلق فرق نہین" غرضکہ بت پرستی کے تمام رسم و رواج جاری ہوے چلے جاتے تھے۔ یہان تک کہ شادیون مین عشق و محبت کے دیبی وینس (زہرہ) کے بھجن گائے جاتے تھے۔

اس مقام پر تھوڑی دیر کے لئے ستاکر ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ عیسائیت کے ساتھہ بت پرستی کے شامل کر دینے کی اس چال نے بالاخر لوگونکو انحطاط عقلی کے کس طبقہ سافل تک پہنچا دیا۔ بت پرستی کی رسمین اختیار کر لی گئین۔ پرستش کے نمایشی اور بھڑک دار طریقے جاری ہوگئے پادریون نے پر تکلف لباس اور ٹوپیان اور تاج پہننے شروع کردئے کافوری شمعین سونے چاندی کے گلدان مراسم مذہبی کے لوازم مین داخل ہوگئے۔ عبادت مین براتون کے جلوس کی سی دھوم دھام نظر آنے لگی۔ قربانی کے ذریعہ سے طہارت ہونے لگی۔ رومی بت پرست کاہنون کی جادو کی چھڑی عیسائی اسقف کی حکومت ملی کا عصا بن گئے۔ گرجا۔ شہدا کے مزار بنائے جانے لگے۔ اور ان کی تطہیر اور تقدیس اُن رسمون کے ذریعہ ہونے لگی۔ جو سلف مین بت پرست پجاریون کے ہان رائج تھین۔ جھوٹ سچ جہان کہین کسی شہید کے کچھ آثار بہم پہونچ گئے فوراً اُن کی یادگار مین میلے اور عرس قائم کر دے گئے۔ خدا کے غضب کو فرو کرنے اور آسیب اُتارنے کا سب سے بڑا ذریعہ فاقہ کشی قرار دیا گیا

بیت المقدس اور شہدا کے مزارون کی زیارت وطواف کے لئے لوگ
ہزارہا کوس چلکر جاتے تھے۔ بیت المقدس سے منون خاک وہول لاکر
لوگ سوتیون کے مول بیچتے تھے۔ اور اُس مٹی کو شیطان کے دفعیہ کا ذریعہ سمجھا
جاتا تھا۔ دم کئے ہوئے پانی کے اوصاف وخواص مین تو کسی کو کلام ہی نہ تھا
مورتین اور تبرکات گرجاؤن کے ضروری لوازم تھے۔ اور خوش عقیدہ
لوگ بتون کی طرح اُن کو بھی پوجتے تھے۔ جسطرح زمانہ سابق مین بت پرستون نے
بعض مقامات کو خوارق عادات اور معجزات کے لئے مخصوص کر رکھا تھا
اِسی طرح خاص خاص مقامات عیسائی دنیا مین بھی اعجاز وکرامات کے مرکز
قرار دئے گئے۔ عیسائیون کی نجات یافتہ روحون کو حاضرات کے طریقہ پر
طلب کیا جاتا تھا۔ اور یہہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہہ روحین اطراف عالم مین
بھٹکتی پھرتی ہین۔ یا اپنے مقابر کے اوپر منڈلا رہی ہین۔ مندرون اور
قربان گاہون کی تعداد خارج از حد شمار تھی۔ توبہ اور ازالہ معصیت کیلئے
خاطی کو جو تکلیف دہ اور ایذا رسان لباس پہننا پڑتا تھا۔ اُس کی بہت سی
قسمین تھین۔ حضرت مریم کی عید تطہیر کا تیوہار اِس غرض سے قائم کیا گیا۔
کہ جو بت پرست نئے نئے عیسائی ہوئے تھے۔ اُن کے دلون سے پیگن دیوتا
کے یوم جشن کے منسوخ ہونے کی کھٹک جاتی رہے۔ مورتون صلیب کی
ٹکڑون۔ ہڈیون کیلون اور دوسرے تبرکات کی پرستش عام رواج
پاگئی۔ گویا اچھی خاصی جماد پرستی رائج ہوگئی۔ اُن آثار متبرکہ کی تصدیق کا
انحصار دو براہین پر تھا۔ یعنی پادریون کے حکم یا معجزات کے اظہار پر

اولیا کے پھٹے پرانے کپڑون اور اُن کی قبرون کی خاک تک متبرک سمجھی جاتی تھی
چنانچہ فلسطین سے کچھ بوسیدہ ہڈیان لائی گئین۔ اور اُن کی نسبت بہ وثوق
تمام یہہ مشہور کیا گیا۔ کہ یہہ حضرت مرقس اور حضرت جیمس اور دوسرے اولیائے
عہد سابق کے آثار جسمانی ہین۔ بت پرستی کے زمانہ مین انسان کو دیوتا بنا دیا
جاتا تہا۔ عیسائیون نے اُسے ولی کر دکہایا۔ کہ اسکا تصرف بہی معاملات
انسانی مین ربانی مداخلت سے کسی طرح کم نہ سمجہا جاتا تہا۔ مقامی دیوتاؤن
کی جگہہ مقامی پیر اور اولیا قائم ہو گئے۔ اُس کے بعد عشائے ربانی کی
پُر اسرار رسم کا ظہور ہوا۔ جسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ پادری کے عمل سے روٹی
اور شراب مسیح کے گوشت اور خون کی صورت مین منتقل ہو جاتی ہے۔ مرور
قرون نے عیسائیت اور بت پرستی کے اِس الحاق کو اور زیادہ کامل و
مکمل کر دیا۔ نئے نئے تیوہار منائے جانے لگے جنمین سے ایک تو اُس
برچہے کی یادگار مین قائم کیا گیا تہا۔ جس سے حضرت عیسیٰ کے پہلو مین چہکا
دیا گیا تہا۔ ایک اُن میخون کی یادگار کو تازہ رکہنے کیلئے قائم کیا گیا تہا جنسے آپ کا
جسم صلیب مین جڑ دیا گیا تہا۔ اور ایک سے کانٹون کے اُس تاج کی
یاد کو تازہ رکہنا مقصود تہا۔ جو مصلوب کرتے وقت آپکو پہنا دیا گیا تھا
اگرچہ بیسیون خانقاہون مین کانٹون کا یہہ بے بہا تاج موجود تہا۔ لیکن
زمانہ کا یہہ رنگ تہا۔ کہ کوئی شخص یہہ کہنے کی جرات نہ کر سکتا تہا کہ یہہ
کیونکر ممکن ہے۔ کہ سب کے سب تاج اصلی ہون
خانقاہون کے طبی کرشمون پر خاص خاص تبرکات کے معجز نما شفا گستری

مستزاد تھی۔ ان میں سے بعض تبرکات ایسے تھے۔ جن کی نوعیت عقل کو
محو حیرت کر دیتی تھی۔ مستعد و دیگر۔ اور خانقاہیں ایسی تھیں جنمیں جناب مسیح
کا کانٹوں کا تاج موجود تھا۔ گیارہ ڈیروں میں وہ برچھا رکھا ہوا تھا جس سے
آپ کا پہلو چھید اگیا تھا۔ اگر کوئی شخص از راہ جسارت یہ سوال کر بیٹھتا
کہ ان سب کا اصلی ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو وہ دہریہ اور مرتد قرار دیا جاتا
حروب صلیبیہ کے دوران میں طبقہ ہیکلین کے سورماؤں نے یورشلم سے
مقدس دوشیزہ کے دودھ کی بوتلیں لا لا کر صلیبی افواج کے سپاہیوں کے ہاتھ میں منہ مانگے
اور منہ مانگے داموں بیچیں۔ اور خوب ہی نفع کمایا۔ یہ بوتلیں از راہ غایت ارادت
وعقیدت بعض بڑی بڑی مذہبی اماکن میں مدتوں نہایت احتیاط کیساتھ محفوظ رکھی ہیں لیکن
دیدہ دلیری اور ڈھٹائی میں بیت المقدس کی اس خانقاہ کا درجہ شاید سب سے بڑھا ہوا تھا جسکے تبرکات میں
روح القدس کی ایک انگلی بھی داخل تھی۔ اس شرمناک بطلان پرستی کو زمانہ
موجودہ نے حقارت آمیز خموشی کیساتھ رد کر دیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ یہی
تبرکات ہزارہا خوش عقیدہ لوگوں کی کشت ارادت کو اپنے روحانی چھینٹوں سے سیراب
کرتی تھی۔ لیکن آج وہ اس درجہ ناپاک اور ذلیل خیال کئے جاتے ہیں۔ کہ کسی عجائب خانہ
میں بھی انہیں جگہ نہیں ملتی۔ آخر اس حرمان کی کیا وجہ ہے جو یورپ کی امانت سے
عہدہ برانہ ہونیکی شکل میں کلیسا کو نصیب ہوا اگر رومانی یورپ کے روحانی و مادی
ترقی کو حقیقت میں اپنا نصب العین قرار دیا ہوتا۔ اگر جانشین پطرس یعنی ساری دنیا کی
گڈریے نے صدق دلسوزی احد الغرض ہو کر اپنے گلہ کی بھیڑوں کی رکھوالی کی ہوتی اور انکی دنیاوی آسائش
اور دینی نجات کو اپنی غایت الغایات سمجھا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ کلیسا کو اس ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا

پادریونکا اقتدار بڑہنا اور قابو پانا اور ملک مین جہل و افلاس پہیلنا

اعلیٰ طبقہ کے پادریون نے تو ہر ملکی خدمت پر جو کچھ بہی باعث منفعت تہی۔ قبضہ کرہی رکہا تہا۔ اور ہر ڈیر کا صدر راہب کثیر التعداد غلامونکی مالک ہونے کے لحاظ سے بڑے بڑے امیرون اور جاگیردارونکا مقابلہ کرتا تہا۔ چنانچہ بعض صدر راہبون کے پاس بیس بیس ہزار غلام موجود تہے لیکن گدائی پیشہ راہبون کے لئے بہی معاش کے وسیع ذرائع موجود تہے ملک کا کوئی حصہ ایسا نہ تہا۔ جہان یہہ نظر نہ آتے ہون۔ اور غربا کی قوت لایموت مین اپنا حصہ نہ بٹا لیتے ہون۔ نکمے اور نکہٹو پادریون کا ایک انبوہ کثیر جس کی ارادت مین ممالک غیر منسلک تہے ایسا تہا۔ جس کی زندگی کاہلی اور بیکاری مین کٹتی تہی۔ اور جو اپنا پیٹ محنت مزدوری کرنے والون کے پسینے سے پالتا تہا۔ ایسی حالت مین کیونکر ممکن تہا۔ کہ چہوٹے چہوٹے کہیت بڑی بڑی جاگیرون مین ضم نہ ہوتے چلے جائین۔ غربا کا افلاس روز بروز نہ بڑہتا جائے۔ اور جماعت انسانی کی حالت رو بہ اصلاح ہونے کے بجائے پایۂ اخلاق سے ساقط نہ ہوتی چلی جائے دیرون۔ صومعون اور خانقاہون سے باہر تحصیل علم کی کوئی کوشش نہ کی جاتی تہی۔ اور کیون کر کیجاتی۔ کلیسا کی مصلحت اسی مین تہی کہ لوگ جاہل رہین۔ چنانچہ یہہ اصول عام طور سے تسلیم کرلیا گیا۔ کہ جہالت زہد و اتقا کی بان ہے۔

پاپائی قوت کے اس اکتناز و اجتماع کے لئے ہر قسم کے حقوق نہایت

بیدردی سے پامال کئے گئے گدائی پیشہ راہبون کے طبقون سے پاپائیت
کو اس مقصد کی تکمیل مین بہت بڑی مدد ملی۔ گویا پاپا اور یہہ طبقے ایک
طرف تہے۔ اور اساقف اور اُن کے ماتحت پادری دوسری طرف پاپائی
روما کے دربار نے تمام وہ حقوق غصب کر لئے۔ جو مجالس عامہ۔ مجالس
سلطانیہ (کونسل متعلق بہ دارالسلطنت) اساقف اور قومی کلیساؤن کو
حاصل تہے۔ چونکہ پاپا کے نائب بات بات پر دست اندازی کرتے تہے
لہذا اساقف نے اپنے ماتحتین کو ان کی بےعنوانیون پر روک ٹوک
کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اور چونکہ گدائی پیشہ راہبون کی مداخلت حد سے زیادہ
بڑہ گئی تہی۔ اس لئے دیہاتی پادریون کے اختیار بالکل سلب ہو گئے۔
اور جو رہا سہا اثر تہا۔ اُسے اُن راہبون نے پاپائی تذکرات الغفران اور
پروانجات نقض قانون بیچ بیچ کر زائل کر دیا۔ اُن حرام کو حلال اور ناجائز
جائز کر دینے والی سندون کی فروخت سے جو روپیہ وصول ہوتا تہا وہ سیدہا
روما پہنچ جاتا تہا۔ مالی ضرورتون سے مجبور ہو کر بہت سے پاپا اس ذلیل
حیلہ جوئی پر اُتر آئے۔ کہ جب کسی فرمانروا یا اسقف یا رئیس ہیکلین کا
مقدمہ پاپائی عدالت مین پیش ہوتا تہا۔ تو اُس سے کہا جاتا تہا۔ کہ
ایک جام طلائی جس مین دوکات بہرے ہوئے ہون بطور نذرانہ پیش
کرے۔ اسی قسم کی ضرورتین جشن جوبلی کے انعقاد کی محرک ہوئین۔
پاپائی سکسٹس رابع نے بہت سے جدید عہدے قائم کئے اور ہر عہدہ
بعوض تین یا چار سو دوکات کے فروخت کر ڈالا۔ پاپائی انوسنٹ ہشتم نے

اکلیل پاپائی رہن رکہا۔ پاپای لیو دہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُسنے تین پاپاؤن کی آمدنی اڑا ڈالی یعنی جو رقم اُسکا پیشرو خزانہ مین چہوڑ مرا تہا۔ اول تو اُسپر ہاتہ صاف کیا۔ اس کے بعد اپنی دولت پردست تبذیر دراز کیا۔ اور جب یہ بہی کافی نہوئی۔ تو اپنے جانشین کے مترقبہ مداخل کو پہلے سے وصول کرکے لیکہا جوکہا برابر کردیا اُسنے دوہزار ایکسو پچاس جدید خدمتین قائم کرکے فروخت کین۔ مشتریون کے لئے روپیہ لگانے کی اس سے بہتر ترکیب نہ تہی اِس لئے کہ اصل سرمایہ پر بارہ فیصدی سود کہین گیا ہی نہ تہا۔ اُس سود کے استحصال کے لئے وہ ممالک موجود تہے۔ جہان کیتہولک مذہب رائج تہا۔ یورپ بہر مین کوئی شہر ایسا نہ تہا جہان سرمایہ اِسقدر بامنفعت طور پر لگایا جاسکتا ہو جیسے روما مین۔ اخلاق الرہن کے ذریعہ سے اور نیز عہدون کو نہ صرف ایک دفعہ بلکہ مکرر فروخت کرکے بڑی بڑی رقمین وصول کرلی جاتی تہین عہدہ دارون کا اضافہ اِس غرض سے کیا جاتا تہا۔ کہ وہ اپنے عہدہ کو دوبار بیچ ڈالین۔

اگرچہ سود خواری پاپائی اجتہاد کی رو سے ممنوع تہی لیکن پہر بہی پاپائی عدالت العالیہ کے متعلق ایک بہت بڑا بنک قائم ہوگیا تہا جو پادریون ملازمت کے امیدوارون اور اہل مقدمہ کو نہایت سخت شرح سود پر روپیہ قرض دیتا تہا۔ پاپائی مہاجنون کے لئے تو گویا سود لینا مباح تہا اور باقی سود خوار مطرود و مردود تہے۔

پاپائی عدالت العالیہ کو یہہ بات معلوم ہوگئی تھی - کہ یورپ بھر کے پادری اگر اُسکے مقروض ہون گے - تو پاپائیت کی اغراض کو بہت کچھ نفع ہوگا اِس لئے کہ عدالت اُن پر من مانا دباؤ ڈال سکیگی - اور اگر وہ باؤ نمانینگے تو عدم آدائے سود کی علت مین اُنہین کلیسا کے حلقے سے خارج کر سکیگی ۱۳۲۸ء مین جب حساب لگایا گیا - تو معلوم ہوا کہ نصف مسیحی دنیا حلقہ کلیسا سے خارج ہو چکی ہے - اساقف کا اخراج اسلئے عمل مین آیا کہ وہ پاپا کے نائبون کے مطالبات سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے اور عام اشخاص اِسلئے خارج کئے گئے کہ وہ مجبور ہو کر تذکرات الغفران یا اجازت نامجات نقض قانون خریدین - اور پاپائی کارندون کو اُن کی منہ مانگی قیمت ادا کرین - تمام یورپ کے قسیسی مداخل روما کی طرف کہنچے ہوئے چلے جاتے تھے - جو ارتشا یہ سمونیت - سود خواری - بددیانتی اور استحصال بالجبر کا مرکز بنا ہوا تھا - ۱۰۶۶ء سے جو تحریک اجتماع واکتناز کی تاریخ آغاز ہے - پاپاؤن نے اپنے خاص گلے کی بہیڑون کی دیکھہ بھال بالکل چھوڑ دی تھی - یعنی روما کی آبادی کی روحانی غور و پرداخت اور کلیسائی روما کے اندرونی انتظامات کی طرف توجہ کرنے کی اُنہین مطلق فرصت نہ تھی - ممالک غیر کے ہزارون معاملات جنہین سے ہر ایک بجائے خود بہت بڑا ذریعہ آمدنی تھا - اُنہین ہر وقت مصروف رکھتے تھے - اسقف الوبرو پلا ابو کلیسیا لکہتا ہے - کہ مین جب کبھی ایوان عدالت العالیہ پاپایہ مین داخل ہوتا تھا تو ارکان عدالت یعنی پاپا کے گماشتون کو اشرفیان گنتے ہوئے پاتا تھا جنکی ڈہیر کر دہیر

ہرطرف لگے رہتے تھے"۔ پاپائی عدالت کی حدود ارضی کی توسیع کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جاتا تھا۔ قانون سے مستثنیٰ کرنیکا ڈھنگ ایسا ڈالا گیا تھا کہ جو شخص مستثنیٰ ہوتا تھا۔ اُسے ہر وقت ایک نیا استثنا حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اساقف کو مجمع الاکلیروس کی مقابلہ مین خاص خاص رعائتین حاصل تھین تو مجمع الاکلیروس بھی بمقابلہ اساقف خاص رعایات سے مستفیض تھا۔ علی ہذا القیاس اساقف خانقاہین اور عام اشخاص نائبان پاپا کے استحصال سے مستثنیٰ تھے۔ غرض استثنا کا یہ سلسلہ پاپائے مقدس کی خواہش جلب منفعت کیطرح کہین ختم ہوتا ہی نہ تھا۔

پادریون کی مظالم

ہائے ہپیشیا جس کا باپ تھیان بڑے پایہ کا مہندس تھا نہ صرف فلاطون اور ارسطو کے فلسفہ کی شارح تھی۔ بلکہ اپالونیس اور دوسرے مہندسونکی تصانیف پر بھی اُسنے عالمانہ شرحین لکھی تھین ہر روز اُسکے مدرسہ کے سامنے امرا و اعیان کے رتھون کا ایک ہجوم رہتا تھا اور اسکندریہ کے تمام وضیع و شریف اُس کی شاگردی کا دم بھرتے تھے۔ جن مسائل پر اُسکی تقریرین ہوتی تھین وہ وہی مسئلے ہین۔ جن پر ہمیشہ سے بحث ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکن آج تک حل نہین ہو سکے۔ یعنی "مین کیا ہون کون ہون کہان ہون۔ اور میرے علم کی کیا حد ہے"۔

ہائے ہپیشیا اور سائرل ایک کو علم حکمت مین تبحر دوسرے کو جہل و تعصب مین

توعقل - بہلا اجتماع ضدین کیونکر ممکن تہا - سائرل نے سمجھ لیا کہ اگر یہی لیل و نہار رہا - تو ہائے پیشیا کے آگے اسکی مشیخت کا چراغ گل ہوجائیگا اور یہ سمجھ کر اُسنے فیصلہ کرلیا - کہ جسطرح بن پڑے اپنے حریف کا خاتمہ کردے - ایک دن ہائے پیشیا مدرسہ کو جارہی تہی - کہ سایرل کی امت کے ایک گروہ کثیر الانفار یعنی بہت سے پادریوں نے اُسے آگھیرا ان سب نے ملکر بیچ بازار مین اس کے کپڑے نوچ کھسوٹ ڈالے اُسے بالکل برہنہ کردیا - اور پہر کھینچتے گھسیٹتے ہوئے ایک گرجا مین لے گئے - جہان عصائے پترس کی متواتر ضربون سے اسکا سر توڑا گیا - اسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے - گوشت و پوست کو سیپیون سے چہیلا گیا اور ہڈیان آگ مین جہونکدی گئین - اس خوفناک جرم کے متعلق سائرل سے جواب تک نہ لیا گیا گویا یہ تسلیم کرلیا گیا - کہ چونکہ مقصد محمود تہا - اسلئے اس کی تکمیل کا جو ذریعہ اختیار کیا گیا - وہ بہی محمود ہوگیا -

محکمۂ احتساب عقائد نے پاپائی قوت کو ایسا زبردست بنادیا کہ اسکی مزاحمت و مدافعت محال ہوگئی - جو شخص مخالفت کرتا تہا آگ مین زندہ جلادیا جاتا تہا - کسی شخص کے دل مین مخالفانہ خیال کا ناشی ہونا عام اس سے کہ اس خیال کا اظہار کسی خارجی علامت سے ہوا ہو یا نہوا ہو جرم سمجہا جاتا تہا - جون جون زمانہ گذرتا گیا - محکمۂ احتساب عقائد کا طرزعمل زیادہ وحشیانہ ہوتا گیا - محض شبہہ کی بنا پر ملزم کو شکنجہ کی سزا دیجاتی تہی - ملزم کو الزام لگانے والے کا نام تک نہ بتایا جاتا تہا - اُسے کسی قانون دان

شخص سے مشورہ لینے کی اجازت تک نہ دیجاتی تھی اس محکمہ کی فیصلہ کی نہ داد تھی نہ فریاد- افسران محکمہ یعنی ارکان احتساب کو حکم تھا- کہ رحم ولینت کو دل مین مطلق نہ آنے دین- ملزم کا عقائد منسوبہ سے توبہ کرنا بھی بے سود لاحاصل تھا- ملزم کے ناکردہ گناہ خاندان کا مال و اسباب ضبط کر لیا جاتا تھا- جسمین سے آدھا پاپا کے خزانہ مین چلا جاتا تھا اور آدھے سے ارکان احتساب اپنی دوزخ کی تواضع کرتے تھے- پاپای انوسینٹ ثالث کا قول تھا- کہ ملاحدہ کی اولاد کی صرف جان بخشی کرنی چاہیے- اور وہ بھی محض بہ تقاضاے ترحم- نتیجہ یہہ ہوا کہ نکولس ثالث کے سے ڈاکو پاپاؤن نے اس مقدس عدالت کے لوٹ کے مال سے اپنے خاندانون کو نہال اور مالامال کر دیا- اور ارکان احتساب کو تو ہر روز اس کی بدولت تر لقمے ملتے رہتے تھے-

ہزار برس تک آبادی یورپ کی نہ بڑھنے کے اسباب

اب کسیقدر زیادہ تفصیل و وضاحت کے ساتھہ ان مدافعانہ قوتونکی نوعیت پر نظر ڈالتے ہین- جنہون نے یورپ کی آبادی کو ایکہزار سال تک حالت جمود و سکون مین رکھا- بر اعظم یورپ کی سطح کا بہت بڑا حصہ لق و دق اور بے راہ جنگلون سے گھرا ہوا تھا- کہین کہین راہبونکی خانقاہین اور بستیان آباد تہین- نشیبی مقامات اور دریاؤن کی دونون جانب سینکڑون میل لمبی دلدلین پہیلی ہوئی تہین- جن مین سے عفونت انگیز بخارات نکل نکلکر دور دور تک وبا پہیلاتے تھے- پیرس اور لندن مین

مکانات لکڑی کے تھے۔

گھرون مین دود کش بہی نہ ہوتے تھے۔

بدررو ین بالکل موجود نہ تہین۔ اور صفائی کا مطلق انتظام نہ تہا۔ گارے سے لپے ہوئے سرکنڈون کی کوٹھریان۔ بہدے اور بے ڈھنگے ٹٹرون کے گھر۔ بے دود کش کے بے رونق دہوان دہار انگیٹھیان جوؤن۔ کھٹملون۔ اور پسوؤن سے بہرے ہوئے جسمانی اور اخلاقی غلاظتون کے بہشت۔ سردی سے بچنے کے لئے اعضاء کے گرد پرال کی لپٹے ہوئے تھے۔ بخار سے سکتے ہوئے کسان کے لئے عاملون اور سیانون کی چارہ گری کے سوا اور کسی تدبیر کا نہونا۔ ان سب باتون کے ہوتے ہوئے کیونکر ممکن تھا۔ کہ آبادی مین ترقی ہوسکے۔ اقوام کی مادی حالت کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی نتیجہ خیز و مستقل بالذات تدبیر پاپاؤن کی طرف سے اختیار نہین کی گئی۔ اُن کے نشو و نما عقل کے لئے کوئی طریقہ عمل مین نہین لایا گیا۔ اور اُلٹا اُنہین اَن پڑہ بلکہ جاہل مطلق رکہنے کی کوشش کی گئی۔ صدیون پر صدیان گذرتی چلی گئین۔ لیکن کسانون کی حالت کھیت کے چوپایون سے بہتر نہونے پائی۔ وسائل نقل و حرکت اور ذرائع رسل و رسائل کو جو توسیع خیالات کے ممد و معین ہوا کرتے ہین جامد و غیر متحرک رہنے دیا گیا۔ آبادی کا اکثر حصہ ایسا تہا جسے ساری عمر اپنے گھر سے قدم نکالنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس بدنصیب طبقہ کو نہ اصلاح حالت کی اُمید تہی نہ کسی ترقی کی توقع۔ افلاس کے سدباب اور قحط کے

اندفاع کے لئے بڑے پیمانہ پر کوئی تجویز نہ سوچی گئی وباکو اجازت تہی
کہ کہلے بندون جہان چاہے۔ پہرے اور جس شہر پر چاہے چہاپہ مارے
بہت ہی روک ٹوک ہوئی۔ تو کسی پادری نے دو چار لاطینی دعائین پڑہ دین
بُری خوراک۔ ناقص لباس اور ناکافی مکان۔ برابر اپنا اثر کئے چلے گئے
جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ایکہزار سال کے بعد یورپ کی آبادی دُگنی بہی
نہ ہونے پائی۔

انتخاب مندرجہ بالا ہزار سالہ فروغ مذہب عیسوی کا ہے اور اُسی
قسم کا ایک اجمالی انتخاب اس سے پہلے اسلامی خلافتون کی نوسو سالہ
زمانہ کا درج ہو چکا ہے۔ اِن دونون کا مقابلہ اور موازنہ کرنے سے
عام نتیجہ ظاہر ہوگا۔

ہمنے اسلام کے عہد رسالت۔ اور خلافت راشدہ کے حالات کا
تذکرہ اسلام کے تمدنی دور سے پہلے لکہا ہے۔ ان کے لکہنے کا مدعا یہ ہے
کہ رسالت اور خلافت راشدہ کا زمانہ شیوع اسلام کا ہے۔ انکو پڑہکر
بجائے خود ہر شخص یہہ اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر خونریزی
اور جبر سے پہیلا۔ یا اُس مین فی نفسہ کوئی خوبی تہی اور ایسے اشخاص
جو باوصف استطاعت محض درویشانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ وہ جبر
اور ظلم روا رکہہ سکتے تہے۔

یہان سے تہذیب یورپ کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ وہ تہذیب ہے
جس نے چارسو برس تک نئے برّاعظم اور نئے نئے جزیرہ ڈہونڈ ڈہونڈ کر

نکالی - اور افریقہ سے دوزخ ملک کو بہشت بنایا - اور تحقیقات صحرا مین جا مین تلف کین - امریکہ - اور اسٹریلیا - دو براعظمون کا پیدا کرنا ٹری جان جوکھون کے کام تھے - اور سب سے آخر مصیبت ناک سفر قطب شمالی کے دریافت کرنے کا تھا -

اور علمی تحقیقاتون کی بابت جانفشانیون کی کوئی انتہا نہین مہذب انسان تسخیر کائنات کے پیچھے پڑا ہوا ہے - پہلے وحشیون کی مزدوری سے نفع اٹھایا اب قدرتی اشیا سے کام لیا جاتا ہے - ہر قسم کے علم اور فن اور صنعت کی ترقی روز افزون ہے - اس تہذیب کا آغاز غلامی کی ترقی اور وحشی اقوام کی بربادی سے ہوا اور نتیجہ یہہ پیدا ہوا جس کا انتخاب ذیل مین کیا جاتا ہے -

۱ - انسان کی ضرورتین بڑہتی جاتی ہین - معاشرت نہایت قیمتی ہوگئی ہے

۲ - نئی نئی ایجادون نے انسان کو ہوسناک بنا دیا -

۳ - جنگین زیادہ خونریز معمولی ہین پہلے انسان جرائت سے بمقابلہ انسان لڑتا تھا - اب جرات کی ضرورت نہین - علم اور قواعد کا مقابلہ ہے -

۴ - انسانی قوائے دماغی بار سے کمزور ہوتے جاتے ہین اور جرات مین کمی ہوتی جاتی ہے -

۵ - تاجر اور اخبار دنیا مین سب سے زیادہ مالدار ہوتے جاتے ہین امرا کم ہوتے جاتے ہین -

۶ - سلطنتین باہمی مقابلہ سے زیر بار ہوتی ہین -

۷ - وحشی اور غربا تہذیب کے ساتہہ نہین چل سکتے وہ معدوم ہوتی جاتی ہین
۸ - آبادی بڑہتی جاتی ہے - اور رزق گران ہوتا جاتا ہے -
۹ - مساوات اور آزادی اعتدال سے گذر کر خطرناک ہوتی جاتی ہے -
۱۰ - نہلسٹ - انارکسٹ - سوشلسٹ اسی تہذیب کی تعلیم سے پیدا ہوئین ہین وہ حکومتون کے مٹانے کے درپے ہین -
۱۱ - جمہوریت کی صدا ہر طرف سے آرہی ہے - اور باہم کشت و خون ہو رہا ہی
۱۲ - تہذیب یورپ سے الحاد دنیا مین پہیلتا جاتا ہے - اور اخلاق مذہبی معدوم ہوتا جاتا ہے - افسوس ہے کہ تہذیب نے تحقیقات علمی مین کیسی جانفشانیان کین اور مذہب کو نادانستہ چہوڑا اور اسیر توہمات کا الزام لگا کر مردود خلایق کیا اور نوع انسان کو اوس نعمت عظمےٰ سے محروم کیا - تہذیب نے اپنے نفس کے لئے آرام اور راحت اور سامان عیش سب کچھ مہیا کیا - اور مذہب کا خون کرتے وقت یہہ رحم نہ آیا کہ کیسے بے نفسون نے اپنی جان پر کہیل کر یہہ کارخانہ دوسری دنیا کی انجام بینی کے خیال سے بنایا تہا - اور اخلاق کی کیسی عمدہ مثالین چہوڑین - تہذیب نے دنیا کی قدیم نشانیان ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالین - اور تاریخ کی تاریکی پر روشنی ڈالی - مگر مذہب جو سب سے قدیم ہے اسکو خاک مین ملا دیا -

میرا مدعا صرف مذہب کی حقیقت اور اسکے انتفاع ثابت کرنے کا اور آیندہ تحفظ کا ہے - اُسی کے ضمن مین یہہ اور تذکرہ ہے مقابلہ اور موازنہ کی غرض سے درج کردئے گئے ہین - میری رائے یہ ہے

کہ تہذیب یورپ مین سخت عیب الحاد اور اخلاق کے معدوم ہونیکا ہے
اور دنیا مین مطلق العنان آزادی اور انتہا درجہ کی مساوات پیدا ہونیکا ہے
بغیر مذہب کی شرکت کے یہہ تہذیب کبھی نوع انسان کے لئے فائدہ مند
نہین ہو سکتی -

تہذیب پر واجب ہے - کہ مذہب کو اُس کی حقیقت دریافت کرنیکے
بعد علیحدہ رکھے علمی سانچہ سے نہ مذہب بنا ہے اور نہ اُس سانچہ مین
ڈہل سکتا ہے - اس عملدرآمد سے مذہب خراب ہو جائیگا - جسطرح انسان
کے لئے غذا - لباس - مکان - طبعی ضرورت سے واجب ہے اسیطرح
مذہب جسمانی و روحانی اصلاح کے لئے لازم ہے -

مذہب مین عام پسند ہونے کی قابلیت ہے - کیونکہ وحشی نیم وحشی
مہذب - سب مین مذہب کا عالمگیر اثر ہے - تہذیب ایک خاص گروہ
تعلیم یافتہ کا تجربہ اور تحقیقات ہے - وحشی - نیم وحشی نہ اُسکو سمجھہ سکتے ہین
اور نہ اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتے ہین - بلکہ بیشتر تہذیب کے
انتفاع سے گریز کرتے ہین - اسلئے ایک عام پسند چیز کو تہذیب کے دائرہ سے
نکالدینا زیبا نہین ہے - قوم مین متحد کرنے کی کوئی شے باقی نہ رہیگی
ہر شخص مذہبی ہو سکتا ہے - مگر فلسفی - حکیم - محقق نہین ہو سکتا - قدرت کو
عام عطیہ سے محروم کرنا نہ چاہئے -

تمام شد